ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR
NEW DELHI

LIBRAR

Please examine the book before taking it out You will be responsible for damages to the book discovered while returning it

DUE DATE

Rare

72694

Cl. No. 297.1227 Dr. ZAKIR HUSAIN LI Acc. No.
168 B3.1.1

Late Fine Ordinary books 25 p. per day, Text Book
Re 1 per day, Over night book Re 1 per day.

تصانیف احمدیہ

حصہ اول — جلد پنجم

[illegible]

[illegible]

تفسیر القرآن

جلد سوم

تفسیر سورۃ انعام — تفسیر سورۃ اعراف

سنہ ۱۳۱۵ نبوی

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام لالہ گلاب راے چھاپہ ہوئی

سنہ ۱۳۰۳ ہجری سنہ ۱۸۸۵ ع

فہرست مضامین جلد سوم تفسیر قرآن

مضمون صفحہ

سورۂ انعام

آنحضرت صلعم کے پاس معجزہ ہونے یا نہونے پر بحث ... ۱۰—۴۱
حقیقت معجزہ پر بحث ... ۳۰—۴۱
انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے یا نہ لانیکا اصلی سبب ... ۳۹—۴۱
ملائیک حفظہ و کراما کاتبین کی تحقیق ... ۴۶—۴۷
لفظ کن فیکون کی تحقیق ... ۵۰—۵۲
نفخ صور کی تحقیق ... ۵۲—۵۶
حضرت ابراہیم کے باپ کی تحقیق ۵۶
آذر سے مباحثہ کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر کیا تھی ... ۵۶
کواکب کو کیونکر حضرت ابراہیم نے رب کہا اُسکا بیان ... ۵۷—۶۱
نبوت امر فطری ہی ... ۷۴—۷۹
اجنہ کے وجود اور انمیں انبیاء ہونے پر بحث ... ۷۹—۸۹

سورۂ اعراف

میزان اور وزن اعمال کی تحقیق ۱۰۲—۱۰۳
آدم کی شرمگاہ کھلنے کی مراد ... ۱۰۶—۱۰۷
معاد کے حالات کی تحقیق ... ۱۱۲—۱۵۵
۱— روح کا بیان ... ۱۱۷—۱۲۶
۲— انسان اور حیوان کی روح وٰحد ہی ... ۱۲۷
۳— حیوان وہ کام کیوں نہیں کرسکتا جو انسان کرتے ہیں... ۱۲۷—۱۲۸
۴— روح سعادت اور شقاوت کا اکتساب کرتی ہی ... ۱۲۹
۵— موت کے بعد روح کا بقا... ۱۳۰—۱۳۱
۶— آخرت کا بیان ... ۱۳۱—۱۵۵
قیامت ... ۱۳۱—۱۳۶
حشر اجساد ... ۱۳۲—۱۵۵
چھہ دن میں دنیا پیدا ہونیکی تحقیق ... ۱۶۰—۱۶۳
استواے علی العرش کا بیان ... ۱۶۳—۱۷۷
قوم عاد اور اُسکے متعلق حالات کا بیان ... ۱۸۰—۱۹۴
آفات ارضی وسماوی کو انسان کے گناہوں سے منسوب کرنیکا سبب ۱۹۰
قوم ثمود اور اُسکے متعلق حالات کا بیان ... ۱۹۴—۲۰۲
حضرت شعیب کا قصہ ... ۲۰۲—۲۰۹
حضرت موسی کا قصہ اور اُسکے حالات و واقعات کی تحقیق... ۲۱۰
۱— لفظ آیہ وبینہ کی تحقیق ۲۱۰
۲— حقیقت سحر و ذکر معجزہ ۲۱۰—۱۲۱

مضمون صفحہ

۳ و ۴ و ۵ — سحرہ فرعون کي رسیوں اور حضرت موسی کے عصا اور ید بیضا کا بیان ... ۲۲۱—۲۲۹
۶ — قتل اولاد بني اسرائیل ... ۲۲۹—۲۳۰
۷ و ۸ — طوفان جراد — قمل — ضفادع — دم ... ۲۳۱—۲۳۳
۹ — غرق فی البحر ... ۲۳۳
۱۰ — اعتکاف حضرت موسی کا پہاڑ میں ... ۲۳۳—۲۳۴
۱۱ — حقیقت کلام خدا با موسی ۲۳۴—۲۴۰
۱۲ — حقیقت تجلی الجبل ... ۲۴۰—۲۴۴
۱۳ — کتابت فی الالواح ... ۲۴۴—۲۴۷
۱۴ — اتخاذ عجل اور اس میں آواز ہونیکي حقیقت اورسامري کا حال ... ۱۴۷—۲۵۳
۱۵ — ستر آدمیوں کا خدا کے پاس لیجانیکو منتخب کرنا — خدا کے دیدار دنیا و آخرت پر بحث ... ۲۵۳—۲۵۶

مضمون صفحہ

۱۶ — استسقاے قوم موسی
۱۷ — سایہ کرنا ابر کا
۱۸ — من و سلوی
۱۹ — دخول باب ... ۲۵۷
ذکر بشارات آنحضرت صلعم توریت و انجیل میں ... ۲۶۶—۲۷۱
ذکر میثاق بنی آدم سے ... ۲۷۶—۲۷۸
اسبات کي تحقیق کہ آیت واتل علیهم نبأ الذي آتیناہ میں فرعون کی طرف اشارہ ہے نہ کہ بلعم باعور یا کسي دوسرے کی طرف ... ۲۷۸—۲۸۱
هوالذي خلقکم من نفس واحدہ میں لفظ نفس واحدہ سے حضرت آدم مراد نہیں ہیں ... ۲۸۴—۲۸۷
آیة واما ینزغنک من الشیطان نزغ کي تحقیق ... ۱۸۸—۲۹۱

تمت

سورة الانعام

تفسير القرآن
وهو
الهدى والفرقان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (١) هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ
اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (٢) وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ
سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (٣) وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ
مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (٤) فَقَدْ كَذَّبُوْا
بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ (٥) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا

---

(١) (الحمد للہ الذي) اس تمام سورة میں مکہ کے لوگ زیادہ تر مخاطب ہیں مشرکین عرب خدا کو جانتے تھے مگر بتوں کو خدا کي برابر کرتے تھے اور خدا کي مانند بتوں کي پرستش کرتے تھے — آنحضرت صلعم توحید ذات باري اور توحید صفات باري اور توحید في العبادت کي ہدایت فرماتے تھے جو اُن کے اعتقادات اور بتوں کي پرستش کے برخلاف تھے اُس کو نہ مانتے تھے اور آنحضرت کي ہدایت پر خدا کي طرف سے ہونے میں شک کرتے تھے اور اپني جہالت سے اُن اُمور کا ہونا آنحضرت صلعم سے بطور معجزہ کے چاہتے تھے جو فطرت اللہ کے برخلاف تھي — انھي باتوں کا اس سورة کے شروع میں بیان ہوا

خدا کے نام سے* جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

سب بڑائیاں خدا کے لیئے ہیں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور بنایا اندھیروں کو اور نور کو پھر جو کافر ہوئے برابر کرتے ہیں (اصنام کو) اپنے پروردگار سے ۱ وہ تو وہ ہی جس نے تمکو پیدا کیا مٹی سے پھر مقرر کیا مرنے کا وقت اور مقرر کیا ہوا وقت اُس کے پاس ہی (یعنی اُس کو معلوم ہے) پھر تم شک کرتے ہو ۲ اور وہی خدا ہے آسمانوں میں اور زمین میں جانتا ہے تمھارے چھپے اور کھلے (کاموں) کو اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو ۳ اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اُس سے روگرداں ہوئے ۴ پھر بیشک جھٹلایا اُنہوں نے سچ کو جب کہ وہ (یعنی سچ) اُن کے پاس آیا پھر قریب ہے کہ اُن کے پاس اُس کی خبریں آوینگی جس کے ساتھ وہ ہنسا کرتے تھے ۵ کیا اُنکو خبر نہیں کہ ہمنے اُن سے پہلے کتنوں کو اگلے زمانہ کی قوموں میں سے ہلاک کر ڈالا جنکو ہمنے زمین میں ایسی قدرت دی تھی کہ تمکو ویسی قدرت نہیں دی اور ہمنے اُن پر موسلا دھار برسنے والے بادل بھیجے

---

* — مشرکین عرب مغرور بھی تھے اور وہ اپنی عظمت اور قوت پر گھمنڈ رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم کی ہدایت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیئے خدا نے اُن کو بتایا کہ تم سے بھی زیادہ قوی اور با حشمت قومیں جو نہایت سرسبز و شاداب ملکوں میں تھیں وہ بھی اپنے گناہوں کے سبب برباد ہوگئیں -- پھر خدا نے اُن کے شبہوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر وہ ناممکن چیزیں تو بھی چاہیں جو وہ چاہتے ہیں تب بھی وہ لوگ ایمان نہیں لانے کے اور جو رنج و اذیت آنحضرت صلعم کو کافروں کی باتوں سے پہونچتی تھی انبیاء سابق کی مثال سے آنحضرت کو تسکین دی ہے ٭

وجعلنا الانهار تجري من تحتهم فاهلكنهم بذنوبهم و انشانا
من بعدهم قرنا اخرين ٦ و لو نزلنا عليك كتبا في
قرطاس فلمسوه بايديهم لقال الذين كفروا ان هذا الا
سحر مبين ٧ و قالوا لو لا انزل عليه ملك و لو
انزلنا ملكا لقضي الامر ثم لا ينظرون ٨ و لو جعلنه
ملكا لجعلنه رجلا و للبسنا عليهم ما يلبسون ٩ و لقد
استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم
ما كانوا به يستهزءون ١٠ قل سيروا في الارض ثم انظروا
كيف كان عاقبة المكذبين ١١ قل لمن ما في السموات
والارض قل لله كتب على نفسه الرحمة ليجمعنكم
الى يوم القيامة لاريب فيه الذين خسروا انفسهم فهم لا
يؤمنون ١٢ و له ما سكن في اليل والنهار و هو السميع
العليم ١٣ قل اغير الله اتخذ وليا فاطر السموات والارض
و هو يطعم ولا يطعم قل اني امرت ان اكون اول

اور همنے نهریں پیدا کیں جو اُن کے (کهیتوں کے) نیچے بهتي تهیں پهر همنے اُن کو اُنکے گناهوں کے سبب هلاک کرڈالا اور اُن کے بعد اور لوگوں کا زمانه پیدا کیا ٦ اور اگر هم تجهپر اُتارتے کاغذ میں لکها هوا پهر وه اُس کو اپنے هاتهوں سے چهو لیتے تو بهي جو لوگ کافر هوئے کهتے که یهه تو کهلے جادو کے سوا اَور کچهه نهیں هی ٧ اُنهوں نے کها که کیوں نهیں اُتارا گیا اُسپر (یعني پیغمبر پر) فرشته ' اور اگر هم کوئي فرشته اُتارتے تو کام پورا هوجاتا پهر نه تامل میں ڈالے جاتے ٨ اور اگر هم اُس کو (یعني پیغمبر) هي کو فرشته کردیتے (یعني فرشته کو پیغمبر بناکر بهیجتے) تو اُس کو بهي آدمي کي صورت میں بناتے تو هم اُن پر وهی شبهه ڈالتے جو شبهه که اب وه کرتے هیں ٩ اور بے شک ٹهٹا کیا گیا هی رسولوں کے ساتهه تجهه سے پهلے پهر گهیر لیا اُن لوگوں کو کافروں میں سے جو ٹهٹا کرتے تهے اُس چیز نے جس کے ساتهه ٹهٹا کرتے تهے ١٠ کهدے (اے پیغمبر) که سیر کرو زمین میں (یعني ملکوں میں) پهر دیکهو که کیا انجام هوا جهٹلانے والوں کا ١١ کهه (یعني پوچهه اے پیغمبر کافروں سے) کس کے لیئے هی جو کچهه که آسمانوں میں هی اور زمین میں ' کهه (یعني اُن کو بتادے) که الله کے لیئے ' لکهي هی اُس نے اپنے اوپر رحمت ' بے شک اکهٹا کریگا تم سب کو قیامت کے دن میں جس میں کچهه شک نهیں ' جن لوگوں نے اپنے تئیں آپ نقصان پهونچایا تو وه ایمان نهیں لانے کے ١٢ اور اُسي کے لیئے هی جو کچهه که ٹهرتا هی رات میں اور دن میں ' اور وه سننے والا هی جاننے والا ١٣ کهدے (اے پیغمبر اُن مشرکین کو جو تجهکو بتوں کي طرف مایل کرنا چاهتے هیں) که کیا میں خدا کے سوا دوسرے کو دوست بناؤں جو پیدا کرنے والا هی آسمانوں کا اور زمین کا اور وهي رزق دیتا هی اور اُس کو رزق نهیں دیا جاتا '

کهدے که بے شک مجهکو حکم دیا گیا هی که میں هوں پهلا شخص

مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْ اَخَافُ
اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً
قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً
اُخْرٰى قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا
يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾
وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

جو اسلام لایا اور (یہہ حکم ہوا ھی) کہ تو مشرکوں میں سے مت ہو (١٤) کہدے کہ بیشک میں ڈرتا ھوں - اگر نافرمانی کروں اپنے پروردگار کی - بڑے دن کے عذاب سے (١٥) جو شخص کہ اُس سے اُس دن عذاب روک رکھا جاوے تو بیشک خدا نے اُس پر مہربانی کی ' اور یہی ھی کھلی ھوئی مراد پانی (١٦) اور اگر خدا تجھکو ضرر پہونچاوے تو کوئی اُس کا دور کرنے والا نہیں سوائے اُسی کے ' اور اگر تجھکو بھلائی پہونچاوے تو وہ سب چیز پر قادر ھی (١٧) اور وہ قدرت رکھنے والا ھی اپنے بندوں پر اور حکمت والا ھی خبر رکھنے والا (١٨) کہدے (اے پیغمبر کافروں سے) کہ کونسی چیز سب سے بڑی شہادت میں ھی ' کہدے کہ اللہ ' وہ شاھد ھی مجھہ میں اور تم میں ' اور وحی کیا گیا ھی مجھکو یہہ قرآن تاکہ میں اُس سے تمکو تنبیہہ کروں اور اُن کو جنکے پاس اُس کی خبر پہنچی ' کیا تم شہادت دیتے ھو کہ خدا کے ساتھہ اور خدا ھیں ' کہدے کہ میں شہادت نہیں دیتا ' کہدے کہ اس کے سوا اور کچھہ نہیں کہ وہ خدائے واحد ھی اور بے شک میں بری ھوں اُس چیز سے کہ تم شریک کرتے ھو (١٩) جن لوگوں کو کہ ہمنے کتاب دی ھی وہ اس ذات کو ایسا ھی جانتے ھیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو جن لوگوں نے اپنے تئیں آپ نقصان پہونچایا تو وہ ایمان نہیں لاتے (٢٠) اور کون زیادہ ظالم ھی اُس شخص سے جس نے جھوٹ بہتان خدا پر باندھا یا اُس کی نشانیوں کو جھٹلایا بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے (٢١) اور جس دن ھم اُن سب کو اکھٹا کرینگے پھر ھم کہینگے اُن لوگوں سے جو شرک کرتے ھیں کہ کہاں ھیں تمہارے شریک جن پر تم گھمنڈ کرتے تھے (٢٢)

ثم لم تكن فتنتهم الا ان قالوا والله ربنا ما كنا مشركين ﴿٢٣﴾
انظر كيف كذبوا على انفسهم و ضل عنهم ما كانوا
يفترون ﴿٢٤﴾ و منهم من يستمع اليك و جعلنا على
قلوبهم اكنة ان يفقهوه و في اذانهم وقرا و ان يروا
كل اية لا يؤمنوا بها حتى اذا جاؤك يجادلونك
يقول الذين كفروا ان هذا الا اساطير الاولين ﴿٢٥﴾ وهم
ينهون عنه و ينئون عنه و ان يهلكون الا انفسهم و ما
يشعرون ﴿٢٦﴾ و لو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يليتنا
نرد و لا نكذب بايت ربنا و نكون من المؤمنين ﴿٢٧﴾
بل بدا لهم ما كانوا يخفون من قبل و لو ردوا لعادوا
لما نهوا عنه و انهم لكذبون ﴿٢٨﴾ و قالوا ان هي الا حياتنا
الدنيا و ما نحن بمبعوثين ﴿٢٩﴾ و لو ترى اذ وقفوا
على ربهم قال اليس هذا بالحق قالوا بلى و ربنا قال
فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون ﴿٣٠﴾ قد خسر الذين

پھر اُن کا اور کچھہ بہانہ بجز اس کے نہوگا کہ کہینگے خدا کی قسم اے ہمارے پروردگار ہم مشرک نہ تھے ۲۳ دیکھہ کس طرح اُنہوں نے اپنے پر آپ جھوٹ باندھا اور کھویا گیا اُنسے جو کچھہ کہ اُنہوں نے افترا کیا تھا ۲۴ اور اُن میں سے کوئی شخص کان لگاتا ہی تیری طرف اور ہمنے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اُس کے سمجھنے سے اور اُن کے کانوں میں بہرا پن ہی اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھہ لیں تو بھی اُن پر ایمان نہ لاوینگے یہاں تک کہ جب تیرے پاس آوینگے تو تجھہ سے جھگڑا کرینگے ۔ جو لوگ کافر ہوئے کہتے ہیں یہہ کچھہ نہیں ہی مگر اگلوں کی کہانیاں ۲۵ اور وہ (اَوروں کو) اُس سے منع کرتے ہیں اور خود بھی اُس سے الگ رہتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں جانتے ۲۶ اوراگر تو دیکھے جبکہ وہ آگ پر کھڑے ہوں تو کہینگے اے کاش ہم پھر جاویں اور نہ جھٹلاویں اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور ہوویں ایمان والوں میں سے ۲۷ بلکہ اُن کو ظاہر ہوگیا جو کچھہ کہ اس سے پہلے چھپاتے تھے اور اگر وہ پھر بھیجدیئے جاویں تو وہی کرینگے جس سے اُن کو منع کیا گیا تھا بے شک وہ جھوٹے ہیں ۲۸ اور اُنہوں نے کہا کہ یہہ کچھہ نہیں ہی مگر دنیا کی زندگی اور ہم نہیں پھر اُٹھنے والے ۲۹ اور اگر تو دیکھے جبکہ وہ کھڑے کیئے جاوینگے اپنے پروردگار کے سامنے (خدا) کہیگا کہ کیا یہہ سچ نہیں ہی، کہینگے ہاں قسم ہمارے پروردگار کی، (خدا) کہیگا پھر چکھو عذاب بدلے اُس کے جو تم کفر کرتے تھے ۳۰ بےشک

نقصان میں پڑے جن لوگوں نے

كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا
يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى
ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ
وَّ لَهْوٌ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ
وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى
اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ
نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ
اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ
فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَ الْمَوْتٰى
يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

---

٣٧ — (و قالوا لولا اُنزل علیه آیة) اس آیت سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ھی که انحضرت صلعم کے پاس کوئی معجزہ نه تھا یعنی جسکو کفار یا عام لوگ معجزہ سمجھتے ھیں

جھٹلایا الله سے ملنے کو [illegible] یہاں تک کہ جب آ پہنچی اُن کے پاس وہ گھڑی اچانک تو کہنے لگے ہم پر افسوس ہماری اُس تقصیر پر جو ہم نے اس میں کی اور وہ اٹھاتے ہیں بوجھ اپنے [illegible] پیٹھوں پر [illegible] (۳۲) اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل تماشا ([illegible]) اور [illegible] دار آخرت بہتر ہے اُن لوگوں کے لئے جو پرہیزگاری کرتے ہیں [illegible] (۳۳) بیشک ہم جانتے ہیں کہ [illegible] غمگین کرتی ہے تجھ کو وہ [illegible] جو کہتے ہیں [illegible] تجھ کو نہیں جھٹلاتے ولیکن ظالم الله کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں (۳۴) اور البتہ جھٹلائے گئے ہیں پیغمبر تجھ سے پہلے پس صبر کیا انہوں نے اس پر کہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیئے گئے یہاں تک کہ ہماری مدد اُن کے پاس آئی اور کوئی نہیں بدلنے والا الله کی باتوں کا اور بے شک تیرے پاس آئی ہیں پیغمبروں کی خبروں میں سے (۳۵) اور اگر ہے تجھ پر گراں گذرنا اُن کا منہ پھیرنا پھر اگر تو [illegible] کوئی سرنگ زمین میں یا ایک سیڑھی آسمان میں پھر لے آوے اُن کے پاس کوئی نشانی ([illegible] وہ ایمان نہ لاوینگے) اور اگر خدا چاہتے تو اُن سب کو ہدایت پر [illegible] پس نادانوں میں سے ہرگز مت ہو (۳۶) اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہی [illegible] قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردے (یعنی کافر) اُنکو اُٹھاویگا الله پھر اُس کے پاس لوٹائے جاوینگے (۳۷) اُنہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اُتاری گئی اُس پر (یعنی پیغمبر پر)

کیونکہ اگر کوئی معجزہ ہوتا تو کفار یہ نہ کہتے کہ کیوں آنحضرت صلعم پر کوئی معجزہ نہیں اُتارا گیا *

آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً

[illegible] اس آیت [illegible] استدلال [illegible] لیا ہے کہ [illegible] معجزات [illegible] درست [illegible] آنحضرت صلعم [illegible] معجزہ [illegible] خدا نے معجزہ دکھانے سے انکار کیا کیونکہ خدا کے علم میں [illegible] نہیں [illegible]

بعض لوگوں نے مذکورہ بالا آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس کوئی معجزہ نہ تھا اُن کو امام فخر الدین رازی نے ملحد قرار دیا ہے اور اُن کا جواب اس طرح پر دیا ہے کہ [illegible] بہت [illegible] معجزات ہیں کہ باوجود ان کاموں کے [illegible] نازل کئے اور وہ دلائل [illegible] ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر قرآن معجزہ [illegible] پیدا ہوا [illegible] کیوں [illegible] آپ [illegible] کوئی [illegible] ہو [illegible] اس طرح پر جواب [illegible] ممکن ہے [illegible] معجزہ [illegible] پیدا ہوا [illegible] کہا [illegible] کی قسم [illegible] اور [illegible] معجزات کی قسم میں سے نہیں تھے جیسے کہ [illegible] اُن لوگوں [illegible] اُنہوں نے معجزات [illegible] دیکھے ہونگے جیسے کہ اور انبیا کے پاس [illegible] سمندر کے چیر دینے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کہ اُنہوں نے صرف بطور معجزات [illegible] معجزے طلب کیئے ہوں جیسے [illegible] کا اُن کا آسمان کے [illegible] کا ثبوت ہو — [illegible] آسمان [illegible] کا [illegible] عذاب کا اُترنا [illegible] تھا کیونکہ [illegible] ادب کے لحاظ میں شامل نہیں ۔

[illegible] امام [illegible] نے مطلوبہ معجزات کے نازل نہ کرنے کی [illegible] اس طرح بیان کی ہے کہ جب خدا تعالے نے قرآن مجید [illegible] بڑا معجزہ دیدیا تو اُس پر اور معجزہ طلب کرنا ضد اور خدا پر تحکم کرنا ہے اور نہ کرنے میں خدا ایسے [illegible] مختار ہے وہ لوگوں کی خواہشوں کے مطابق نہیں کرتا جو اُن کا سوال قبول کیا جاتا — علاوہ اس کے اگر ان کے اُن سوالوں کو پورا کردیتا تو وہ ایک اور معجزہ چاہتے جب وہ بھی پورا ہوجاتا تو اور چاہتے اور اُس کی کچھ انتہا نہ ہوتی اس لیئے پہلی ہی دفعہ بند کردیا — سوا اس کے اگر خدا تعالے اُن کے مطلوبہ معجزات کو نازل کرتا اور

کوئي نشاني (يعني معجزه) اُسکے پروردگار کي طرف سے ' کہدے که بے شک الله اسپر قادر هي که اوتارے کوئي نشاني

اگر وه ايمان نه لاتے تو سب کو هلاک کرتا ، باوجود اسکے بهي خدا نے بمقتضاے حکمت کے اُنکو نازل نهيں کيا — اور يهه بهي هي که خدا جانتا تها که وه لوگ اِن معجزات کو فائده کي غرض سے نهيں طلب کرتے تهے بلکه ضد سے طلب کرتے تهے اور خدا کو معلوم تها که وه ايمان نهيں لانے کے *

مگر شاه ولي الله صاحب نے اپنا عقيده تفهيمات الهيه ميں صاف صاف بيان کيا هي که قران مجيد ميں کسي معجزه کا ذکر نهيں هي اور شق قمر کي نسبت لکها هي که وه معجزه نهيں چنانچه وه فرماتے هيں که همارے نزديک شق قمر معجزات ميں سے نهيں هي بلکه وه قيامت کي نشانيوں ميں سے هي جيسيکه خدا نے فرمايا هي که قريب آئي ساعت اور پهٹ گيا چاند ليکن آنحضرت صلعم نے اُس کے هونے سے پهلے اُس کي خبر دي تهي اس راه سے معجزه تهي *** اس کے بعد شاه صاحب فرماتے هيں که الله سبحانه نے ان معجزات ميں سے کچهه بهي اپني کتاب (يعني قران) ميں ذکر نهيں کيا اور نه مطلق اُس کي طرف اشاره کيا هي ' اسميں راز يهه هي که قران تو بمنزله اسم ذات کا هي (اور شاه صاحب نے معجزات کو اشراقات ميں داخل کيا هي جو اسم ذات سے کم درجه هي اس لئيے اُنهوں نے فرمايا که) پس جو چيز که اُس کے ماتحت هي اُس کا ذکر اُس ميں نهيں هوسکتا *

اما شق القمر فعندنا ليس من المعجزات انما هو من آيات القيامة كما قال الله تعالى اقتربت الساعة وانشق القمر ولكنه صلى الله عليه وسلم اخبر عنه قبل وجوده فكان معجزة من هذا السبيل ***** ولم يذكر الله سبحانه شيئا من هذه المعجزات في كتابه ولم يشر اليها قط بشي يعتد به وسر ان القران انما هو من الاسم فلا يذكر فيه ما هو من حده —

(تفهيمات الهيه)

مگر تعجب يهه هي که اگر شاه صاحب کے نزديک کسي نبي کے معجزه کا ذکر قران مجيد ميں نهوتا تو اُسوقت اُن کي يهه دليل صحيح هو سکتي تهي ليکن جبکه شاه صاحب اور انبياء کے معجزات کا ذکر قران مجيد ميں تسليم کرتے هيں جيسا که تفهيمات کے متعدد مقاموں سے پايا جاتا هي تو يهه بهيد ٹوٹ جاتا هي اور کوئي وجهه سمجهه ميں نهيں آتي که قران مجيد ميں بلا لحاظ اس بهيد کے اور پيغمبروں کے معجزوں کا تو ذکر هو اور بلحاظ اس بهيد کے آنحضرت صلعم کے معجزوں کا ذکر نهو *

غرضکه امام صاحب نے اس بحث کو اُسي طريقه پر کيا هي جيسے که همارے هاں کے قديم علماء کا طريقه هي اور شاه صاحب نے اُس کو تصوف کے سانچه موهوم ميں ڈهالنا چاها هي

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۳۷)

مگر اس زمانه کے لوگوں کو ایسي دعووں سے تشفي نهیں هوتي اور جب تک اصلي حقیقت صاف صاف نه پائي جاوے دل کو طمانیت نهیں رهتي *

قرآن مجید میں اس آیت میں اور اور متعدد آیتوں میں جو کچهه لکها هے سب سچ هے اور نهایت صفائي سے اصل حقیقت کو بتا دیا هے - بزرگوں کے ساتهه کرامت کا اور انبیاء کے ساتهه معجزه کا خیال فطرت کے ایک بڑے لمبے سلسله سے مربوط هے جب تک نه اُس سلسله پر ابتدا سے بطور کامل نظر نه ڈالي جاوے اور قرآن مجید کي آیتوں کے ساتهه اُس کو نه تطبیق دي جاوے اُس وقت تک نه معجزه کي اور نه کرامت کي حقیقت ظاهر هوتي هے اور نه اس آیت کي اور نه قرآن مجید کي اور آیتوں کي جو مثال اس کے هیں اصلي مراد و حقیقت کهلتي هے اور نه اُن لوگوں کے دلوں کو جو اصلي حقیقت کي تلاش میں هیں تسلي هوتي هے پس اول هم فطرت کے اُس سلسله کو مختصر طور پر بیان کرینگے اور اُس کے بعد قرآن مجید کي آیتوں کو اُس سے تطبیق دینگے - اور اسي کي ضمن میں انسان کے اُن خیالات کي غلطي ظاهر کرینگے جو انبیاء علیهم السلام میں انسانوں سے بڑه کر ملکه نبوت کے سوا کسي اور چیز کا هونا بطور دلیل اُن کي نبوت کے ضروري سمجهتے هیں — ان سب باتوں کے سمجهانے کے لیے اولاً فطرت کي اُن باتوں کي طرف توجه دلانا ضرور هے جن سے مخلوقات کا سلسله نبوت کے سلسله تک ملا هوا هے *

تمام مخلوقات میں انسان هو یا حیوان — شجر هو یا حجر، سب میں خدا نے ایک فطرت رکهي هے، اور اُس کے اثر بغیر کسي کے بتائے اور بغیر کسي سکهانے والے کے سکهائے اُسي فطرت کے مطابق هوتے رهتے هیں — اس ودیعت فطرت کو بعض علماء اسلام نے الهامات طبعي کے نام سے موسوم کیا هے — مگر خدا تعالی نے اُس کو وحي سے تعبیر کیا هے جهاں فرمایا هے " و اوحي ربک الی النحل ان اتخذي من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون (النحل آیت ۷۰) یهه وحي جبرئیل یا خدا کا اور کوئي فرشته شهد کي مکهي کے پاس لیکر نهیں گیا تها بلکه خود خدا اُس کے پاس لیجانے والا یا اُس میں ڈالنے والا تها *

اب دیکهو که اس وحي نے شهد کي مکهي میں کیا کیا ؟ کسطرح اُس نے پهاڑوں کي چوٹیوں اور گهنے بلند درختوں کي ٹهنیوں میں اور کس حکمت سے چهتا لگایا، اور کس دانائي سے اُس میں چهوٹے چهوٹے مسدس خانے بنائے، پهر کسطرح عمده سے عمده شفا بخش پهولوں سے رس چوس کر لائي، اور کسطرح اُس سے میٹها شهد نکالا جسکے مختلف رنگ

• لیکن اُن میں کے اکثر نهیں جانتے ٣٧

هیں ' پهر کسطرح اُن مسدس خانوں کو اُس سے بهرا جسمیں نسبت خدا نے فرمایا که " فیه شفاء للناس " *

ایک چهوٹے سے زرد رنگ کے جانور بیٔے که دیکهو که اُس وحي یا فطرت نے اُس میں پیدا کر دکهایا هی — کس حکمت سے وه اپنا گهونسلا بناتا هی ' دشمنوں سے محفوظ رکهنے کو کسقدر اُونچے کانٹوں دار درختوں میں لٹکاتا هی ' اندهیری برسات کی راتوں میں کس طرح پٹ بیجنے کا چراغ اپنے گهونسلے میں جلاتا هی ' پهر اُس وحي نے اور کس نے اُسکو بتایا هی که وه فاسفورس دار کیڑا صرف روشني دیتا هی اور گهونسلا نهیں جلاتا *

اسکے سوا اور پرندوں کو دیکهو کسطرح جوڑا جوڑا هوکر رهتے هیں ' اپنے انڈونکو دونوں ملکر کسطرح سیتے هیں ' ایسی معتدل حرارت اُنکو پهونچاتے هیں که بڑے سے بڑے حکیم سے بهي نهیں هوسکتی ' پهر بچه کسطرح انڈے کو کهٹ کهٹا کر نکلتا هی ' پهر کسطرح وه دونوں اُس کو پالتے هیں جب بڑا هوجاتا هی تو اُڑجاتا هی اور وهي کرتا هی جو اُسکے ماں باپ کرتے تهے *

چرندوں کا بهی یهي حال هی وه بهی اُسي وحي کے مطابق جو اُنکو دي گئي هی کام کرتے هیں اپنا چاره ڈهونڈه لیتے هیں ' پانی تلاش کرلیتے هیں اُونٹ بعید فاصله سے پانیکي بو سونگهه لیتا هی ' حشرات کے جو اوزار اُنکے پاس هیں موقع پر کام میں لاتے هیں دشمن سے اپني جان بچاتے هیں ' بکری نے گو کبهی بهیڑیا نه دیکها هو مگر پهلي هي دفعه دیکهکر کانپتي هی اور جان بچانیکو بهاگتي هی ' یهه سب کرشمے اُسي وحي رباني کے هیں جو قادر مطلق عمده قدرت نے اُنکو عطا کي هی *

انسان بهي مثل اُن کے ایک مخلوق هی وه بهي اُس وحي کے عطیه سے محروم نهیں رها ' مگر جسطرح مختلف قسم کے حیوانوں کو بقدر اُن کي ضرورت کے اُس وحی کا حصه ملا هی اسیطرح انسان کو بهي بقدر اُس کی ضرورت کے حصه عطا هوا هی *

انسان جس شکل و شمایل اور ترکیب اعضا پر پیدا هوا هی وه بظاهر اُس میں منفرد نهیں هی بلکه اُس سے کم درجه کي بهي ایسي مخلوق پائي جاتي هی جو بظاهر اُسیکي سي شکل و شمایل رکهتي هی اس سے مراد میري اُس مخلوق سے هی جو انسان کے مشابه هی مگر انساني تربیت کا ماده نهیں رکهتي ' لیکن اس مقام پر میري بحث اُس شکل و شمایل کے انسان سے هی جس میں انساني تربیت کا ماده بهي هی — کیونکه خدا کا خطاب بهي

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ

اُن هي سے هیں که اُن پر جو حقیقت میں انسان نہیں هیں بلکه انسان سے کم درجه میں اور بندروں کے سلسله میں داخل هیں ٭

آب و هوا اور اُس ملک کي حالت سے جہاں انسان رهتا هی یا ایسے مقامات میں جہاں گو انسان پایا جاتا هی مگر درحقیقت حیوانات میں شمار نہیں هوسکتے انسان کي ضرورات میں بہت کچھه تغیر و تبدل هوجاتا هی مگر میں ان عارضي تبدیلات کو بهي اپني اس بحث میں دخل ندونگا بلکه انسان من حیث الانسان سے بمقتضاے اُس کي جبلت انساني کي بحث کرونگا ٭

اب هم انسان کا حیوان سے مقابله کرتے هیں اور دیکھتے هیں که انسان بمقابل حیوان کے اُس وحي کا کسقدر زیاده حصه پانے کا مستحق تھا اور کن کن امور کے لیئے ٭

هم انسان اور حیوان دونوں میں بھوک اور پیاس کي خواهش پاتے هیں مگر دونوںمیں یهه فرق دیکھتے هیں که حیوانوں کي اُس خواهش کے پورا کرنے کا تمام سامان خود خدا نے اُن کے لیئے مهیا کردیا هی خواه وه جنگل میں رهتے هوں یا پہاڑ میں خواه وه گھاس کھاتے هوں یا دانه چگتے هوں ' زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے هوں یا نہایت تنده تیار و فربه جانوروں کا گوشت جہاں وه هیں سب کچھه اُن کے لیئے مهیا هی ٭

انسان کے لیئے اُس کي اُن خواهشوں کے پورا کرنے کے لیئے بغیر اُس کي محنت و تدبیر کے کوئي چیز بهي مهیا نہیں یا یوں کہو که نہایت هي کم مهیا هی اُس کو خود اپني غذا پیدا کرني چاهیئے حتے که وه پاني کے چشموں سے دور هی تو خود اُس کو پاني بهي پیدا کرنا چاهیئے ٭

جانوروں کو هم دیکھتے هیں که اُنکا لباس خود اُنکے ساتھه هی جو جاڑے اور گرمي میں تبدیل هوتا رهتا هی چھوٹي سي چھوٹي تیتریوں کا ایسا خوبصورت لباس هی که بڑي سے بڑي شهزادي کو بهي نصیب نہیں مگر انسان ننگا پیدا هوا هی اُس کو خود اپني تدبیر سے اپني محنت سے اپنے لیئے آپ گرمي و جاڑه کا لباس پیدا کرنا هی ٭

یهه ضرورتیں انسان کي فرداً فرداً پوري نہیں هوسکتیں اور اسلیئے اُس کو اپنے همجنسوں کے ساتھه جمع هوکر رهنے اور ایک دوسرے سے مدد لینے کي ضرورت پڑتي هی ' بہت قسم کے جانور بهي هیں جو ایک جگهه جمع هوکر رهتے هیں مگر اُن کو آپسکي استعانت کي حاجت نہیں انسان هي ایک ایسا مخلوق هی جو اپنے همجنسوں کي استعانت کا محتاج هی ٭

اور نہیں ہی کوئی زمین پر چلنے والا

اس طرح پر باہم ملکر رہنے کی ضرورت اور بہت سی ضرورتوں کو پیدا کردیتی ہی۔ اسبات کی ضرورت پیش آتی ہی کہ وہ مجمع آپس میں کسطرحپر برتاؤ اور معاشرت کرے — کسطرح اپنے گھروں کو آراستہ کریں اور کس طرح اُن کا انتظام کریں — اُن قوا کو جو خدا نے اُن میں پیدا کئے ہیں اور جن سے توالد اور تناسل ہوتا ہی کس طرحپر کام میں لاویں — اُن مقاصد کے انجام کے لئے کسطرح سرمایہ پیدا کریں اور جو پیدا کیا ہی اُسکو کسطرح بغیر دوسرے کی مزاحمت کے اپنے صرف میں لاویں جس سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے — اُس مجمع کا مجموعہ من حیث المجموع کسطرح پر انتظام رہے — کسی دوسرے ویسے ہی مجمع کی دست اندازی اور زیادتی سے کسطرح محفوظ رہے *

یہہ ضرورتیں انسان میں ایک اور روحی کی ودیعت ہونیکی ضرورت کو پیش کرتی ہیں جسکو عقل انسانی یا عقل کلی سے تعبیر کیا جاسکتا ہی — یہہ وہی ودیعت ہی جس سے انسان چند واقعات وقوعی یا مقدمات ذہنی سے ایک نتیجہ پیدا کرتا ہی اور جزئیات کی تتبع سے کوئی کلیہ قاعدہ بناتا ہی یا قاعدہ کلیہ سے جزئیات کو حاصل کرتا ہی، ابتدا سے یعنی جبسےکہ انسان نے انسانی جامہ پہنا ہی وہ اس ودیعت کو کام میں لاتا رہا ہی اور جب تک کہ وہ ہی کام میں لاتا رہیگا *

یہی ودیعت ہی جس نے انسان کو نئی نئی ایجادوں اور حقایق اشیا کی تحقیقاتوں اور علوم و فنون کے مباحثوں پر قادر کیا ہی، یہی ودیعت ہی جس سے انسان انبساط کی طرف مایل ہوتا ہی وہ غور کرتا ہی کہ کن محسوسی اور ذہنی چیزوں سے وہ خوشی حاصل کرسکتا ہی پھر وہ اُن کے جمع کرنے اور ترتیب دینے یا ایجاد کرنے میں کوشش کرتا ہی یہی ودیعت ہی جس سے انسان کا دل ہر ایک واقعہ کی نسبت اس طرف مایل ہوتا ہی کہ یہہ کیوں ہوا اور پھر اس سے کیا ہوگا، یہی ودیعت ہی جس کے سبب سے انسان کے دل میں خالق کا سزا و جزا کا، معاد کا، خیال پیدا ہوتا ہی *

وہ اپنے چاروں طرف اپنے سے بہت زیادہ قوی، مہیب و زبردست مخلوقات کو دیکھتا ہی اور اُس کے دل میں ایک اعلی اور قوی زبردست وجود کا خیال پیدا ہوتا ہی — اُس کے سامنے ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن کا ظاہر میں کوئی کرنے والا نہیں معلوم ہوتا، بیماریوں وباؤں قحطوں میں وہ مبتلا ہوتا ہی اچھا موسم اور عمدہ فصلوں اور صحت و تندرستی کا زمانہ اُسپر گذرتا ہی اور اس اختلاف کے اسباب سے بہت کم واقف ہوتا ہی وہ اُسکو کسی ایسے

وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

وجود غیر معلوم سے منسوب کرتا هی جس کے اختیار میں اُنکا کرنا تسلیم کرتا هی — پھر اُس غیر معلوم وجود سے مرغوب ٹھہراتا هی اور بھلائی کو اُسکی خوشی اور برائی کو اُسکی خفگی کا سبب قرار دیتا هی — پھر اُس غیر معلوم وجود کی خوشی حاصل کرنے اور اُسکی خفگی سے بچنے کی تدبیریں سوچتا هی — وہ فکر کرتا هی کہ میں کون هوں اور آخر میں کیا هوگا اور آخرکار اعمال کی جزا و سزا کا اور ایک قسم کی معاد کے مسئلہ پر خیال هوتا هی *

یہہ تمام خیالات جو بذریعہ وحی کے یا فطرت کے انسان میں پیدا هوتے هیں زمانہ کے گذرنے اور آئندہ نسلوں کے آنے اور برابر سنتے رهنے سے دلوں میں ایسے متمکن هوجاتے هیں کہ بدیہیات سے بھی اُن کا درجہ زیادہ هوجاتا هی — اور جسطرح انسان کی حالت کو ترقی هوتی جاتی هی اُسیطرح اُن باتوں کو بھی جو فطرت نے اُسکو سکھائی هیں ترقی هوتی رهتی هی — بلکہ اُن فطرتی باتوں کا ترقی پانا هی انسان کی ترقی کہلاتی هی *

پس جب اسطرح اس انسانی پتلے پر غور کیا جاوے تو معلوم هوتا هی کہ یہہ تمام چیزیں جنکو انبیاء علیہم السلام اور حکماء علیہم الرحمۃ نے دنیا میں قایم کیا هی اور جنکو هم — علم معاش — علم تمدن — علم سیاست مدن — علم تدبیر منزل — علم معاشرت علم المعاملات والاحکام — علم الدین یا ادیان — علم البر و الاثم — علم المعاد والآخرۃ — سے تعبیر کرتے هیں وهی هیں جنکی خود خدا نے انسان میں وحی ڈالی هی یا اُن کو خود اُس کی فطرت میں رکھا هی *

یہہ حقیقت زیادہ تر وضاحت اور تعجب انگیز طریقہ سے منکشف هوتی هی جبکہ تمام دنیا کے انسانوں کو جہاں تک کہ همکو اُنسے واقفیت هی باوجود اُنکی زبان — اُنکی قوم — اُنکے ملک — اُنکی صورت — اُنکی رنگت — کے اختلاف کے بہت سی باتوں میں متفق پاتے هیں گو طریقہ عمل میں کچھہ کچھہ اختلاف هو مثلاً — معبود کا یقین — اُسکی پرستش کا خیال — موت کے بعد اعمال کی جزا و سزا — دوسرے جہان کا وجود — کسی هادی یا رهنمائے روحانی کا هونا — دنیاوی معاملات میں — تزوج — سرگروہ کا مقرر کرنا اور اُسکے تابع رهنا — افعال میں — رحم دلی همدردی — سچائی کا اچھا سمجھنا — زنا — چوری — قتل — جھوٹ کو برا جاننا ' یہہ اور اُسکے مثل اور بہت سے امور هیں جن میں تمام دنیا کے انسانوں کو متفق پاتے هیں — چند کا ان اتفاقوں میں سے مستثنی هونا جنکے اسباب بھی جدا هیں اس کلیہ کے متناقض نہیں هی *

اور نہ کوئي پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں پر اڑتا ھی

یہہ خیال کرنا کہ ان سب نے ایسے زمانہ میں جبکہ سب یکجا ہونگے ان باتوں کو سیکھا ہوگا اور ممنون ہوجانے کے بعد بھی وہ ان سب باتوں کو اپنے ساتھہ لیگئے ایک ایسا خیال ہی کہ جسکا ثبوت موجود نہیں ہی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ناممکن ہی — اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ وہ سب کسی زمانہ میں یکجا تھے تو جب ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ آب و ہوا نے اُنکی حالت کو (جو ضرور ہی کہ بے انتہا زمانہ کی مفارقت باعث ہوئي ہوگي) ایسا تبدیل کردیا ہی کہ صورت میں رنگت میں طبیعت میں اعضا کی ساخت میں اُن کے جوڑ بند میں اُنکی زبان میں ایک تبدیل عظیم واقع ہوگئی ہی تو یہہ کیونکر تسلیم ہوسکتا ہی کہ وہ جسم تو بدل گئے مگر جو باتیں اُنہوں نے سیکھا تھا وہ نسل در نسل نہ بھولے — بلکہ برخلاف اسکے وہ اسبات کی دلیل ہوسکتی ہی کہ یہہ توافق اُسی وحی یا فطرت کا باعث ہی جو خدا نے انسان کو ودیعت کی ہی۔

مگر خدا نے اس فطرت کو جسکو ہم نے عقل انسانی یا عقل کلی سے تعبیر کیا ہی ایسا نہیں بنایا کہ سب میں برابر ہو یا سب میں یکساں اُسکا ظہور ہو بلکہ انسان کے بنانے میں اُنکے اعضا کی تفاوت اس طور پر بنائی ہی کہ اس فطرت کا ظہور بہ تفاوت اور بانواع مختلف ہوتا ہی پس اس فطرت سے جس شخص کو اعلی درجہ کا حصہ اور جس نوع کا دیا جاتا ہی وہ اوروں کیلئے اُس نوع کا ہادی اور پیشوا ہوجاتا ہی — شاہ ولی اللہ صاحب نے ایسے شخصوں کو مفہوم کے لحاظ سے منقسم کیا ہی — وہ حجۃ اللہ البالغہ میں "تحت باب حقیقۃ النبوۃ و خواصہا" ارقام فرماتے ہیں جسکا ماحصل یہہ ہی کہ "مفہموں مختلف استعداد کے اور کئی قسم کے ہوتے ہیں — جسکو اکثر خدا کی طرف سے بذریعہ عبادت کے تہذیب نفس کے علوم کا القا ہوتا ہی وہ کامل کہلاتا ہی — جسکو اکثر عمدہ اخلاق اور تدبیر منزل کے علوم کا القا ہوتا ہی وہ حکیم کہلاتا ہی — جسکو سیاست کے امور کا القا ہوتا ہی اور وہ اُسکو عمل میں لاسکتا ہی وہ خلیفہ کہلاتا ہی — جسکو ملاء اعلی سے تعلیم ہوتي ہی اور اُس سے کرامتیں ظاہر ہوتي ہیں وہ مؤید بروح القدس کہلاتا ہی — اور جسکے دل میں اور زبان میں نور ہوتا ہی اور اُسکی نصیحت سے لوگ فائدہ اوٹھاتے ہیں اور اُسکے حواریوں اور مریدوں پر بھی نور و سکینہ نازل ہوتا ہی وہ ہادي اور مزکی کہلاتا ہی — اور جو قواعد ملۃ کا زیادہ جاننے والا ہوتا ہی وہ امام کہلاتا ہی — اور جسکے دل میں کسی قوم پر آنے والي مصیبت کي خبر ڈالدي جاتي ہی جسکي وہ پیشین گوئي کرتا ہی یا قبر و حشر

اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ

کے مقالات کا اُن پر انکشاف ہوتا ہی اور وہ اُن کا وعظ لوگوں کو سناتا ہی وہ منذر کہلاتا ہی — اور جب خدا اپنی حکمت سے منہمین میں سے کسی بڑے شخص کو مبعوث کرتا ہی تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نور میں لاوے تو وہ نبی کہلاتا ہی " بہر حال شاہ صاحب نے اس مطلب کو کسی لفظوں سے اور تمنے کسی لفظوں سے تعبیر کیا ہو نتیجہ واحد ہی کہ انسانوں ہی میں سے جس درجہ اور جس نوع کی فطرت یا وحی خدا نے جس انسان میں ودیعت کی ہی وہ اوروں کے لیئے اُس نوع کا ہادی یا رہنما ہوتا ہی — جس میں خدا نے اعلی درجہ کی تہذیب نفس انسانی کی فطرت پیدا کی ہی خواہ اسکو انہی لفظوں سے تعبیر کرو خواہ " وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی " کے لفظوں سے وہ نبی ہوتا ہی گو کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہو ٭

پس اب ایسی مخلوق کی نسبت جس میں خدا نے اسقدر کاموں اور متعدد درجوں کی فطرت پیدا کی ہو خیال کرو کہ وہ کیا کرینگے — ضرور ہی کہ وہ اپنی تمدنی فطرت کے مقتضا سے ایک جگہہ اکٹھا ہوکر رہینگے — اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیئے ایسی معین آوازیں ظاہر کرینگے جو اُسکے مافی الضمیر پر دال ہوں — جس طرح اُسکو مافی الضمیر کے اظہار کی زیادہ ضرورت پیش آتی جاویگی اُن آوازوں کی بھی کثرت اور اُن میں تنوع اور اشتقاق پیدا ہوتا جاویگا رفتہ رفتہ وہ اُس گروہ کی زبان قرار پاویگی اور علم لغت اور علم اشتقاق اور صرف و نحو اور فصاحت و بلاغت سے مالا مال ہوجاویگی ٭

وہ سب اپنی زندگی بسر کرنے کے سامان مہیا کرنے کی فکر کرینگے دریاؤں اور ندیوں اور چشموں کے مقامات کو پانی میسر آنیکے لیئے تلاش کرینگے اگر وہ ایسا موقع نہ پاوینگے تو زمین کھود کر پانی نکالینگے ایک غریب بیکس عورت بھی اپنے بچہ کے لیئے پانی کی تلاش میں ادھر اودھر دوڑتی پھریگی — گوکہ چند روز جنگل کی اتفاقیہ پیداوار پر وہ اپنی زندگی بسر کریں مگر غلہ پیدا کرنے پر کوشش کرینگے زمین کو پھاڑینگے اگر کودال میسر نہوگی تو درخت کے سوکھے نوکدار ٹہنے ہی سے بہزار مشقت زمین چیرینگے اور بیج ڈالینگے — بدن ڈھانکنے کی کوشش کرینگے - درختوں کے پتے ہی لپیٹینگے جانوروں کی کھالوں کے تہبند باندھینگے اپنے کھیت میں دوسرے کو نہ آنے دینگے اپنے غلہ کی حفاظت چرند سے پرند سے انسان سے ہر طرح پر کرینگے — رفتہ رفتہ زراعت کے قواعد اور حقوق کی بنیاد اور اُسکے قوانین قایم ہوجاوینگے اور جس طرح اُسکو ترقی ہوتی جاویگی اُسی طرح ان سب باتوں میں

بجز اسکے کہ مثل تمهاري جماعتیں هیں

جو معاش کے ذریعے میں ترقي هوني هيگي یهاں تک کہ انگوري باغ لگاوینگے اور اُس سے شراب بناوینگے اور اُسکو پي کر بدمست هوجاوینگے *

وہ اپني بود و باش کي فکر کرینگے مکانات بناوینگے کالا تمل بان کر یا سرکنڈے اور داسهي جمع کرکے یا اینٹ اور گارہ بناکر اور اس طرح مجتمع هوکر گانوں اور قصبے اور شهر آباد کرینگے رفتہ رفتہ اُس میں ترقي کرتے جاوینگے یهاں تک کہ قصر حمرا اور محل بیضا اور کرسٹل پالیس اور ٹیمس محل بنا کر اُس میں چین کرینگے *

وہ اپنے گهروں کي درستي اور آرام کي تدبیریں سوچینگے فرزندوں کي خواهش مونس غمگسار کي آرزو کو پورا کرینگے بیاہ کے قواعد اولاد کي پرورش کے طریقے اُنکے حقوق اُنکے ساتهہ سلوک کے طریقے قرار دینگے جو رفتہ رفتہ ایسي ترقي پاوینگے کہ علوم کا درجہ حاصل کرینگے اور علم تدبیر منزل کے نام سے موسوم هونگے *

وہ اپني گروہ میں راہ و رسم کے طریقے اخلاق اور دوستي اور محبت اور همدردي کے قاعدے ایجاد کرینگے رسم و رواج قایم کرینگے خوشي اور انبساط حاصل کرنے کے سامان مهیا کرینگے اور وہ تمام چیزیں رفتہ رفتہ علم اخلاق و معاشرت کا درجہ حاصل کرینگي *

وہ اُس مجمع کي حفاظت کي اور اُس میں انتظام قایم کرنے اور سب کے حقوق محفوظ رهنے کي فکر میں پڑینگے اُسکے لیئے قوانین تجویز کرینگے اور اُسکے نفاذ کے لیئے کسیکو اپنا سردار بناوینگے اور رفتہ رفتہ سلیمان کي سي بادشاهت اور عمر کي سي خلافت قایم کرینگے اور وهي اُنکے قوانین ترقي پاتے پاتے علم سیاست مدن کا رتبہ حاصل کرینگے *

فطرت کے تفاوت درجات کے موافق اُنهي میں سے وہ لوگ پیدا هونگے جنکو شاہ ولي الله صاحب نے ' کامل ' حکیم ' خلیفہ ' مؤید بروح القدس ' هادي و مزکي ' امام ' منذر ' نبي ' کے لقب سے ملقب کیا هی اور اس زمانہ کے بے اعتقادوں نے ' رفارمر ' اُنکا نام رکها هی ' اور اُنهي کي نسبت خدا نے یہہ فرمایا هی " هوالذي بعث في الامیین رسولا منهم " *

شاہ صاحب فرماتے هیں کہ بعثت انبیاء کا کوئي نہ کوئي سبب هوتا هی — یا تو یہہ هوتا هی کہ ایک دولت (یعني حکومت یا سلطنت) کے ابتداء ظهور کا اور اُس سے اور دولتوں کے زوال کا وقت آپهونچتا هی اُسوقت خدا اُس دولت کے لوگوں کے دین کو قایم رکهنے کے لیئے کسیکو مبعوث کرتا هی جس طرح کہ همارے سردار محمد صلی الله علیہ وسلم کي بعثت هوئي — (نعوذ بالله ولیس اعتقادي هذا) یا خدا تعالی کسي قوم کا بقا اور تمام

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

انسانوں پر اُسکا برگزیدہ کرنا چاھتا هى اُسوقت کسیکو مبعوث کرتا هى جو اُنکي کجي کو سیدھا کرے اور کتاب اُنکو سکھاوے جس طرح که همارے سردار موسى علیه‌السلام کي بعثت هوئي — یا کسي قوم کے منتظم کرنیکے لیئے جسکي دولت و دین کي پایداري قرار پاچکي هى کسي مجدد کے مبعوث کرنے کي ضرورت هوتي هى جیسیکه داؤد و سلیمان اور تمام انبیاء بني اسرائیل کي بعثت هوئي جنکو خدا نے اُنکے دشمنوں پر فتح دي - شاہ صاحب نے جو کچھه فرمایا یهه اُنکا استنباط هى مگر همارا یهه عقیده نهیں هى میں یقین کرتا هوں که بعثت انبیاء صرف تهذیب نفس انساني کے لیئے هوتي هى نه اور کسي چیز کے لیئے *

بهر حال یهه تمام واقعات وہ هیں جو ازروے قاعده فطرت انسان پر گذرتے هیں اور انسان هر ایک کام میں کسي نکسي کو اپنا هادي اور پیشوا اور رهنما قایم کرتا هى - اسوقت هماري بحث اُن لوگوں سے متعلق نهیں هى جو عموماً مختلف قسم کے علوم و فنون و معارف و مکاسب میں هادي و پیشوا و رهنما قرار پاتے هیں — بلکه صرف اُسي هادي سے متعلق هى جو تهذیب نفس انساني کے لیئے پیشوا اور هادي هوتا هى *

ایسا هادي جس میں اس قسم کي هدایت کي کامل فطرت هوتي هى وهي نبي هوتا هى اور وهي فطرت ' ملکه نبوت ' ناموس اکبر ' جبرئیل اعظم ' کے لقب سے ملقب کیجاتي هى — وہ کسي بات کو سوچتا هى اور کچھه نهیں جانتا دفعتاً اُسکے دل میں بغیر کسي ظاهري اسباب کے ایک القا هوتا هى اور قلب کو ایک صدمه اُسکے القا سے محسوس هوتا هى جیسیکه اوپر سے کسي چیز کے گرنے سے صدمه هوتا هى یا اس قسم کا ایک انکشاف اُسکے دلپر هوتا هى جو سچ مچ وہ جانتا هى که تمام حجاب اُٹھه گئے هیں اور جسکي میں تلاش میں تها مثل سپیده دم صبح میرے سامنے موجود هى - شاید مختلف حالات و معاملات میں اوروں کو بھي ایسا هوتا هو مگر جب اُس شخص میں دو صفتیں تسلیم کرلي گئي هیں ایک فطرت کا کامل هونا اور دوسرے اُس فطرت کا تهذیب نفس انساني سے مخصوص هونا تو لازمي نتیجه یهه نکلتا هى که اُسکا وہ القا یا وحي خواہ جبرئیل لیکر آیا هو یا خود وہ ملکه نبوت هي اُس میں اور خدا میں ایلچي بنا هو سچ اور فطرت الله کے مطابق هى - اگر بحث رہ جاتي هى تو اسیقدر رہ جاتي هى که وہ شخص فى‌الواقع ایسا هى که نهیں *

تهذیب نفس سے بلاشبهه بهت امور متعلق هونگے لیکن اُن سب میں ضرور کوئي ایسا امر بھي هوگا جو اصل اصول تهذیب نفس انساني کا هو اور وہ اصول بمقتضاے فطرت انساني

وہ هی جسکو خود انساني فطرت نے قایم کیا هی یعني وجود اعلی اور قوي زبردست وجود کا – اس مقام پر هم اس بحث کو که اسي امر کو هم نے کیوں اصل اصول تهذیب نفس انساني قرار دیا هی چھوڑ دیتے هیں تاکه خلط بحث نهو جاوے پھر کسي مقام پر اس سے بحث کرینگے اور اسلیئے به تسلیم امر مذکور کہتے هیں که ضرور اُس هادي کا سب سے بڑا اور سب سے مقدم کام اُس سب سے اعلی اور سب سے قوي اور سب سے زبردست همه قدرت وجود کي طرف هدایت کرنا هوگا اور جبکه وہ کامل فطرت سے هدایت هوگي تو تمام کامل فطرت رکھنے والے هادیوں کو اُس میں اختلاف نهوگا اور وهي فطرت الله اور دین الله هوگا – اور اور امور جو اُسکے متعلق هیں طریقے یا رسمیں یا مصالح هونگے جنکو اب هم شرایع کے نام سے موسوم کرتے هیں پس تمام انبیاء کا جب سے انبیاء هوتے دین واحد تها اصل دین میں کچهه تفاوت نه تها – خدا فرماتا هی " شرع لکم من الدین ما وصي به نوحا والذي اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی " (الشوری آیت ۱۱) اور ایک جگهه فرمایا هی " لکل جعلنا منکم شرعة و منهاجا " (مایدہ آیت ۵۲) *

بلحاظ اُن فطرتوں کے جو خدا نے انسان میں پیدا کي هیں شاہ ولي الله صاحب بهي اسبات کے قایل هوئے هیں که انسان † کا اُنکو ترک کرنا محال هی اور وہ بهت سے امور میں ایک ایسے حکیم کے محتاج هیں جو تمام ضرورتوں سے واقف هو اور مصالح تدبیر جانتا هو خواہ بذریعه فکر و درایت کے خواہ اس طرح پر که خدا تعالی نے اُسکي جبلت میں قوت ملکیه رکهي هو اور ملاء اعلی سے اُسپر علوم نازل هوتے هوں *

پھر وہ لکھتے هیں که انسانوں میں جو رسمیں قایم هوجاتي هیں اُنمیں اکثر بسبب قوم کے سرداروں کي ناداني سے خرابیاں پڑ جاتي هیں اور نفساني خواهشوں اور شیطاني حرکتوں تک پهونچ جاتے هیں اور بهت سے لوگ اوسکي پیروي کرنے لگتے هیں اور اسلیئے ایک ایسے شخص کي حاجت هوتي هی جو غیب ‡ سے مؤید هو اور مصالح کلیه کا پابند هو تاکه رسومات بد کو مٹادے اور ایسا شخص مؤید بروح القدس هوتا هی *

پھر وہ ارقام فرماتے هیں که انبیا کي بعثت اگرچه دراصل اور بالتخصیص عبادت کے طریقوں کي تعلیم کرنے کے لیئے هوتي هی مگر بعد کو اُسکے ساتهه رسومات بد کا دور کرنا بهي شامل

---

† حجة الله البالغه باب اقامة الارتفاقات و اصلاح الرسوم –

‡ اگر شاہ صاحب بجاے غیب کے فطرت الله کا لفظ استعمال فرماتے تو مطلب بالکل صاف هوجاتا –

ثُمَّ اِلىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

هوجاتا هی — يهه بات ذرا تفصيل طلب هی اگر شاه صاحب کي مراد اُن رسوم بد سے هی جو عبادات اور تهذيب نفس انساني سے متعلق هيں تو سلمنا اور اگر مراد اُن رسوم کي اصلاح سے بهي هی جو محض دنياوي اُمور سے متعلق هيں تو هم اُسکو نهيں قبول کرسکتے کيونکه نبوت کو محض دنياوي امور سے کچهه تعلق نهيں هی — اور قصه تابير نخل اور يهه الفاظ که " انتم اعلم بامور دنيا کم " اور يهه حديث که " من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهورد " ايک بهت بڑي دليل هماري اس مدعا پر هی *

تمام رسوم و عادات اور طريقے جو انسانوں ميں بمقتضاے اُنکي فطرت کے دايم هوجاتے هيں وه متعدد اقسام پر منقسم هيں *

اول — جو خدا کي ذات و صفات سے متعلق هيں يعني اُس قوت اعلى کے وجود سے جسکو انسانوں نے بمقتضاے اپني فطرت کے تسليم کيا هی *

دوم — اُسکي عبادت کے طريقوں سے جو لوگوں نے بمقتضاے فطرت انساني اُسکے ليئے قرار ديئے هيں اور يهي امور وه هيں جن پر دين کا اطلاق هوتا هی *

سوم — وه امور هيں جو تهذيب نفس انساني سے علاقه رکهتے هيں اور جنکو نوع انساني نے بطور بديهيات کے حسن يا قبيح قرار دے رکها هی مثلاً زنا قتل سرقه کذب وغيره که تمام نوع انسان کے نزديک قبيح هيں گو که کسي فرقه نے زنا يا قتل و سرقه و کذب کي حقيقت قرار دينے ميں غلطي کي هو — يا جيسے صداقت رحم همدردي که تمام نوع انساني کے نزديک حسن هيں گو که کسي سے اُسکي حد صحيح طور پر بيان نهوسکي هو — انهي امور سهگانه کي نسبت جو طريقے قرار پاتے هيں اُنکا نام شريعت هی *

چهارم — وه امور هيں جو محض دنياوي امور سے تعلق رکهتے هيں وه نه دين هيں اور نه انبياء کو من حيث النبوت اُنسے کچهه تعلق هی — اسي ميں وه تمام مسايل بهي داخل هيں جو علوم و فنون اور تحقيقات حقايق اشياء سے علاقه رکهتے هيں گو که انبياء نے اُن امور کا ذکر اُس طرز يا الفاظ ميں کيا هو جس طرح پر اُس زمانه کے لوگوں کا يقين يا اُنکي معلومات تهي *

شاه ولي الله صاحب نے اس مبحث کي زياده تفصيل کي هی اور بهت اچهي کي هی وه فرماتے هيں که وه چيز جو انبياء اسباب ميں قاطبة خدا کے پاس سے لاتے هيں وه يهه هی که ديکها جاوے که کهانے پينے اور لباس اور مکان بنانے اور زيب و زينت کرنے اور

پھر اپنے پروردگار کے پاس اکھٹے کیئے جاوینگے ۳۸

نکاح شادي بیاہ کرنے اور خرید و فروخت کرنے اور گناھگاروں کے سزا دینے اور تنازعات کے فیصل کرنے میں اُسوقت کے لوگوں میں کیا عادتیں اور رسمیں مروج ھیں پھر اگر وہ سب باتیں عقل کلي کے مطابق و مناسب ھیں تو اُنکے ادل بدل کرنیکے کوئي معني نہیں ھیں بلکہ ضرور ھی کہ لوگوں کو اُسي پر قایم رھنے کے لیئے برانگیختہ کیا جاوے اور اُس باب میں اُنکي تصویب کي جاوے اور اُسکي خوبیاں بتلائي جاویں اور اگر وہ مطابق نہوں اور اُنکے رد و بدل کي حاجت ھو کیونکہ وہ دوسروں کو ایذا پہونچاتي ھیں یا لذات دنیا میں ڈالدیتي ھیں اور نیکي سے باز رکھتي ھیں اور دین دنیا سے بے فکر کردیتي ھیں اسوقت بھي کوئي ایسي بات نہیں نکالي جاتي جو بالکل اُنکے مالوفہ امور کے برخلاف ھو بلکہ جو اگلي مثالیں اُن لوگوں کے ھاں ھیں اور جو اچھے لوگ اُن لوگوں کے نزدیک گذرے ھیں اُنکي طرف اُنکو پھیرا جاتا ھی اور جب وہ اُس طرف مایل ھوتے ھیں تو اُنکو ٹھیک بات بتائي جاتي ھی اور اُنکي عقلیں اُسکو نامقبول نہیں کرتیں بلکہ اُنکے دلوں کو طمانیت ھوجاتي ھی کہ یہي سچ ھی — اور یہي سبب ھی کہ انبیاء علیھم السلام کي شریعتیں مختلف ھیں — جو لوگ راسخ فی العلم ھیں جانتے ھیں کہ شرع میں درباب نکاح اور طلاق اور معاملات اور زیب و زینت اور لباس اور انفصال مقدمات اور حدود اور لوٹ کے مال کي تقسیم کي کوئي ایسي بات نہیں آئي ھی جو اُسوقت کے لوگ اُسکو نجانتے ھوں یا اُسکے کرنے سے تردد میں پڑجاویں جب اُسکے کرنیکا حکم ھو — ھاں یہہ ھوا ھی کہ جس میں جو خرابي تھي وہ درست کردي گئي اور غلط کو صحیح کردیا ۔ اُن لوگوں میں سود خوري بہت تھي اسکو منع کردیا ۔ وہ پھل آنے سے پہلے صرف پھول آنے پر میوہ بیچ ڈالتے تھے اور پھر اُس میں جھگڑا ھوتا تھا اُسکو منع کردیا — دیت یعني خون بہا عبدالمطلب کے وقت میں دس اونٹ تھے پھر قوم نے دیکھا کہ قتل سے باز نہیں رھتے تو سو اونٹ دیت کردیئے اور آنحضرت صلعم نے اُسیکو قایم رکھا پہلے پہل مال غنیمت کي تقسیم ابي طالب کے حکم سے ھوئي اور رئیس قوم کے لیئے بھي حصہ قرار پایا — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس جاري کیا ۔ شاھان فارس یعني قباد اور اُسکے بیٹے نوشیرواں نے خراج اور عشر لوگوں پر مقرر کیا تھا شرع میں بھي یہي قرار دیا گیا ۔ بني اسرائیل زنا کے جرم میں رجم کرتے تھے چوروں کے ھاتھہ کاٹتے تھے (یہودیوں میں ھاتھہ کاٹنے کي رسم نہ تھي بلکہ عرب میں تھي) جان کے بدلے جان مارتے تھے قران میں بھي یہي حکم نازل ھوا (رجم قران میں نہیں ھی) اور اسي طرح کي بہت سي مثالیں

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْ بِاٰيٰتِنَا

هیں جو نقل کرنے والے سے مخفي نهیں هیں – بلکه اگر تو فطین یعني پوري سمجهه کا هی اور تمام احکام کے مراتب پر محیط هی تو تو یهه بهي جانیگا که انبیاء علیهم السلام عبادات

میں بهي اُسکے سوا جو قوم کے پاس تها بعینه اُسکي نظیر هے اور کچهه نهیں لائے لیکن اُنهوں نے جاهلیت کي تحریفات کو دور کردیا اور جو مُبهم تها اُسکو اوقات و ارکان کے ساتهه ضبط کردیا اور جو ٹهیک تها اُسکو لوگوں میں پهیلا دیا (انتهی) *

یهه مضمون شاه ولي الله صاحب کا قریب قریب ایسے مضمون کے هی جو اس زمانه کے لوگوں کے خیال میں هی اور جنکو همارے زمانه کے علماء اور مقدس لوگ کافر و ملحد اور مرتد و زندیق کهتے هیں گو که وه لا اله الا الله محمد رسول الله و ما جاء به پر بهي یقین رکهتے هوں مگر نهیں معلوم که وه لوگ شاه ولي الله صاحب کو کیا کهتے هیں جو اسبات کے قائل هیں که انبیاء عبادات میں بهي کوئي نئي چیز نهیں لائے بهر حال شاه صاحب نے جو محض دنیاوي امور کو بهي مذهب یا شریعت میں شامل کرلیا هی هم اُسکو تسلیم نهیں کرتے -- دین جیسا که اوپر بیان هوا مرور ایام سے تبدیل نهیں هوسکتا – لیکن دنیاوي معاملات وقتاً فوقتاً تبدیل هوتے رهتے هیں اور وه کسي طرح ابدي خدا کي جانب سے صورت خاص کے محکوم نهیں هوسکتے – اگر یهه کهو که جب اصول* اُنکے محفوظ هیں تو حوادث جدید کے احکام علماء اسلام جو کانبیاء بني اسرائیل هیں استنباط کرسکینگے – تو هم یهه کهینگے که علماء وکوهن یهود کے اور قسیس و رهبان عیسائي مذهب کے بهي علم میں کچهه کم درجه نهیں رکهتے تهے اگر اُنهوں نے دنیاوي احکام میں غلطي کي تو کیا وجهه هی که یهه غلطي نکرینگے اور اگر دنیاوي احکام بهي داخل نبوت هیں تو کیا وجهه هوگي که اُنکي غلطیوں کي وجهه سے تو انبیاء کے مبعوث هونیکي ضرورت هو اور انکي غلطي کے سبب نهو – خصوصاً ایسي صورت میں که توریت مقدس میں جسقدر دنیاوي امور کا تذکره هی اُسکا عشر عشیر بهي قران مجید میں نهیں هی *

یهه مباحث نهایت طویل هیں اور یهه مقام اُن سب کے بیان کي گنجایش نهیں رکهتا مگر اس تمام بحث سے یهه نتیجه حاصل هوا که انسانوں میں بموجب فطرت انساني کے کوئي نه کوئي اُنکا هادي هوجاتا هی اگر خدا نے اُسکو فطرت کامل اور وحي اکمل عطا فرمائي هی تو وه سچا هادي هوتا هی جسکي نسبت خدا نے فرمایا هی " لکل قوم هاد " پس جو گروه کسي شخص کو دین و شریعت کا هادي سمجهتي هی اُسکي بزرگي و تقدس کا

اور جن لوگوں نے جهٹلايا هماري نشانيوں کو

اعتقاد بهي اعلى درجه پر رکهني هي جسکا نتيجه موافق فطرت انساني کے يهه هوتا هي که انسانوں سے اُسکو برتر درجه ديا جاتا هي يهاں تک که ابن الله يا مهبط ذات اله (يعني اوتار) يقين کيا جاتا هي اور کم سے کم يهه هي که اُس ميں ايسے اوصاف اور کرامتيں اور معجزے تسليم کيئے جاتے هيں جنسے نوع انسان سے اُسکو برتري حاصل هو معمولي واقعات اور حادثات که جو قانون قدرت کے مطابق واقع هوتے رهتے هيں جب اُس کي طرف منسوب هوتے هيں تو وه اُسکي کرامت اور معجزه قرار پاتے هيں مثلاً اگر ايک عام آدمي کسيکو بد دعا دے که تجهه پر بجلي گرے اور اتفاق سے وه بجلي سے مارا جاوے تو کسيکو کچهه خيال بهي نهو — ليکن اگر وه بد دعا کسي ايسے شخص نے دي هو جسکے تقدس کا خيال لوگوں کے دلوں ميں هو تو اُسکي کرامت يا معجزه سے منسوب هوجاتي هي — بهت سي باتيں هوتي هيں که اُن لوگوں سے جنکے تقدس کا خيال هوتا هي اسيطرح سرزد هوتي هيں جيسيکه عام انسانوں سے مگر مقدس لوگوں سے سرزد هونے کے سبب اُنکي قدر و منزلت زياده کيجاتي هي اور معجزے و کرامات کے درجه پر پهونچا ديا جاتا هي — انسان ميں بعضي ايسي قوتيں هيں جو خاص طريقه مجاهده سے قوي هوجاتي هيں اور کسي ميں بمقتضاے خلقت قوي هوتي هيں اور اُن سے ايسے امور ظهور پاتے هيں جو عام انسانوں سے جنهوں نے اُن قوتوں کو قوي نهيں کيا هے ظهور نهيں پاتي حالانکه وه سب باتيں اسيطرح هوتي هيں جسطرح که اور امور حسب مقتضاے فطرت انساني واقع هوتے هيں مگر وه بهي اُن مقدس شخصوں کے معجزے و کرامات شمار هوتے هيں — بهت عجيب باتيں افواهاً ايسے بزرگوں کي نسبت مشهور هوجاتي هيں جنکي در حقيقت کچهه اصل نهيں هوتي مگر لوگ اُن بزرگوں کے تقدس کے خيال سے ايسے مؤثر هوتے هيں که اُسکي اصليت کي تحقيق کي طرف متوجهه نهيں هوتے اور بے تحقيق اُسپر يقين کرليتے هيں — يهي سبب هي که انبياء سابقين عليهم السلام کے تمام واقعات کو لوگوں نے ايسے طور پر بيان کيا هي جنکا واقع هونا ايک عجيب طريقه سے ظاهر هو اور پهر اُنهيں کو اُن کے معجزے قرار ديئے هيں اور بعضي ايسي باتيں منسوب کي هيں جنکا کچهه ثبوت نهيں — انهي غلط خيالات کے سبب لوگوں نے انبياء عليهم السلام سے انکار کيا هي چنانچه قوم نوح قوم عاد قوم ثمود نے انبياء کے انکار کرنے کي يهي وجهه بيان کي که " ان انتم الابشر مثلنا " پس انهي غلط خيالات کي وجهه تهي که مشرکين عرب بهي آنحضرت صلعم سے معجزوں کے طلب گار

صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ

ہوتے تھے — کبھی یہہ کہتے تھے کہ اگر یہہ پیغمبر ہیں تو کیوں نہیں اُن کے پاس فرشتے آتے کیوں نہیں اُن کے پاس خزانہ اُتارا گیا — کبھی کہتے تھے کہ یہہ تو عام انسانوں کیطرح کھاتے پیتے ہیں بازاروں میں پڑے پھرتے ہیں یعنی انسانوں سے زیادہ کوئی بات اُن میں نہیں ہی — کبھی آسمان سے پتھر برسوانے چاہتے تھے — کبھی آسمان کا ٹکڑا ٹوٹ کر گرنے کی خواہش کرتے تھے *

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم اله واحد (سورہ کہف آیت ۱۱۰)

وحدانیت ثلاثہ کا ایک رکن جو توحید فی الصفات ہی اُس کی تکمیل کے لیئے اِس قسم کے خیالات کا مٹانا ضرور تھا اسلیئے جا بجا قرآن مجید میں معجزات کی نفی آئی ہی خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ " لوگوں سے کہدے کہ اسکے سوا کچھہ نہیں کہ میں انسان ہوں مثل تمہارے ‘ مجھکو وحی دی گئی ہی کہ یہی ٹھیک بات ہی کہ تمہارا خدا خداے واحد ہی " اور دوسری جگہہ یہہ حکم دیا کہ

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون (سورہ اعراف آیت ۱۸۸) —

" لوگوں سے کہدے کہ میں مالک نہیں ہوں اپنے لیئے کسی نفع یا ضرر کا بجز اُسکے کہ جو چاہے الله اور اگر میں غیب کا عالم ہوتا تو میں بھلائیوں کو بکثرت حاصل کرلیتا اور برائی مجھکو چھوتی بھی نہیں ‘ میں تو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ڈرانے والے اور خوش خبری دینے والے کے سوا اور کچھہ نہیں ہوں " *

و قالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او یکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانهار خلالها تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی بالله و الملٰئکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء و لن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا

کافروں نے آنحضرت صلعم سے معجزے طلب کیئے اور صاف صاف کہا کہ ہم ہرگز تجھہ پر ایمان نہیں لاوینگے جب تک کہ تو زمین پھاڑ کر ہمارے لیئے چشمے نکالے ‘ یا تیرے پاس کھجور و انگور کا باغ ہو جسکے بیچ میں تو بہتی ہوئی نہریں نکالے زور سے بہتی ہوئی یا تو ہم پر جیسا کہ تو سمجھتا ہی آسمان کے ٹکڑے ڈالے ‘ یا خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھہ لاوے ‘ یا تیرے لیئے کوئی مزین گھر ہو ‘ یا تو آسمان پر چڑھ جاوے ‘ اور ہم تو تیرے منتر پر ہرگز ایمان نہیں لاوینگے جب تک کہ ہم پر ایسی کتاب اُترے جو ہم پڑھ لیں " مگر باوجود اسقدر اصرار کے

بہرے گونگے ھیں اندھیروں میں

نقرؤہ قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا (سورہ بني اسرائيل آيت ۹۲ — ۹۵) -

جو کافروں نے معجزوں کے طلب میں کیا اور بغیر ایسے معجزوں کے ایمان لانے سے شدید انکار کیا اُسپر بھي خدا نے اپنے پیغمبر سے یہي فرمایا کہ " تو اُسے کہدے کہ پاک ھی میرا پروردگار میں تو کچھہ نہیں ھوں مگر ایک انسان بھیجا ھوا یعني رسول " *

ایک اور جگہہ ھی کہ " کافروں نے کہا کہ " کیوں نہیں اُتاري گئیں اُسپر یعني پیغمبر

لولا انزل عليه ايات من ربه قل انما الايات عند الله و انما انا نذير مبين (سورۃ عنكبوت آيت ۴۹) -

پر نشانیاں یعني معجزے اُسکے جواب میں خدا نے پیغمبر سے کہا کہ تو یہہ کہدے کہ بات یہہ ھی کہ نشانیاں یعني معجزے تو خدا کے پاس ھیں اور اسکے سوا کچھہ نہیں کہ میں تو علانیہ ڈرانے والا ھوں *

آنحضرت صلعم پاس جو افضل الانبیاء والرسل ھیں معجزہ نہونے کے بیان سے ضمنا یہہ بھي ثابت ھوتا ھی کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے پاس بھي کوئي معجزہ نہیں تھا اور جن واقعات کو لوگ معجزہ (متعارف معنوں میں) سمجھتے تھے در حقیقت وہ معجزات نہ تھے بلکہ وہ واقعات تھے جو مطابق قانون قدرت کے واقع ھوئے تھے — خاتم النبیین علیہ الصلواۃ والسلام نے جو اسبات کو کھول دیا اور چھپا لگا نہیں رکھا اسکا اصلي سبب یہہ ھی کہ بڑا جزو اسلام کا جس کے سبب اُس کو خطاب " اليوم اكملت لكم دينكم " کا ملا اور جس کي وجہہ سے محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ھوئے وہ صرف تکمیل تلقین توحید ذات باري کي ھی جو توحید ثلاثہ میں منحصر ھی یعني توحید فی الذات - توحید فی الصفات - توحید فی العبادت - انبیاء علیہم السلام میں معجزات کا (علی المعني المتعارفۃ) یا اولیاء اللہ میں کرامات کا یقین کرنا (گو کہ اعتقاد کیا جاوے کہ خدا ھي نے وہ قدرت یا صفت اُن میں دي ھی) توحید فی الصفات کو نامکمل کردیتا ھی — کوئي عزت اور کوئي بزرگي اور کوئي تقدس اور کوئي صداقت اسلام کي اور باني اسلام کي اس سے زیادہ نہیں ھوسکتي جو اُس نے بغیر کسي لاؤ ولپیٹ کے اور بغیر کسي دھوکہ دینے کے اور بغیر کسي کرشمہ و کرتوت کا دعوی کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا کہ معجزے وعجزے تو خدا کے پاس ھیں میں تو مثل تمھارے ایک انسان ھوں خدا نے میرے دل میں جو وحي ڈالي ھی اُس کي میں تمکو تلقین کرتا ھوں — صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین و حبیب رب العالمین *

ھم نے سورہ بقر کي تفسیر میں اسبات پر بحث کي ھی کہ معجزہ اگر في نفسہ کوئي

مَنْ يَّشَاءِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ

شی ہو تب بھي وہ مثبت نبوت نہیں ہوسکتا اور اب اس مقام پر نفس معجزہ سے بحث کرنا چاہتے ہیں مگر جب تک لفظ معجزہ کي تعریف اور مراد نہ متعین ہوجاوے اُسوقت تک اُسپر بحث نہیں ہوسکتي *

علامہ سید شریف نے شرح مواقف میں لکھا ہی کہ " ہمارے نزدیک معجزہ وہ چیز ہی جس سے مدعي رسالت کي تصدیق ہوجاوے اور گو وہ امر بطور خرق عادت کے نہو " اسکا نتیجہ یہہ ہی کہ مثلاً کسي شخص نے مدعي رسالت سے کہا کہ اِسوقت مینہ برس جاوے تو میں تمکو نبي برحق مانونگا چنانچہ بادل آیا اور مینہ برسنے لگا — سید شریف کے قول کے مطابق یہہ مینہ برسنا معجزہ ہوا — مگر اسپر کوئي دلیل نہیں ہی کہ اِس طرح پر متصل یا متعاقب واقع ہونا دو قدرتي واقعوں کا سواے سچے نبي کے اور کسي سے یا مدعي کاذب سے ظہور میں نہیں آسکتا *

> المعجزة عندنا مايقصد به تصديق مدعي الرسالة و ان لم يكن خارقا للعادة
> (شرح مواقف)

علاوہ اسکے تمام علماء اسلام نے معجزہ کي تعریف میں اُسکا خارق عادت ہونا ضروري سمجھا ہی اور خود سید شریف بھي جبکہ یہہ فرماتے ہیں کہ " گو وہ خارق عادت نہو " تو وہ بھي معجزات کا خارق عادت ہونا تسلیم کرتے ہیں صرف خارق عادت ہونا لازمي نہیں قرار دیتے *

عادت سے مراد یہہ ہی کہ ایک کام ہمیشہ ایک طرح پر ہوتا رہتا ہو اور اُسکے اسباب بھي یکساں طریقہ پر جمع ہوتے رہتے ہوں اور جب وہ اسباب جمع ہوجاویں بلا تفاوت اُس امر کا ظہور ہو *

خرق عادت کے دو معني ہوسکتے ہیں - اول یہہ کہ جو امر ہمیشہ بطور عادت مستمرہ کے یکساں طور پر ہوتا رہتا ہی اور بطور عادت مالوفہ کے ہوگیا ہی اُسکے برخلاف کوئي امر وقوع میں آوے — مثلاً آسمان پر سے خون کے مشابہ کوئي شی برسے یا پتھر کا ٹکڑا گرے گو کہ ایسا ہونے کے لیئے کوئي سبب امور طبعي میں سے ہو *

دوسرے یہہ کہ سپرنیچرل ہو یعني خارج از قانون قدرت یعني اللہ تعالی نے جو قاعدہ اور قانون وقوع واقعات اور ظہور حوادث کا مقرر کیا ہی اور عادت اللہ اُسکے مطابق جاري ہی اُسکے برخلاف وقوع میں آوے *

جسکو خدا چاهتا هی اُسکو گمراه کرتا هی

پهلے معنوں پر بطور اصطلاح یا مجاز کے خرق عادت کا اطلاق کیا جانا ممکن هی مگر حقیقتاً اُسپر خرق عادت کا اطلاق نهیں هوسکتا اس لیئے که اُسکا وقوع بهي اُسکے اسباب کے اجتماع پر منحصر هی اور عادت میں داخل هی نه خرق عادت میں کیونکه جب اُس کے اسباب جمع هوجاوینگے تو یکساں طریقه پر اُسکا وقوع هوگا گو که کیسا هي نادر الوقوع هو *

مثلاً عادت یهه هی که جب شیشه ایک بلندي سے جس سے اُسکو پورا صدمه پهونچے هاتهه سے چهوت پرتا هی تو توت جاتا هی ایک دفعه همارے هاتهه سے شیشه چهوت پرا اور نه توتا تو ظاهر میں خرق عادت هوئي مگر حقیقت میں خرق عادت نهیں هی اسلیئے که اُس کے گرنے پر یا تو وه اسباب جمع نه تهے جنسے اُسکو توتنے کے لایق صدمه پهونچتا یا ایسے اسباب موجود تهے جنهوں نے اُسکو اسقدر صدمه پهونچنے سے باز رکها تها پس اُس کا نه توتنا در حقیقت موافق عادت کے هی نه بطور خرق عادت کے کیونکه جب اسطرح کے اسباب جمع هو جاوینگے تو کوئي شیشه بهي هاتهه سے چهوت کر گرنے سے نهیں توتیگا *

یا مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کو آنکه بهرکے دیکها اور وه بیهوش هوگیا یا اُسنے بهرے کے کانوں میں اُنگلیاں ڈالیں یا اندهے کي آنکهوں پر هاتهه پهیرا اور وه بهرا سننے اور وه اندها دیکهنے لگا ـــ پس اگر اسکا سبب کوئي ایسي قوت هی جو انسانوں میں موجود هی اور اُسي قوت کي قوت سے اُس نے یهه کام کیا هی تو اُس پر خرق عادت کا اطلاق نهیں هوسکتا کیونکه جو انسان اپني اُس قوت کو کام میں لانیکے لایق کرلیگا وه بهي ویسا هي کردیگا پس یهه بات حقیقتاً کچهه خرق عادت نهوئي بلکه عین عادت هوئي *

علاوه اسکے اگر هم مجازاً ایسے واقعات پر خرق عادت کا اطلاق بهي کریں تو وه معجزه کي تعریف میں داخل نهیں هوسکتا کیونکه معجزے یا کرامات کو انبیا اور اولیا کے ساتهه مخصوص هونا لازم هوگا مگر جب اُن واقعات کا وقوع اجتماع اسباب پر منحصر تهرا تو اُسکي تخصیص شخصٍ دُوْنَ شخصٍ باقي نهیں رهتي *

واقعات اور حادثات ارضي و سماوي موافق اُس قانون قدرت کے جو خداتعالی نے اُن میں رکها هی یکے بعد دیگرے واقع هوتے رهتے هیں ـــ پس کسي امر کے بعد کسي واقعه یا حادثه ارضي و سماوي کا ظاهر هونا کسي طرح معجزه میں شامل نهیں هوسکتا کیونکه اُس کا ظهور اُسي عادت پر هوتا هی جو خدا تعالے نے قانون قدرت کے بموجب اُس میں رکهي هی *

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۳۹

بعض عالموں نے کہا هی که جو معجزات اور کرامتیں انبیاء اور اولیاء سے ظهور میں آئي هیں وه بغیر موجود هونے اسباب کے ظهور میں نهیں آتیں مگر خدا تعالے بسبب اپني مهرباني کے جو اُن بزرگوں پر رکھتا هی فی الفور اُس کے ظهور کے اسباب مهیا کردیتا هی کیونکه وه اسباب مهیا کرنے پر قادر هی کما قیل " اذا اراد الله شیأً هیأ اسبابه " بعضوں کا یهه عقیده هی که خدا تعالے کو کسي چیز کے پیدا کرنے کے لیئے اُسکے اسباب کے مهیا کرنے کي ضرورت هي نهیں هی " ان الله علی کل شی قدیر — اذا اراد شیأً ان یقول له کن فیکون " — هاں یهه سب سچ هی مگر وه اُن سب چیزوں کو اُسیطرح پر کرتا هی جو اُسنے قانون قدرت کا قاعده بنایا هی — اور ان الفاظ سے یهه ثابت نهیں هوتا که وه اُس قانون قدرت کے قاعده کے برخلاف کرتا هی *

شاه ولي الله صاحب حجة الله البالغه میں بہ تحت باب الابداع و الخلق والتدبیر اول تو اسبابت کے قایل هوئے هیں که خدا نے جو خاصیت جس چیز میں رکھي هی اُسکو نهیں بدلتا حیث قال " و جرت عادة الله تعالی ان لاتنفک الخواص عما جعلت خواص لها - مگر اسکے بعد کہتے هیں که الله تعالی نے بلحاظ تدبیر عالم کے اور شر کے رفع هونیکے اُن قوا یعني خاصیتوں میں قبض و بسط و احاله اور الهام سے تصرف کرنا بندوں پر مقتضاے رحمت کا قرار دیا هی - قبض کي مثال اُنهوں نے یهه دي هی که جب دجال آویگا تو ایک مسلمان کو قتل کرنا چاهے گا اور باوجود اله قتل کے درست هونیکے وه قتل نهوسکیگا ! ! — بسط کي مثال اُنهوں نے یهه دي هی که زمین پر پاوں مارنے سے خدا نے حضرت ایوب کے لیئے ایک چشمه پیدا کردیا جس میں نهانے سے اُنکے بدن میں جو بیماري تهي جاتي رهي ! ! ! — احاله کي مثال یهه دي هی که خدا نے حضرت ابراهیم پر آگ کو ٹهنڈي هوا کردیا ! ! — اور الهام کي مثال میں کشتي کے توڑنے اور لڑکے کے مارڈالنے اور دیوار بنانے کا قصه لکھا هی ! ! *

مگر یهه استدلال صحیح نهیں هی اول تو اسلیئے که اسکے ثبوت پر کوئي دلیل نهیں هی علاوه اسکے انمیں سے ایک مثال تو ابهي واقع هي نهیں هوئي باقي مثالوں کي نسبت ثبوت باقي هی که وه اسي طرح واقع هوئي تهیں جس طرح که مثال میں پیش هوئي هیں اور اگر بالفرض اسي طرح واقع هوئي تهیں تو اُن میں یهه تحقیق باقي هی که آیا وه اس استدلال کي مثالیں هوسکتي هیں یا آنکه وه بلا کسي بسط کے اور بغیر کسي احاله کے اور بغیر کسي الهام کے صرف مطابق عام قانون قدرت کے واقع هوئي تهیں *

اور جسکو چاهتا هی اُسکو سیدهي راه پر کردیتا هی ۳۹

پس جب تک که خرق عادت کے دوسرے معني یعني خلاف قانون قدرت کے نه لیئے جاویں اُسوقت تک کسي واقعه کا وقوع بطور معجزه و کرامت کے تسلیم نهیں هوسکتا -- مگر هم اِسکے انکار پر مجبور هیں کیونکه خدا تعالی نے همکو صاف صاف بتلایا هی که جو قانون قدرت اُسنے بنادیا هی اُس میں کسي طرح تبدیل نهیں هوسکتي نه خدا اُس میں کبهي تبدیل کرتا هی اور نه تبدیل کریگا -- خدا کا بنایا هوا قانون قدرت اُسکا عملي وعده هی که اسي طرح هوا کریگا پهر اگر اُسکے برخلاف هو تو خلاف وعده اور کذب خدا کي ذات پاک پر لازم آتا هی جس سے اُسکي ذات پاک بري هی *

خدا نے فرمایا هی " انا کل شی خلقناه بقدر (سوره قمر آیت ۴۹) یعني هم نے هرچیز کو ایک اندازه پر پیدا کیا هی -- اور فرمایا هی " و کل شی عنده بمقدار (سوره رعد آیت ۹) یعني هر چیز خدا کے نزدیک ایک اندازه پر هی تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی نے لکها هی که " فمعناه بقدر وحد لایتجاوز ولا ینقص عنه " یعني اُسکے معني یهه هیں که ایک اندازه اور ایک حد پر که نه اُس سے بڑهتي هی نه کم هوتي هی -- اور فرمایا هی " وخلق کل شی فقدره تقدیرا (سوره فرقان آیت ۲) یعني الله نے هر ایک چیزکو پیدا کیا پهر مقرر کیا اُسکا ایک اندازه " اور یهي اندازه قانون قدرت هی *

دوسري جگهه خدا نے فرمایا هی لاتبدیل لخلق الله (سوره روم آیت ۲۹) یعني الله کي پیدا کي هوئي چیزوں کے لیئے بدل جانا نهیں هی -- اورایک جگهه فرمایا که " فلن تجد لسنة الله تبدیلا -- و لن تجد لسنة الله تحویلا (سوره ملایکه آیت ۴۱ و ۴۲) یعني تو هرگز نهیں پاویگا الله کي سنت میں ادل بدل هونا اور نه پاویگا تو الله کي سنت میں اولت جانا -- اور اسي طرح فرمایا هی " سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا (سوره فتح آیت ۲۳) اور ایک جگهه فرمایا " قل کل یعمل علي شاکلته (سوره اسري آیت ۸۶) اي علی طریقته التي جبل علیها یعني هر ایک اُسي طریقه پر عمل کرتا هی جو اُسکي جبلت میں بنایا گیا هی -- پس کسي کا مقدور نهیں هی که جو قانون قدرت خدا نے بنایا هی اُسکے برخلاف کوئي کرسکے - یهه کها جاتا هی که خدا جو هر چیز پر قادر هی اور جس نے خود قانون قدرت بنایا هی وه کیوں نهیں اگر چاهے تو اُسکے برخلاف کرسکتا -- بلاشبه خدا قادر مطلق هی اگر وه چاهے تو تمام دنیا کو اور تمام قانون قدرت کو معدوم کرکے اور هي دنیا اور هي قانون قدرت پیدا کردے مگر جو قانون قدرت که وه بناچکا هی

قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

اُنكي صداقت كے ليئے ضرور هى كه اُن ميں تبديل نهو يا اُن ميں تبديل نكرے — اور اُس سے اُسكي قدرت كامله ميں كچهه نقصان نهيں آتا — جيسيكه جو وعدہ خدا نے كيا هى اُسكے برخلاف نهيں كرتا اور اُسكے سبب سے اُسكي قدرت كامله ميں كوئي نقصان لازم نهيں آتا *

هاں يهه بات سچ هى كه تمام قوانين قدرت همكو معلوم نهيں هيں اور جو معلوم هيں وہ نهايت قليل هيں اور اُنكا علم بهي پورا نهيں هى بلكه ناقص هى — اسكا نتيجه يهه هى كه جب كوئي عجيب واقعه هو اور اُسكے وقوع كا كافي ثبوت بهي موجود هو اور اُسكا وقوع معلومه قانون قدرت كے مطابق بهي نهوسكتا هو اور يهه بهي تسليم كرليا جاوے كه بغير دهوكه و فريب كے في‌الواقع واقع هوا هى تو يهه تسليم كرنا پريگا كه بلاشبهه اسكے وقوع كے ليئے كوئي قانون قدرت هى مگر اُسكا علم همكو نهيں كيونكه يهه ثابت هوچكا هى كه خلاف قانون قدرت كوئي امر نهيں هوتا اور جب وہ كسي قانون قدرت كے مطابق واقع هوا هى تو وہ معجزہ نهيں كيونكه هر شخص جسكو وہ قانون معلوم هوگيا هوگا اُسكو كرسكيگا *

يهه كهنا كه پيغمبر يا كسي بزرگ كي دعا يا اُنكا ارادہ جنكو ايك خاص راہ خدا كے ساتهه هى اُسكے وقوع كے ليئے قانون قدرت هي تسليم نهيں هوسكتيگا اسليئے كه اُسكے ثبوت كے ليئے يا تو يهه لازم هوگا كه جب وہ بزرگ كسي امر كے ليئے دعا يا ارادہ كريں تو هميشه واقع هوجايا كرے اور كم سے كم يهه كه وهي خاص امر جو واقع هوا هى اُسكے وقوع اور اُنكي دعا ميں لزوم هو اور اگر يهه نهيں هى (جيسيكه معتقدين معجزہ و كرامات بهي اسكے قايل نهيں هيں) تو وہ قانون قدرت بهي نهيں هى *

شاہ ولي‌الله صاحب نے حجة‌الله البالغه ميں تحت باب حقيقة‌النبوة و خواصها " لكها هى كه معجزات اور استجابت دعا اصل نبوت سے خارج هى مگر اكثر اُسكو لازم هى (جب اكثر كا لفظ استعمال كيا هى تو لزوم كے كچهه معني نهيں رهتے) بعد اسكے وہ فرماتے هيں كه بڑے بڑے معجزوں كے ظاهر هونيكے تين سبب هوتے هيں - اول يهه كه وہ شخص جس سے معجزہ هوا مفهمين ميں سے هى كيونكه اُسكا ايسا هونا باعث هوتا هى بعض حوادث كے انكشاف كا اور سبب هوتا هى استجابة دعا اور ظهور بركات كا — دوم يهه كه ملاء اعلى اُسكے حكم بجلالنے كو موجود هو اور اسكو الهام اور احالات اور تقريبات هوتے هوں جو پهلے نهوتے تهے پس وہ اپنے احباب كي مدد كرتا هى اور دشمنوں كو مخذول كرتا هى اور خدا كا حكم ظاهر

کهه اے پیغمبر کیا دیکها هی تم نے اپنے لیئے اگر تم پر الله کا عذاب آوے

هوتا هی اگرچه کافر اُسکو ناپسند کرتے هوں — تیسرے یهه که دنیا میں جو واقعات بوجهه اپنے خارجی اسباب کے هوتے هیں اور آسمان و زمین کے بیچ میں جو حوادث ظهور پاتے هیں خدا تعالی اُنهیں کو کسی وجهه سے اُسکا معجزه قرار دیدے (انتهی) *

تعریف معجزه و کرامات میں جب لفظ " خرق عادت " کو جسکے معنی بجز خلاف قانون قدرت کے اور نهیں هوسکتے جیسےکه هم نے اوپر تشریح کی هی محفوظ رکها جاوے تو یهه تینوں صورتیں جو شاه صاحب نے بیان فرمائی هیں داخل معجزه و کرامات نهیں هوسکتیں *

پهلی صورت میں شاه صاحب نے مفهمین سے کسی امر کا ظاهر هونا معجزه یا کرامت قرار دیا هی — مفهمین کے معنی اُنهوں نے یهه لکهے هیں که " اُنکا ملکه نهایت اعلی هو ممکن هو که وه ایک بهت بڑے نظام مطلوبه کے قایم کرنیکو سچے دعوی سے برانگیخته هوں اور اُنپر ملاء اعلی سے علوم اور احوال الهیه کی پهوار پڑتی هو — معتدل المزاج هوں اُنکی شکل صورت درست اور خلق اچها هو اُنکی رائے میں اضطراب و عدم استدلال نهو نه اُنمیں بے انتها کی ذکاوت هو جس سے کلے سے جزئی تک اور مغز سے پوست تک رسته نهو اور نه ایسے سخت غبی هوں که جزئی کلے تک اور پوست سے مغز تک نه پهونچ سکیں سب سے زیاده سنت کے پابند هوں نهایت عادل هوں معاملات میں لوگوں کے ساتهه ٹهیک هوں عام بهلائی کی تدبیروں کو درست رکهتے هوں نفع عام میں شوق رکهتے هوں بلا سبب کسیکو نه ستاویں همیشه عالم غیب کی جانب متوجهه رهیں اُسکا اثر اُنکے کلام سے اُنکے منهه سے ظاهر هوتا هو اور اُنکی تمام شان سے معلوم هوتا هو که مؤید من الغیب هیں اُنکو ادنی ریاضت سے قرب و سکینه کی وه باتیں کهل جاتی هیں جو اوروں کو نهیں کهلتیں پس ایسا شخص باعث هوتا هی بعض حوادث کے انکشاف کا اور سبب هوتا هی استجابت دعا اور ظهور برکات کا " *

برکت کے معنی شاه صاحب نے یهه بتلائے هیں که جس شی پر برکت دی جاوے یا تو اُسکا نفع زیاده هوجاوے مثلاً تهوڑی سی فوج دشمن کے خیال میں بهت سی معلوم هونے لگے اور وه بهاگ جاوے یا تهوڑی سی غذا میں طبیعت تصرف کرکے ایسا خلط صالح پیدا کرے که اُس سے دو چند غذا کهانے کی برابر هو یا خود وه شی هی بسبب منقلب هوجانے ماده هوائی کے بشکل اُس شی کے زیاده هوجاوے *

اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

اس تمام بیان میں شاہ صاحب مفہمین سے اُس امر کے ظہور کو قانون قدرت کے ماتحت کرنا چاهتے هیں پس جبکه وہ قانون قدرت کے ماتحت هی اور متخیله تهوڑي فوج کو بہت تصور کرسکتا هی اور طبیعت قلیل غذا سے کثیر غذا کا فایدہ دے سکتي هی اور مادہ هوائي بالفرض کوئي شی بن جاسکتا هی تو وہ نفس انساني کے خاصوں میں سے ایک خاصه هی شخص دون شخص پر موقوف نهیں هی اور اس لیئے کسي کا معجزہ نهیں هوسکتا *

دوسري صورت جو شاہ صاحب نے لکهي وہ الهامات اور احالات اور تفریبات کي قسم سے هی اور جبکه یهه نهیں بیان کیا که وہ الهامات واحالات و تفریبات بمقتضاے فطرت انساني نهیں هیں تو انہوں نے اُن سب کو داخل فطرت انساني سمجها هی اور جب وہ فطرت انساني میں داخل هیں تو قانون قدرت کے ماتحت هیں اور اسلیئے معجزہ قرار نهیں پاسکتے *

تیسري صورت تو نہایت ضعیف هی اُس کا نتیجه یهه هی که دو امروں کا جن کا وقوع موافق قانون قدرت کے هوتا هی ایک دوسرے کے متصل واقع هونا معجزہ هی — مثلاً ایک شخص مرگیا اور اُسکے قریب سورج گہن لگایا ایک پیغمبر کو لوگوں نے ستایا اور اُس کے بعد کوئي واقعه مثل طوفان یا وبا کے واقع هوا پس پچهلے واقعه کا اقتران پهلے واقعه کے ساتهه معجزہ هی حالانکه یهه تمام امور وہ هیں جو قانون قدرت کے موافق واقع هوتے رهتے هیں اور اُن کا اقتران کسي واقعه کے ساتهه صرف اتفاقي هی اور وہ بهي مطابق قانون قدرت کے پس بموجب اُس اصول کے جس کي بنا پر هم نے معجزہ و کرامت سے انکار کیا هی اُس اصول کے مطابق شاہ ولي الله صاحب بهي معجزہ و کرامت کے منکر هیں شاہ صاحب نے اس سے بهي زیادہ وضاحت سے ایک جگهه تفهیمات میں تمام معجزات کو اسباب پر مبني کیا هی اور جب وہ اسباب مبني هیں تو تابع قانون قدرت هیں اور جب تابع قانون قدرت هیں تو معجزہ نهیں اسلیئے کہا جاسکتا هی که در اصل شاہ صاحب بهي همارے اصول کے موافق منکرین معجزات سے هیں انہوں نے تفهیمات میں لکها هی که "بے شک مقامات نفس الامر کے متفاوت هیں اُنمیں سے مقام اسباب هی اور اُس مقام میں فقط علت و معلول کا سلسله هی اور صرف سبب اور مسبب کا اور همارے نزدیک یهه بات متحقق هی که اسباب کبهي نهیں چهوٹتے اور نه چهوٹینگے اور نه کبهي تو پاویگا الله کي سنت میں ادل بدل هونا — اس کے

ان مواطن نفس الامر متفاوتة منها موطن الاسباب وفيه العلة والمعلول فقط والسبب والمسبب فحسب ومن المتحقق عندنا انه لم يترك الاسباب قط ولن يترك

یا تم پر بری گھڑی آوے

ولن تجد لسنة الله تبديلا انما المعجزات والكرامات امور اسبابية غلب عليه الشيوع فباينت سائر * الاسبابيات (تفہيمات)

سوا اور کوئي بات نہیں ہی کہ معجزے اور کرامتیں امور اسبابیہ ہیں (یعني اسباب پر مبني ہیں) مکمل ہونا اُن پر غالب ہوگیا ہی اسلیئے تمام اور اسبابیات سے جدا ہوگئے ہیں *

غرضکہ ہم نے معجزہ و کرامت کے مفہوم میں اس امر کو داخل کیا ہی کہ اُسکا وقوع خلاف قانون قدرت ہو اور اسي اصول پر معجزہ و کرامت سے انکار کیا ہی — مشرکین عرب بھي اسي قسم کے معجزے آنحضرت صلعم سے طلب کرتے تھے جنسے جا بجا قران مجید میں انکار ہوا ہی — لیکن اگر وقوع خلاف قانون قدرت کو مفہوم معجزہ سے خارج کردیا جاوے اور امورات اتفاقیہ یا نادرالوقوع پر جو قانون قدرت کے مطابق واقع ہوتے ہیں معجزہ کا اطلاق کیا جاوے تو ایسي حالت میں صرف اصطلاح قرار دینے کا اختلاف ہوگا اور جو اصطلاح ہمنے قرار دي ہی اُس کے مطابق اُس پر معجزہ و کرامت کا اطلاق نہوگا *

تمام فرق اسلامیہ معجزات کو حق بیان کرتے ہیں اور سواے معتزلیوں اور اُستاد ابو اسحاق اسفرائني کے جو اہل سنت و جماعت میں سے ہیں تمام فرقے کرامات اولیا کے بھي قائل ہیں اور شیعہ صرف دوازدہ امام علیہم السلام میں حصر کرامات کرتے ہیں معتزلي اس وجہہ سے کرامات کے منکر ہیں کہ اگر اولیا سے بھي کراماتیں ہوں تو اُس میں اور معجزہ میں کچھہ تمیز باقي نہیں رہتي اور پھر معجزہ ثبوت نبوت کي دلیل نہیں ہوسکتا — لیکن محققین علماء معجزوں کا بیان اسطرح پر کرتے ہیں کہ گویا اُنکا وقوع قانون قدرت کے مطابق ہوا ہی پس اگر میرا یہہ خیال صحیح ہو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ تمام علماء فرق اسلامیہ اس مسئلہ میں میرے ساتھہ متفق ہیں اور صرف اصطلاح کا فرق ہی اور جس اصطلاح مقررہ کے مطابق ہم نے معجزات و کرامات کا انکار کیا ہی وہ سب بھي اُس کے منکر ہیں اور اگر علماء متقدمین اس بات کے مقر ہوں کہ معجزہ و کرامت کا وقوع خلاف قانون قدرت ہوتا ہی یا خلاف قانون قدرت بھي ہوسکتا ہی تو بلا شبہہ وہ ہم سے اور ہم اُن سے بالکل مختلف ہیں *

حکماء و فلاسفہ نے معجزات یا کرامات کا انکار کسي وجہہ سے کیا ہو مگر ہمارا انکار صرف اس بنا پر نہیں ہی کہ وہ مخالف عقل کے ہیں اور اسلیئے اُن سے انکار کرنا ضرور ہی بلکہ ہمارا انکار اس بنا پر ہی کہ قران مجید سے معجزات و کرامات یعني ظہور امور کا

أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۰)

بطور خرق عادت یعني خلاف فطرت یا خلاف جبلت یا خلاف خلقت یا خلاف قدرالتي قدرها الله کے امتناع پایا جاتا هی جسکو هم مختصر لفظوں میں یوں تعبیر کرتے هیں که کوئي امر خلاف قانون قدرت واقع نهیں هوتا اور اسلیئے معجزات و کرامات سے جبکه اُن کے معنوں میں غیر مقید هونا قانون قدرت کا مراد لیا جاوے تو انکار کرتے هیں اور اگر اُن کے مفهوم میں یهه بهي داخل کیا جاوے که وه مطابق قانون قدرت کے واقع هوتے هیں تو صرف نزاع لفظي باقي ره جاتي هی کیونکه جو امر که واقع هوا اور جس شخص کے هاتهه سے واقع هوا اُسکو هم دونوں تسلیم کرتے هیں مگر وه اُسکا معجزه یا کرامت نام رکهتے هیں هم اُسکا یهه نام نهیں رکهتے *

اس اختلاف کا نتیجه تشبیه مندرجه ذیل سے بخوبي واضح هوگا - ایک عجیب امر جو عام طور پر نهیں هوا کرتا کسي پیغمبر یا ولي سے منسوب هوا یا کسي پیغمبر کے زمانه میں هونا بیان هوا - تو اول هم اُسکے فی الحقیقت واقع هونے کا ثبوت تلاش کرینگے اور غالباً معتقدین معجزه و کرامت بهي اسمیں مختلف نهونگے هاں شاید انجام کو اسباب میں اختلاف هو که اُن کے نزدیک اُسکے وقوع کا کافي ثبوت هو اور همارے نزدیک نهو لیکن بفرض تسلیم اُس کے ثبوت کے هم دونوں اُس کے وقوع میں متفق هونگے *

اُس کے بعد هم غور کرینگے که اُس کا وقوع آیا کسي قانون قدرت کے مطابق هوا هی جو همکو اب تک معلوم هیں اگر اُسکا وقوع کسي معلومه قانون قدرت کے مطابق همکو معلوم هوا تو هم اُسکو اُس کي طرف منسوب کرینگے معتقدین معجزه و کرامت امر مذکوره پر غور و فکر کیئے بغیر اُسکو معجزه یا کرامت قرار دینگے *

اور اگر کوئي قانون قدرت اُس کے وقوع یا ظهور کا همکو معلوم نهو تو جوکه هم کو قرآن مجید نے یقین دلایا هی که تمام امور موافق قانون قدرت کے واقع هوتے هیں هم یهه کهینگے که ضرور اس کے لیئے بهي کوئي قانون قدرت هی جو هم کو معلوم نهیں هی — اور معتقدین معجزه و کرامات بغیر مذکوره بالا خیال کے اُس کو معجزه یا کرامت قرار دینگے اور اس صورت میں صرف نزاع لفظي یا اصطلاحي یا عقل و بے عقلي باقي رهجاتي هی *

هماري سمجهه میں کسي شخص میں معجزے یا کرامت کے هونے کا یقین کرنا ذات باري کي توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور نا کامل کردیتا هی اور اُس کا ثبوت پهر پرست و گور پرست لوگوں کے حالات سے جو اسوقت بهي موجود هیں اور صرف معجزه

کیا خدا کے سوا اور کسیکو پکاروگے اگر تم سچے ھو ۴۰

و کرامت کے خیال نے اُنکو پیرپرستی و گور پرستی کی رغبت دلائی ھی اور خداے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اُن کو رجوع کیا ھی اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز چڑھانا اور اُنکے نام کے نشانات بنانا اور جانوروں کی بھینٹ دینا سکھایا ھی بخوبی حاصل ھی – اسیوجھہ سے ھمارے سچے ھادی محمد رسول اللہ ﷺ اور ھمارے سچے خدا وحدہ لاشریک نے صاف صاف معجزات کی نفی کردی تاکہ توحید کامل بندوں کو حاصل ھو اور بندے خدا پر اس طرح یقین لاویں کہ لا الہ الا اللہ ھو واحد فی ذاتہ لاشریک لہ — لا الہ الا اللہ ھو واحد فی صفاتہ لا مثل و لاشبیہ ولا شریک لہ لا الہ الا الہ ھو المستحق للعبادت لاشریک لہ و ھذا اکمل الایمان باللہ و لھذا قال اللہ تعالی لحبیبہ محمد رسول اللہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا — و الحمد للہ الذی وھب لی ھذا الایمان ایمانا کاملا واطمئن قلبی بما الھمنی ربی والصلواۃ علی محمد والہ *

اکثر لوگوں کا خیال ھی کہ انبیاء پر ایمان لانا بسبب ظہور معجزات باھرہ کے ھوتا ھی مگر یہہ خیال محض غلط ھی انبیا علیہم السلام پر یا کسی ھادی باطل پر ایمان لانا بھی انسانی فطرت میں داخل اور قانون قدرت کے تابع ھی — بعض انسان از روے فطرت کے ایسے سلیم الطبع پیدا ھوتے ھیں کہ سیدھی اور سچی بات انکے دل میں بیٹھہ جاتی ھی وہ اُسپر یقین کرنے کے لیئے دلیل کے محتاج نہیں ھوتے باوجودیکہ وہ اُس سے مانوس نہیں ھوتے مگر اُنکا وجدان صحیح اُسکے سچ ھونے پر گواھی دیتا ھی اُنکے دل میں ایک کیفیت پیدا ھوتی ھی جو اُسبات کے سچ ھونے پر اُنکو یقین دلاتی ھی — یہی لوگ ھیں جو انبیاء صادقین پر صرف اُنکا وعظ و نصیحت سنکر ایمان لاتے ھیں نہ معجزوں اور کرامتوں پر – اسی فطرت انسانی کا نام شارع نے ھدایت رکھا ھی مگر جو لوگ معجزوں کے طلبگار ھوتے ھیں وہ کبھی ایمان نہیں لاتے اور نہ معجزوں کے دکھانے سے کوئی ایمان لاسکتا ھی خود خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ " اگر تو زمین میں ایک سرنگ ڈھونڈہ نکالے یا آسمان میں ایک سیڑھی لگالے تب بھی وہ ایمان نہیں لاینگے " اور ایک جگہہ فرمایا کہ " اگر ھم کاغذ پر لکھی ھوئی کتاب بھی بھیجدیں اور اُسکو وہ اپنے ھاتھوں سے بھی چھولیں تب بھی وہ ایمان نہیں لاینگے اور کہینگے کہ یہہ تو علانیہ جادو ھی " پس ایمان لانا صرف ھدایت (فطرت) پر منحصر ھی جیسےکہ خدا نے فرمایا " اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم " *

ھادی باطل پر جو لوگ ایمان لاتے ھیں اُنکے دل میں بھی غالباً اسی قسم کی کیفیت

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ
مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ
بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۴۲ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا
تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ
كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ
مُّبْلِسُوْنَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۵ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ
اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶

پیدا هوتي هی اور اُسکا سبب یهی اُنکی فطرت هوتی هی جو هدایت کی طرف مائل هی سیدهي طرف مائل هی نهیں هوتی اور اسی طرف خدا نے اشارہ کیا هی جهاں فرمایا هی « من یشاءالله یضلله و من یشاء یجعله علی صراط مستقیم (الانعام) اور اکثر یهه هوتا هی که دین آبائی کا اور سوسیتی کا ایسا بوجهه اُنکي طبیعتوں پر هوتا هی که سیدهي بات کے دل میں آنیکي جگهه هي نهیں رهتی اور کبهي یهه هوتا هی که منچلي بالطبع هوکر اُس بات پر غور نهیں کرتے اور اسي کي طرف خدا نے اشارہ کیا هی جهاں فرمایا هی که « جسکو فمن یرد الله ان یهدیه یشرح خدا چاهتا هی که هدایت کرے اُسکا دل اسلام کے لیئے صدره للاسلام و من یرد ان یضله (یعني سیدهي راه پر چلنے کے لیئے) کهول دیتا هی اور

بلکہ اُسیکو پکاروگے پھر جس مصیبت کے لیئے اُسکو پکارتے ہو اگر چاہے تو دور کردیتا ہی اور تم جنکو اُسکا شریک بناتے ہو بھول جاتے ہو (۴۱) اور بیشک ہم نے بھیجا تجھسے پہلے لوگوں کے پاس پھر ہم نے اُنکو پکڑا عذاب اور مصیبت سے شاید کہ وہ عاجزی کریں (۴۲) پھر کیوں نہ اُنھوں نے عاجزی کی جبکہ اُنکے پاس ہمارا عذاب آیا ولیکن سخت ہوگئے اُنکے دل اور اچھا دکھلایا اُنکو شیطان نے جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے (۴۳) پھر جب وہ بھول گئے جو ہمنے اُنکو نصیحت کی تھی کھول دیئے ہمنے اُنپر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوگئے اُس چیز سے جو اُنکو دی گئی پکڑلیا ہمنے اُنکو دفعتاً پھر اب وہ نا امید تھے (۴۴) پھر کاٹی گئی جڑ اُس قوم کی جسنے ظلم کیا اور سب تعریف اللہ کے لیئے ہی پروردگار عالموں کا (۴۵) کہدے (اے پیغمبر) کیا تمنے دیکھا ہی اگر اللہ تمہاری سماعت اور بصارت لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے تو کونسا خدا ہی سوائے اللہ کے جو تمکو وہ پھر لادے دیکھہ کس طرح ہم بیان کرتے ہیں نشانیوں کو پھر وہ پھرے رہتے ہیں (۴۶)

یجعل صدرہ ضیقاً حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایومنون (الانعام آیت ۱۲۵) — جسکو خدا گمراہ کرنا چاہتا ہی تو اُسکے دل کو تنگ اور ایسا دق کردیتا ہی کہ سیدھی بات کے اختیار کرنیکو آسمان پر چڑھنے سے بھی زیادہ مشکل سمجھتا ہی اسی طرح خدا اُن پر برائی ڈالتا ہی جو ایمان نہیں لاتے" ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے ہدایت پانے یا گمراہ ہونے کو اپنا فعل قرار دیا ہی اسکا سبب یہہ ہی کہ خدا جو فاعل حقیقی ہی ہمیشہ تمام چیزوں کو جو ظہور میں آتی ہیں اپنی طرف نسبت کرتا ہی اسی طرح ان آیتوں میں بھی انسان کے فطرتی افعال کو اپنی طرف نسبت کیا ہی مگر درحقیقت یہہ بیان انسان کی فطرت کا ہی اور بس *

قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ
اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
وَ مُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا
يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ
الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى
اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾
وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَ كَذٰلِكَ
فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ
بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ

کہدے (اے پیغمبر) کیا تم نے دیکھا ہی کہ اگر تم پر خدا کا عذاب دفعتاً یا جتلا کر آوے
تو کیا ظالموں کی قوم کے سوا اور کوئی مارے جاوینگے ۴۷ اور ہم نہیں بھیجتے پیغمبروں کو مگر
بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پھر جو کوئی ایمان لایا اور اچھے کام کئیے پھر اُنکو کچھہ ڈر
نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے ۴۸ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو چھوئے گا اُنکو
عذاب بسبب اسکے کہ وہ فاسق تھے ۴۹ کہدے (اے پیغمبر) کہ نہ میں تمکو یہہ کہتا ہوں
کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں
تمکو یہہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں نہیں پیروی کرتا مگر اُسکی جو وحی دی گئی
ہی مجھکو — کہدے کہ کیا اندھے اور آنکھوں سے دیکھنے والے برابر ہیں پھر کیا تم غور نہیں
کرتے ۵۰ اور ڈرا اُس (وحی) سے اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں کہ اُٹھہ کئیے جاوینگے اپنے
پروردگار کے پاس کہ نہیں ہی اُنکے لیئے سوا اُسکے یعنی (پروردگار کے) کوئی دوست اور
نہ کوئی سفارش کرنے والا تاکہ وہ پرہیزگاری کریں ۵۱ اور نہ نکالدے (اپنے پاس سے) اُن
لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام طلب گاری کرتے ہیں اپنے پروردگار کے
منہہ (یعنی اُسکی ذات پاک) کی نہ تجھہ پر اُنکے حساب میں سے کچھہ ہی اور نہ
تیرے حساب میں سے اُن پر کچھہ ہی کہ تو اُنکو نکالدے پھر ہووے تو ظالموں میں سے ۵۲
اور اسیطرح ہمنے فتنہ میں ڈالا ہی بعض کو بسبب بعض کے کہ کہتے ہیں کیا ہم میں سے
یہی لوگ ہیں جنپر خدا نے انعام کیا ہی — کیا خدا نہیں ہی جاننے والا شکر کرنے والونکو ۵۳

اور جسوقت تیرے پاس وہ لوگ آویں جو

يؤمنون بايتنا فقل سلم عليكم كتب ربكم على نفسه
الرحمة انه من عمل منكم سوء بجهالة ثم تاب من بعده
و اصلح فانه غفور رحيم (٥٤) و كذلك نفصل الايت
و لتستبين سبيل المجرمين (٥٥) قل اني نهيت ان
اعبد الذين تدعون من دون الله قل لا اتبع اهواءكم قد
ضللت اذا و ما انا من المهتدين (٥٦) قل اني على بينة
من ربي و كذبتم به ما عندي ما تستعجلون به
ان الحكم الا لله يقص الحق و هو خير الفاصلين (٥٧)
قل لو ان عندي ما تستعجلون به لقضي الامر بيني
و بينكم والله اعلم بالظلمين (٥٨) و عنده مفاتح الغيب
لا يعلمها الا هو و يعلم ما في البر والبحر و ما تسقط
من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمت الارض ولا رطب
ولا يابس الا في كتب مبين (٥٩) و هو الذي يتوفكم
باليل و يعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل

ھماري نشانیوں پر ایمان لائے ھیں تو تو کہہ سلامتي ھو تمپر تمھارے پروردگار نے لکھہ لي ھی اپنے آپ پر رحمت که جو کوئي تم میں سے نادانسته برا کام کرے پھر اُسکے بعد توبه کرے اور اچھے کام کرے تو بیشک وہ بخشنے والا ھی رحم والا (۵۴) اور اسي طرح ھم نشانیوں کو بیان کرتے ھیں اور تاکه ظاھر ھوجاوے راہ گنہگاروں کي (۵۵) کہدے که بیشک مجھکو منع کیا گیا ھی که میں اُنکي عبادت کروں جنکو خدا کے سوا تم پکارتے ھو — کہدے که میں تابع داري نہیں کرتا تمھاري خواھشوں کي، بیشک میں گمراہ ھوجاؤنگا اُسوقت اور نه ھونگا میں ھدایت پائے ھوؤں میں سے (۵۶) کہدے که بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس سے صریح دلیل رکھتا ھوں اور تم نے اُسکو جھٹلایا — میرے پاس وہ چیز نہیں ھی جسکي تم جلدي کرتے ھو، نہیں ھی حکم مگر الله کو بیان کرتا ھی سچ کو اور وہ بہت اچھا فیصله کرنے والا ھی (۵۷) کہدے که اگر میرے پاس وہ چیز ھوتي جسکے لیئے تم جلدي کرتے ھو تو البته اس امر کا مجھہ میں اور تم میں فیصله ھوجاتا اور الله جاننے والا ھی ظالموں کو (۵۸) اور اُسکے پاس غیب کي کنجیاں ھیں اُنکو کوئي نہیں جانتا بجز اُسکے اور وہ جانتا ھی جو کچھه جنگل میں ھی اور دریا میں اور نہیں گرتا کوئي پته مگر که وہ اُسکو جانتا ھی اور نه کوئي دانه زمین کے اندھیروں میں اور نه کوئي رطب اور نه کوئي یابس مگر وہ ھی بیان کرنے والي کتاب میں (یعني علم † الهي) میں (۵۹) وہ وہ ھی جو مارڈالتا ھی تمکو (یعني سولا دینا ھی) رات میں اور جانتا ھی جو کمایا ھی تمنے دن میں پھر تمکو اوٹھاتا ھی اُس میں (یعني دنمیں) تاکه پورا کیا جاوے وقت

---

† قال الرازي — ان ذالك الكتاب المبين هو علم الله تعالى لا غيرو هذا هو الاصوب (تفسير كبير)

مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٦٠ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝٦١ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝٦٢

---

۶۱ (و یرسل علیکم حفظة) اس آیت کی تفسیر میں ہمارے علماء نے عجیب باتیں لکھی ہیں — اول تو انہوں نے اس آیت کے ان لفظوں سے " و یرسل علیکم حفظة " اور قرآن مجید کی اور آیتوں کے ان الفاظ سے " معقبات من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امر اللہ " اور ان الفاظ سے " ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید " اور ان الفاظ سے " و ان علیکم لحافظین کراماً کاتبین " یہہ قرار دیا ہی کہ ہر انسان کے ساتھہ انسان سے خارج اسکے نگہبان فرشتے متعلق ہیں جو ملایکہ حفظہ کے نام سے موسوم ہیں *

مگر اسی آیت میں یہہ الفاظ بھی ہیں کہ " حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا " تو اسپر یہہ بحث پیش آئی کہ یہہ فرشتے مارڈالنے والے وہی حفظہ ہیں جو آخر کو قتلہ ہوگئے یا انسے علاحدہ ہیں — بعضوں کا یہہ قول ہی کہ یہہ قتلہ وہی حفظہ ہیں اور اکثر کا قول ہی کہ نہیں قتلہ حفظہ سے علاحدہ ہیں اور اسی قول کو راجح قرار دیا ہی *

اسکے بعد جو اس آیت میں یہہ الفاظ ہیں کہ " ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق " یہہ قرار دیا ہی کہ جب انسان مرجاتا ہی تو یہہ قتلہ فرشتے بھی مرجاتے ہیں اور خدا کے پاس لیجائے جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ فرشتے نہیں لیجائے جاتے بلکہ آدمی جو مرتے ہیں وہ لیجائے جاتے ہیں — مگر کسی مفسر نے یہہ نہیں لکھا کہ اگر یہہ حفظہ و قتلہ فرشتے جو ہر ایک انسان پر متعین ہیں اگر وہ بھی انسان کے ساتھہ نہیں مرتے تو پھر کیا کیا کرتے ہیں خدا تعالی انکو کسی اور خدمت پر متعین کرتا ہی یا وہ یوں ہی خالی بیٹھے رہتے ہیں *

مفسرین کو اس آیت میں ایک اور بڑی مشکل پیش آئی ہی — قرآن مجید میں آیا ہی " اللہ یتوفی الانفس حین موتہا " اور ایک جگہہ فرمایا ہی " ہو الذی خلق الموت والحیات " پس ان آیتوں سے اسبات پر نص صریح ہی کہ انسان کو مارڈالنے والا خود خدا

معین پھر اُسیکے پاس تمکو پھر جانا ھی پھر تمکو بتلاویگا جو کچھہ تم کرتے تھے (۶۰) وھی زبردست ھی اوپر اپنے بندوں کے اور بھیجتا ھی تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آتی ھی تم میں سے ایک کو موت تو اُسکو مار ڈالتے ھیں ھمارے بھیجے ھوئے اور وہ تقصیر نہیں کرتے (۶۱) پھر وہ لیجائے جاتے ھیں اللہ کے پاس جو اُنکا مالک ھی برحق ھاں اُسیکے لیئے حکم ھی اور وہ بہت جلد حساب لینے والوں میں ھی (۶۲)

ھی پھر ایک جگہہ فرمایا ھی کہ "قل یتوفاکم ملک الموت" اس سے معلوم ھوتا ھی کہ ملک الموت انسان کی روح قبض کرتا ھی — اور اس آیت سے معلوم ھوتا ھی کہ جو فرشتے انسان پر متعین ھیں وہ انسان کو مار ڈالتے ھیں — ان سب باتوں پر نہایت لنبی لنبی بحثیں ھمارے علماء نے لکھی ھیں جنکے اعادہ کی گنجایش ھماری اس تفسیر میں نہیں ھی مگر یہہ سب خیالات ھیں جو مفسرین نے حسب عادت پیدا کئے ھیں قرآن مجید ایسے دور ازکار خیالات سے پاک ھی — اگرچہ قرآن مجید میں حفظہ کا موصوف محذوف ھی اور مفسرین نے ملایکہ کو اُسکا موصوف محذوف قرار دیا ھی مگر ھم کو اس پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ھی کیونکہ ملائکہ کے وجود سے ھمکو انکار نہیں ھی جسقدر اختلاف ھی وہ صرف اُنکی حقیقت و ماھیت کی نسبت ھی اور علی الخصوص قرآن مجید میں جو لفظ ملایک و ملایکہ آیا ھی اُسکی مراد کی نسبت ھی جسکو ھم متعدد جگہہ بیان کرچکے ھیں پس ھم بھی ملایکہ ھی کو اُسکا موصوف محذوف تسلیم کرتے ھیں مگر ملایک حفظہ کوئی جداگانہ مخلوق انسان سے نہیں ھیں اور نہ ملایک قتلہ جداگانہ مخلوق ھیں بلکہ جو قوا کہ انسان میں خدا نے پیدا کیئے ھیں اور جو باعث حیات انسان ھیں وھی ملایک حفظہ ھیں اور جب موت آتی ھی تو وھی قوا ایسے مختل ھوجاتے ھیں کہ انسان مرجاتا ھی اور اسی فطرت انسانی کا اس آیت میں خدا تعالی نے ذکر کیا ھی *

چار طبع مخالف و سرکش * چند روزے بوند باھم خوش
چوں یکے زین چھار شد غالب * جان شیرین برآید از قالب

ملایکہ کی بحث میں ھم نے لکھا ھی کہ قرآن مجید میں ملایکہ کا اطلاق اُنھی قوا پر ھوا ھی جو خدا نے انسان میں اور اپنی دیگر مخلوقات میں پیدا کیئے ھیں نہ کسی ایسے جسم پر جو خارج از انسان پیدا ھوا ھو پس حفظہ کا موصوف خواہ ملایکہ کو قرار دو خواہ قوا کو دونوں صورتوں میں مطلب واحد ھی *

قل من ينجيكم من ظلمت البر والبحر تدعونه تضرعا
و خفية لئن انجنا من هذه لنكونن من الشكرين ﴿٦٣﴾
قل الله ينجيكم منها و من كل كرب ثم انتم تشركون ﴿٦٤﴾
قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم
او من تحت ارجلكم او يلبسكم شيعا و يذيق بعضكم
باس بعض انظر كيف نصرف الايت لعلهم يفقهون ﴿٦٥﴾
و كذب به قومك و هو الحق قل لست عليكم بوكيل
لكل نبا مستقر وسوف تعلمون ﴿٦٦﴾ و اذا رايت الذين
يخوضون في ايتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا في
حديث غيره و اما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد
الذكرى مع القوم الظلمين ﴿٦٧﴾ وما على الذين يتقون من
حسابهم من شيء ولكن ذكرى لعلهم يتقون ﴿٦٨﴾ و ذر الذين
اتخذوا دينهم لعبا و لهوا و غرتهم الحيوة الدنيا و ذكر
به ان تبسل نفس بما كسبت ليس لها من دون الله

کون تمکو نجات دیتا هی جنگلوں اور دریاؤں کے اندهیروں سے پکارتے هو اسکو گڑگڑاکر اور
چپکے سے که اگر همکو ان سے نجات دیگا تو بیشک هم شکر کرنے والوں میں سے هونگے (63)
کهه که الله تمکو ان سے نجات دیتا هی اور هر سختی سے پهر تم شرک کرتے هو (64) کهدے
که وه قادر هی اسبات پر که تم پر عذاب بهیجے ایک عذاب تمهارے اوپر سے یا تمهارے پاؤں
کے نیچے سے (یعنی آفت سماوی یا ارضی) یا تمکو مختلف گروهوں میں کردے اور مزا چکهادے
تمهارے ایک گروه کو دوسرے کی لڑائی کا ؛ دیکهه کس طرح هم بیان کرتے هیں نشانیوں کو
تاکه وه سمجهیں (65) اور جهٹلایا اسکو تیری قوم نے حالانکه وه سچ هی ؛ کهدے که میں نهیں
هوں تم پر وکیل هر چیز کی قرارداد کے لیئے وقت هی اور عنقریب هی که تم جانوگے (66)
اور جب تو ان لوگوں کو دیکهے جو بیهوده طرح سے جهگڑتے هیں هماری نشانیوں میں تو انسے
اعراض کر یہاں تک که جهگڑنے لگیں اسکے سوا اور کسی بات میں اور اگر تجهکو شیطان
بهلادیوے تو مت بیٹهه یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتهه (67) اور جو لوگ پرهیزگار هیں
کسی چیز کا انپر انکا (یعنی کافروں کے کاموں کا) ذمه نهیں هی ولیکن نصیحت کردینا هی
تاکه وه پرهیزگاری کریں (68) اور چهوڑ دے ان لوگوں کو جنهوں نے اپنے دین کو کهیل و تماشا
کر رکها هی اور دنیا کی زندگی نے انکو دهوکا دیا هی اور نصیحت کر ساتهه اسکے که هلاکت
میں پڑیگی هر ایک جان به سبب اسکے جو کمایا هی ؛ نهیں هی اسکے لیئے سواے خدا کے

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيعٌ وَّاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا
اُولٰئِکَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ
وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (٧٠) قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا
اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗ
اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ
هُوَالْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (٧١) وَ اَنْ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَ هُوَالَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (٧٢)
وَهُوَالَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ
كُنْ فَيَكُوْنُ (٧٣)

---

(٧٣) (وهوالذي) اس آیت میں جس بات پر غور کرنی هی وه یهه هی که "کن فیکون" سے کیا مراد هوتی هی - امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں اسي آیت کي تفسیر میں لکھا هی که خدا کا جو یهه قول هی که کن فیکون نه تو اس سے مراد کسي کي طرف خطاب کرنا هی اور نه حکم دینا هی اسلیئے که اگر یهه امر معدوم چیزوں کے لیئے هو تو وه تو محال هی اور اگر موجود چیزوں کے لیئے هو تو موجود

ليس المراد بقوله كن فيكون
خطاب و امر لان ذلك الامر ان
كان للمعدوم فهو محال و ان كان
الموجود فهو امر بان يصير

کوئي دوست اور نه کوئي بخشوانے والا اور اگر بدلا دیوے کتنا هي بدلا تو اُس سے کچهه بهي

نهيں ليا جاويگا ' يهه وهي لوگ هيں جو هلاکت ميں پڑے هيں بسبب اُسکے جو اُنهوں نے

کمايا هی اُنکے ليئے هی پينا کهولتے هوئے پاني کا اور عذاب دکهه دينے والا بسبب اسکے که وه

کفر کرتے تهے (٦٩) کهدے (اے پيغمبر) که کيا هم پکاريں الله کے سوا اُسکو جو نه همکو نفع دے

اور نه ضرر پهونچاوے اور هم اپني ايڑيوں کے بل اُلٹے پلٹيں بعد اسکے که خدا نے همکو

هدايت کي ـــ مثل اُس شخص کے جسکو شياطين نے مخبوط کرديا هو اور زمين پر حيران

ره گيا هو ـــ اُسکے دوست هيں اُسکو سيدهي راه پر بلاتے هيں که همارے پاس چلا آ ـــ

کهدے که خدا هي کي هدايت هدايت هی اور همکو حکم ديا گيا هی که هم پروردگار عالموں کے

مطيع هوں (٧٠) اور يهه (حکم ديا گيا هی) که قايم رکهو نماز کو اور اُس سے (يعني خدا

سے) ڈرو وه وه هی جسکے پاس ليجائے جاؤگے (٧١) وه وه هی جس نے درستي سے پيدا کيا

آسمانوں کو اور زمين کو اور جس دن کهيگا که هو پهر هوجاويگا (٧٢)

الموجود موجودا وهو محال بل المراد منه التنبيه على نفاذ قدرته و مشيئته في تكوين الكائنات و ايجاد الموجودات
(تفسير كبير)

چيزوں کو کهنا هوگا که موجود هو جاؤ اور يهه بهي محال هی بلکه اُس سے مراد جتلانا هی که خدا کي قدرت اور خواهش تمام کائنات کے هونے اور موجودات کے ايجاد پانے ميں نافذ هی " ـــ پس جو لوگ که يهه سمجهتے هيں که ان لفظوں کے لغوي معني هي مراد هيں يهه اُنکي غلطي هی اور اس امر کے محقق هونے ميں که ـ خدا جو کچهه کرتا هی اُسي قانون قدرت کے مطابق

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَ لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

کرتا ھی جو اُس نے اِن جھنڈوں کے سرخرو ھونیکے لیئے بنایا ھی — کچھہ تخلل واقع نہیں ھوتا *

(۵۵) (انعام ۔ ۔ ۔) یہ صور پھونکنا قرآن مجید میں بہت جگہه یہ ذکر آیا ھی — سورہ انعام میں ھی یوم ینفخ فی الصور (۷۳) سورہ کہف میں ھی و نفخ فی الصور فجمعناهم جمعا (۹۹) سورہ طه میں ھی یوم ینفخ فی الصور و نحشر المجرمین یومئذ زرقا (۱۰۲) سورہ مومنون میں ھی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساءلون (۱۰۱) سورہ نمل میں ھی و یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات و من فی الارض (۸۹) سورہ یسین میں ھی و نفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون (۵۱) سورہ زمر میں ھی و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض (۶۸) سورہ ق میں ھی و نفخ فی الصور ذلک یوم الوعید (۱۹) سورہ الحاقه میں ھی فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة (۱۳) سورہ نباء میں ھی یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا (۱۸) سورہ مدثر میں ھی فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر (۹) *

اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ تمام آیتوں میں قیامت کے حال سے مطلب ھی اور ان میں اُس دن کا ذکر ھی جبکہ تمام دنیا [illegible] مگر ابو عبیدہ کا قول ھی کہ صور جمع ھے صورت کی اور اُس سے مراد مردوں میں روح پھونکنے سے ھی اگر اس رائے کو تسلیم نہ کیا جاوے تو ان آیتوں میں سے اکثر جگہه صور کے لفظ کے متعارف معنوں کے لیئے کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر ھم تسلیم کرتے ھیں کہ ان سب آیتوں میں صور کے لفظ سے وھی آلہ مراد ھی جسکو بھونپو — سنکھه — تُرئی — قرنا — ترم — بگل — کہتے ھیں اور جس میں پھونکنے [illegible] سے آواز نکلتی ھی *

تاریخ کے تفحص سے معلوم ھوتا ھی کہ بہت قدیم زمانہ میں یعنی حضرت موسیٰ کے وقت سے بھی بہت پہلے لڑائی کے لیئے لوگوں کے جمع کرنیکو آگ جلانے کا رواج تھا پہاڑوں پر اور اونچے مقامات پر آگ جلاتے تھے اور گویا وہ پیغام تھا کہ سب آکر جمع ھو جاویں وہ علامت حشر لشکر کی تھی اور اب بھی بعض بعض پہاڑی قوموں میں یہه رسم پائی جاتی ھی *

لڑائی کے میدان میں غولوں کے کسی خاص طرف جمع کرنے یا حملہ کے لیئے محشور کرنیکا حکم پہونچانے میں دقت پڑتی ھوگی معلوم ھوتا ھی کہ مصریوں نے اس کام کے لیئے

اسکا کہنا درست ہی اسیکے لیئے بادشاہت ہی جس دن پھونکا جاویگا صور میں

مشعلوں کا جلانا اور مشعلوں کی روشنی کے ذریعہ سے لڑائی کے میدان میں غولوں کو حکم پہونچانا ایجاد کیا *

غالبا دن کو مشعلوں سے بخوبی کام نہ نکلتا ہوگا اسلیئے ایک ایسی چیز کی تلاش کی ضرورت پیش آئی جسکی بہت بڑی آواز ہو اور وہ آواز لڑائی کے میدان میں حکم پہونچنے کا ذریعہ ہو مصری ہی اسکے موجد ہوئے اور انہوں نے دریائی جانوروں کی ہڈی کے خول سے جس میں مثل گھونگے کے پیچ در پیچ ہوئے تھے اور جس میں پھونکنے سے نہایت سخت و شدید آواز نکلتی تھی یہہ کام لینا شروع کیا چنانچہ اب تک ہندو اسکا استعمال کرتے ہیں جو سنکھہ کے نام سے مشہور ہی *

بنی اسرائیل جب مصر میں تھے تو انہوں نے مصریوں سے اسکو اخذ کیا تھا اور جب وہ جنگل میں آوارہ اور پریشان ہوئے اور اس پہاڑی اور جنگلی ملک میں دریائی جانوروں کے خول میسر نہ تھے انہوں نے صحرائی جانوروں خصوصا مینڈھے یا دنبہ یا پہاڑی بکرہ کے سینگوں سے جو ٹیڑھے اور پیچدار ہوتے تھے اور جن میں پھونکنے سے ویسی ہی سخت و شدید آواز نکلتی تھی یہہ کام لینا شروع کیا صور کے معنی قرن یعنی سینگھہ کے ہیں — بعد اسکے جب زمانہ نے ترقی کرنا شروع کیا تو اسکو اور اشیاء مثل چاندی پیتل اور تانبے وغیرہ سے اور نہایت عجیب و پیچدار طور سے بنانے لگے *

توریت سفر خروج باب دہم میں لکھا ہی کہ خدا تعالی نے حضرت موسی کو حکم دیا کہ تو اپنے لیئے چاندی کے دو قرنا بنا جب تو ان دونوں کو بجاوے تو تمام لوگ خیمہ کے دروازہ پر جمع ہوجایا کریں — اور جب ایک کو بجاوے تو بنی اسرائیل کے سردار تیرے پاس آجایا کریں -- اور جب زور سے بجائی جاوے تو جن کے خیمے جانب مشرق ہوں وہ کوچ کرنا شروع کریں اور جب دو دفعہ زور سے بجائی جاوے تو جنکے خیمے جنوب کی جانب ہوں وہ کوچ کرنا شروع کریں — اور جب سب کو ایک جگہہ ٹھہرانا مقصود ہو تو دھیمی آواز سے بجایا جاوے اگر اپنے ملک میں اپنے دشمن سے جسنے تمپر زیادتی کی ہی لڑنے کو جاؤ تو قرنا کو بہت زور سے بجاؤ اور خوشی کے دنوں میں اور عیدوں کے دن اور ہر مہینہ کے شروع میں قربان گاہوں میں بجایا کرو اور ہارون کی اولاد اسکو بجایا کرے *

یرمیاہ اور عہد عتیق کی اور کتابوں سے پایا جاتا ہی کہ شہروں اور ملکوں سے لڑائی کے لیئے لوگوں کو جمع کرنیکو قرنا بجائی جاتی تھی چنانچہ یرمیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہی

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝٧٣

که " علم را در زمین برپا دارید کرنا را درمیان طوایف بنوازید در برابرش اقوام را زبده نمائید و بر ضدش ممالک آراراط و منی و اشکناز را آواز دهید و بر خلافش سرداران را نصب نموده اسپ هارا مثل ملخ برآورید " (باب ٥١ ورس ٢٧) *

اور ایک مقام میں لکها هی که " در یهوداه اخبار نموده و در اورشلیم مسموع گردانیده بگوئید که در زمین کرنا را بنوازید باواز بلند ندا کرده بگوئید که جمع آیند تاآنکه به شهرهائے مشهور درآئیم (باب ۴ ورس ٥) *

یهودیوں نے اپنے خیال میں خدا تعالی کے پاس بهي فرشتوں کي فوج کا هونا اور اُس میں درجه بدرجه سرداروں کا هونا تسلیم کیا تها اور اسي خیال سے فوج میں کام لینے کو فرشتوں کے پاس بهي صور یا قرنا کا هونا خیال کیا اور صور پهونکنے والے فرشتے قرار دیئے جن میں سب کا سردار اسرافیل فرشته هی *

عیسائیوں نے بهي اس خیال میں یهودیوں کي پیروي کي یوحنا حواري اپني مشاهدات میں لکهتے هیں که اُنهوں نے تین فرشتوں کو ترئي پهونکنے پر معین دیکها (باب ٨ ورس ١٣) *

یهودي اور عیسائي دونوں حشر اجساد کے اور سب مردوں کے ایک جگهه جمع هونے کے قائل تهے اُس حشر اور اجتماع کے لیئے اُسي خیال کے مطابق جسطرح وه لوگوں کو جمع کیا کرتے تهے اُنهوں نے صور کا پهونکا جانا تصور کیا اشعیاه نبي کي کتاب سے یهه خیال که قیامت کے شروع میں صور پهونکي جاویگي جابجا پایا جاتا هی — اور سینٹ پال نے اپنے پهلے خط کے باب پندرهویں میں جو کارنتهیوں کو لکها هی اس خیال کو بخوبي ظاهر کیا هی جهاں لکها هی که " هم سب ایک دم میں ایک پل مارنے میں پچهلي ترئي پهونکنے کے وقت مبدل هوجاوینگے که ترئي پهونکي جاویگي اور مردے اوتهینگے اور هم مبدل هوجاوینگے " *

همارے هاں کے علماء نے حسب عادت اپنے اس امر میں یهودیوں کي پیروي کي هی اور نفخ صور کے لغوي معني لیئے هیں اور جب اُنهوں نے لغوي معني لیئے تو ضرور هوا که صور کو بشکل معینه موجود اور اُسکے بجانے کے لیئے فرشتے قرار دیں — بعض بزرگوں نے یهاں تک یهودیوں کي پیروي کي هی که جس طرح توریت میں لکها هی که خدا نے موسیٰ کو چاندي کي دو صوریں بنانے کا حکم دیا تها اُنهوں نے بهي صور کو جوڑا قرار دیا هی که ایک کے بجانے سے ایک طرح کي اور دونوں کو ساتهه بجانے سے دوسري طرح کي آواز نکلیگي اور

جاننے والا هی چهپی اور کهلے کا اور وه حکیم هی خبر رکهنے والا ⑦③

اسپر حاشیه یهه چڑهایا که صور میں بقدر تعداد ارواحوں کے چهید هیں جیسے بانسلی میں هوتے هیں اور جب مردوں کے زنده کرنے کے لئے صور پهونکی جاویگی تو ارواحیں صور کے چهیدوں میں سے نکل پڑینگی — (دیکهو تفسیر کبیر سورة مدثر آیت ٨) *

مگر قران مجید میں جس طرح تنزه ذات باری کا اور اسکے کاموں کا بیان هی وه اس قسم کے خیالات کے کاینا مانع هی نفخ صور صرف استعاره هی بعث و حشر کا اور تبدل حالت کا جس طرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع هوجاتے هیں اور لڑنیکو کهڑے هوجاتے هیں اور گروه در گروه آموجود هوتے هیں اسی طرح بعث وحشر میں ارادة الله سے جس طرح که اس نے قانون قدرت میں مقرر کیا هوگا وقت موعود پر سب لوگ اوٹهینگے اور جمع هوجاوینگے اس حالت نفخ صور سے استعاره کیا گیا هی پس اس آیت سے یا قران مجید کی اور آیتوں سے یهه بات که فی الواقع کوئی صور بمعنی متعارف موجود هی یا موجود هوگی اور فی الواقع وه مثل صور متعارفه نے پهونکنے کے پهونکی جاویگی اور فی الواقع اسکو فرشتے لیئے هونگے اور وه اسکو پهونکینگے ثابت نهیں *

گو که تمام علماء اسلام صور کو ایک شی موجود فی الخارج اور اسکے لیئے پهونکنے والے فرشتے یقین کرتے هیں اور عموما مسلمانوں کا اعتقاد یهی هی مگر بعض اقوال انهی علماء کے ایسے پائے جاتے هیں جن میں صاف بیان هی که نفخ صور صرف استعاره اور تمثیل هی — تفسیر کبیر میں سورة طه کی تفسیر میں لکها هی که الله تعالی لوگوں کو آخرت کی باتیں اُن چیزوں کی مثالوں سے بتلاتا هی جو دنیا میں دیکهی جاتی هیں اور لوگوں کی عادت هی که کوچ کے وقت اور لشکروں میں بهونپو یعنی بوق یعنی صور بجاتے هیں — اور سورة مومنون کی تفسیر میں لکها هی که نفخ فی الصور استعاره هی اور اس سے مراد بعث و حشر هی — سورة نمل کی تفسیر میں لکها هی که جایز هی که یهه تمثیل هو مردوں کے بلانے کی ' بیشک اُن کا اپنی قبروں میں سے نکلنا لشکر کے نکلنے کی مانند هی جبکه وه صور کی آواز سنتے هی نکل کهڑا هوتا هی —

والله تعالی یعرف الناس من امور الاخرة بامثال ماشوهد في الدنیا و من عادة الناس النفخ في البوق عند الاسفار و في العساکر (طه)

ان النفخ في الصور استعارة والمراد منه البعث والحشر (مومنون)

یجوز ان یکون تمثیلا لدعاء الموتي فان خروجهم من قبورهم کخروج الجیش عند سماع صوت الالة (نمل)

پس جن عالموں کی یهه رائے هی وه بهی مثل همارے نه صور کے لغوی معنی لیتے هیں

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً

اور نه صور کے وجود في الخارج کو مانتے هیں اور نه اُسکے وجود کي اور نه اُسکے پهونکنے والوں کي ضرورت جانتے هیں — حشر اجساد کا مسئله قابل بحث کے هی هم اُسکي نسبت بهي کسي وقت بحث اَرواح کے بعد بحث کرینگے والله المستعان *

(و اذ قال ابراهیم لابیه آزر) اس آیت میں اور اُسکے بعد کي آیتوں میں حضرت ابراهیم کي نسبت جو حالات مذکور هیں اُن میں چند امر غور طلب هیں — اول یهه که آزر حضرت ابراهیم کے کون تهے قران مجید میں آزر کو حضرت ابراهیم کے اب کے لفظ سے تعبیر کیا هی مگر قران مجید میں باپ کا اطلاق باپ اور چچا دونوں پر آیا هی – قران میں هی که حضرت یعقوب کي اولاد نے کہا که " نعبد الهک و اله ابائک ابراهیم و اسمعیل و اسحق " حالانکه اسمعیل حضرت یعقوب کے چچا تهے اُنپر بهي یعقوب کے باپ کا اطلاق هوا هی — تفسیر کبیر میں بهي بعض اقوال لکهے هیں که اس آیت میں اب کا اطلاق عم پر هوا هی ظن غالب هی که حضرت ابراهیم کے باپ کا نام ترح تها — توریت سے پایا جاتا هی که ترح کے بهائي بهي تهے مگر توریت میں اُنکے نام نهیں بیان کیئے چنانچه کتاب پیدایش باب ١١ ورس ٢٤ و ٢٥ میں لکها هی که " و ناحور بست و نه سال زندگي نموده ترح را تولید نمود — و ناحور بعد از تولید نمودنش ترح یکصد و نوزده سال زندگاني نموده پسران و دختران را تولید نمود " ان آیتوں سے ترح کے بهائیوں یعني حضرت ابراهیم کے چچاوں کا هونا پایا جاتا هی *

علاوه اسکے توریت کے اُسي باب میں لکها هی که بعد اُن تمام واقعات کے جو حضرت ابراهیم پر اُنکے وطن " اور کسدیم " میں گذرے اُنهوں نے اپنے وطن کو چهوڑ دیا اور کنعان کي طرف روانه هوئے تو اُنکے ساتهه اُنکے باپ ترح بهي تهے اور اُنهوں نے بهي اُس ملک کو چهوڑ دیا تها چنانچه ورس ٣١ میں لکها هی که " ترح پسر خود ابرام و پسر پسر خود لوط پسر هاران و عروس خود ساری زن پسرش ابرام را برداشت و باهم دیگر از اور کلدانیان بقصد رفتن بزمین کنعن بیروں آمدند " پس یهه ایک دلیل اسبات کي هی که جس مباحثه کا قران مجید میں ذکر هی وه حضرت ابراهیم کے باپ سے نهیں هوا تها بلکه اب کا لفظ عم پر بطور اظهار محبت اور بزرگي چچا کے جنسے مباحثه پیش آگیا تها بولا گیا هی *

دوسرے یهه که جب حضرت ابراهیم نے یهه مباحثه کیا تو اُنکي عمر کیا تهي — اس امر کا تحقیق کرنا ناممکن هی کیونکه ان امور کي تحقیقات صرف توریت پر منحصر هی

اور جب کہا ابراهیم نے اپنے باپ (یعني چچا) آزر سے کہ کیا تونے ٹھہرایا هی بتوں کو خدا

نسخے توریت کے اسباب میں نہایت مختلف هیں عبري توریت سے معلوم هوتا هی که سنه دنیوي کے ۱۹۵۸ برس بعد حضرت ابراهیم پیدا هوئے تھے اور یوناني نسخه توریت سے جسکو سپتوایجنت کہتے هیں اُنکي پیدایش ۲۷۲۸ برس بعد سنه دنیوي کے اور سامري نسخه توریت سے ۲۵۹۸ برس بعد معلوم هوتي هی — عیسائي مورخوں نے ولادت حضرت ابراهیم کی ۲۰۰۸ برس بعد سنه دنیوي کے اور اُنکا اور کلدانیان سے نکلنا ۲۰۸۳ سنه دنیوي میں قرار دیا هی اور اس حساب سے اُسوقت اُنکي عمر پچھتر برس کي تھي مگر اس حساب پر اعتماد کرنے کي کوئي کافي وجهه نہیں هی *

قران مجید سے جہاں خدا نے فرمایا هی " قالوا سمعنا فتی یذکر هم یقال له ابراهیم " معلوم هوتا هی که اُس زمانه میں حضرت ابراهیم جوان تھے اور دوسري جگهه خدا نے فرمایا هی " و لقد اتینا ابراهیم رشده من قبل و کنا به عالمین " (سورۂ انبیاء آیت ۵۲) اور اسي آیت کے بعد اس مباحثه کا ذکر هوا هی — اس سے معلوم هوتا هی که قبل وقت مباحثه کے حضرت ابراهیم جوان اور رشید هوچکے تھے اور اُنکا دل الهامات رباني سے معمور تھا جسکے لیئے عموماً چالیس برس کي عمر خیال کي جاتي هی پس کچھه عجب نہیں هی که یهه واقعه اسي عمر کے قریب قریب واقع هوا هو *

مگر همارے علمائے مفسرین کو " فلما جن علیه اللیل " نے گھبرا دیا هی وہ سمجھے هیں که یهه پہلي دفعه تھي جو اُنہوں نے رات دیکھي تھي اور اسلیئے بے اصل قصه اپني تفسیروں میں لکھا هی که اُس زمانه کے بادشاہ کے خوف سے جس نے ایک خواب دیکھا تھا اور لڑکوں کے قتل کا اراده کیا تھا حضرت ابراهیم کي ماں نے اُنکے حمل کو چھپایا اور جب لڑکا پیدا هونے کا وقت آیا تو ایک پہاڑ کي کھو میں جاکر جنا اور اُسکا منهه پتھروں سے بند کردیا اور حضرت جبرئیل نے حضرت ابراهیم کي پرورش کي جب وہ اُسي پہاڑ کي کھو میں بڑے هوگئے تو اُس کھو میں سے پہلي دفعه رات کو ایک ستاره دیکھا پھر چاند دیکھا پھر سورج دیکھا *

مگر یهه خیال اور یهه قصه دونوں صحیح نہیں هیں حضرت ابراهیم کے ناحور اور هاران دو اور بڑے بھائي تھے اور حضرت ابراهیم سب سے چھوٹے تھے انسان کي فطرت میں هی که جب وہ کسي قوم میں پیدا هوتا هی تو یا تو اُسي قوم کي باتوں پر یقین کرتا هی اور اُسي قوم کے عقاید و اعمال کي پیروي کرنے لگتا هی یا اُس قوم کے افعال و اقوال کو تعجب

اِنّيْ اَرٰيكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (74)

وحدت کي نگاہ سے دیکھتا رہتا ہی نہ انہیں یقین کرتا ہی اور نہ اُن افعال میں شریک ہوتا ہی اور نہ اُسکے ذہن میں آتا ہی کہ اصل بات کیا ہی اور ایک تفکر اور سونچ کي حالت میں ایک زمانہ بسر کرتا ہی اور خدا کي ہدایت جو خدا نے انبیاء اور صلحا کي فطرت میں رکھي ہی اُسکي تائید کرتي رہتي ہی اسیطرف خدا نے اشارہ کیا ہی جہاں فرمایا ہی " کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض " اسي حالت میں ایک رات ستارہ اور چاند اور اُسکے بعد سورج دیکھہ کر حضرت ابراہیم کو وہ خیال آیا جو قران مجید میں مذکور ہی پس ضرور نہیں ہی کہ وہ رات پہلي ہي رات ہو جو اُنہوں نے دیکھي تھي *

تیسرے یہہ کہ " ملکوت السموات والارض " سے اور اُسکے دکھانے سے کیا مراد ہی علماء مفسرین نے اسکي نسبت بھي بہت سي رطب و یابس باتیں لکھي ہیں مگر خدا کي قدرت اور اُسکي عظمت اور وحدانیت پر یقین کرنے کے لیئے موجودات عالم اور اُسکي خلقت اور فطرت پر غور کرنے سے زیادہ یقین دلانے والي کوئي چیز نہیں ہی اسي وجہہ سے خدا تعالی نے جابجا قران مجید میں متعدد طریقہ پر وجود عالم سے صانع کے وجود پر استدلال کیا ہی پس خدا نے آسمان و زمین کي بادشاہت کي حقیقت حضرت ابراہیم کے دل پر کھولي جسکي ابتدا تارے و چاند و سورج کو رب خیال کرنا اور اُسکي انتہا " اني وجہت وجہي للذي فطرالسموات والارض " کہنا ہی اور اسي طرف خدا نے اشارہ کیا ہی جہاں فرمایا ہی " کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض " *

چوتھے یہہ کہ علماء اسلام کو ایک اور مشکل پیش آئي ہی کہ اُنکے اصول مقررہ کے موافق انبیاء کبھي اور کسي حال میں مرتکب شرک و کفر نہیں ہوئے پس کیونکر حضرت ابراہیم نے تارہ اور چاند اور سورج کو دیکھہ کر کہا کہ " ہذا ربي " اس شبہہ کے رفع کرنیکو اُنہوں نے متعدد طرح سے صعوبتیں اوٹھائي ہیں مگر یہہ امر نہایت صاف ہی جس میں کچھہ مشکل نہیں *

بلا شبہہ انبیا علیہم السلام کبھي مرتکب شرک و کفر کے نہیں ہوتے اُنکي فطرت ہي اس آلودگي سے پاک ہوتي ہی مگر قدیم زمانہ میں جو بت پرستي تھي اور جس شرک و کفر میں اُس زمانہ کے لوگ گرفتار تھے اُسکي حقیقت پر اول غور کرني لازم ہی — تمام مشرکین ذات باري کا کسیکو شریک نہیں قرار دیتے تھے بلکہ خدا کے سوا موجودات غیر مرئي اور اجرام سماوي کو مدبرات عالم اور مالک نفع و نقصان سمجھتے تھے اور اُنہي کے نام سے ہیاکل

بیشک میں تجھکو اور تیری قوم کو علانیہ گمراہی میں دیکھتا ہوں

اور اصنام بناکر اُنکی پرستش کرتے تھے اور اُنکو یقین تھا کہ اُنکی رضامندی و خوشنودی فائدہ بخش اور اُنکی ناراضی مضرت رساں ہی مگر کسی وجود غیر مرئی کو یا کسی کو اجرام سماوی میں سے صرف مدبر عالم خیال کرنا خواہ وہ خیال صحیح ہو یا غلط کفر و شرک نہیں ہوسکتا بلکہ کفر و شرک اُسوقت ہوتا ہی جبکہ اُس میں قدرت نفع و نقصان پہونچانے کی مانی جاوے یعنی یہہ سمجھا جاوے کہ اُس میں قدرت ہی کہ جب چاہے نفع پہونچاوے جب چاہے نقصان اور اسی خیال سے اُسکی پرستش کی جاوے — مثلاً مسلمانوں کا یہہ خیال کہ مینہہ کے برسانے والے فرشتے بادلوں پر متعین ہیں اور مینہہ برساتے پھرتے ہیں یا یہہ خیال کہ آفتاب فصول اربع کا باعث اور روئیدگی اور پھولوں اور پھلوں کا مدبر ہی نہ کفر ہی نہ شرک ہی لیکن جب آفتاب کی یا میگھہ راجہ کی نسبت یہہ اعتقاد کیا جاوے کہ اُنکو مینہہ برسانے یا نہ برسانے اور میوہ پکانے یا نہ پکانیکا اختیار ہی اور اُنکی رضامندی اُسکے لیئے مفید اور ناراضی مضرت رساں ہی اور اس خیال پر اُنکی پرستش کی جاوے تو وہ بلاشبہہ شرک و کفر ہی — نوح کے خاندان میں زیادہ تر اجرام علوی کے اصنام کی پرستش ہوتی تھی اسی وجہہ سے حضرت ابراہیم کا خیال ستارے اور چاند اور سورج پر ربّ یعنی مدبرات میں سے ہونیکا گیا نہ اله ہونیکا اور اُسکو بھی خدا کی ہدایت سے جو فطرت انبیاء میں ہی قرار نہوا پس صرف یہہ خیال شرک و کفر نہ تھا اور حضرت ابراہیم نے اُن میں سے کسی کی پرستش نہیں کی نہ اُن میں جب چاہیں نفع اور جب چاہیں مضرت پہونچانے کی قدرت یقین کی اسلیئے کسی طرح اُنکا اس معصیت میں مبتلا ہونا لازم نہیں آتا *

اس بیان کی تشریح بعد کی آیتوں سے بخوبی ہوتی ہی جہاں حضرت ابراہیم نے فرمایا ہی کہ " میں نہیں ڈرتا اُس سے جسکو تم خدا کے ساتھہ شریک کرتے ہو " پھر فرمایا کہ " کیونکر میں ڈروں اُس سے جسکو تم شریک کرتے ہو " یہہ اقوال صاف اسبات پر دال ہیں کہ جنکی نسبت حضرت ابراہیم نے ربی کہا تہا اُنکو مالک اور قادر نفع و نقصان پہونچانے پر نہیں مانا تھا *

پانچویں یہہ کہ اس آیت میں جو الفاظ " لیکون من الموقنین " ہیں زیادہ تر غور کے لایق ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے ابراہیم کو ملکوت السموات والارض اسلیئے دکھائیں تاکہ یقین کرنے والوں میں ہو — ہم اُن لوگوں کو جو بہ تقلید آبائی یا باطاعت کسی کے

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ
هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ
هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ
قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَآ اَخَافُ
مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

قول کي خدا پر يقين رکهتے هيں مومن پاک جانتے هيں مگر جو لوگ که بعد غور و فکر کے اور خدا کی قدرتوں اور صنعتوں پر غور و فکر کرکے خدا پر يقين لاتے هيں وه نهايت اعلی درجه پر هوتے هيں جنکا يقين پورا کامل يقين هوتا هی اور کسيطرح زايل نهيں هوسکتا اسي سبب سے خدا نے حضرت ابراهيم کو ملکوت السموات والارض دکهانيکا مقصد يهه بتلايا که " ليکون من الموقنين " *

همارا يهه يقين و تجربه هی که انسان کو جسقدر علم فطرت — قوانين قدرت — علم السماء والافلاک — بڑهتا جاتا هی اور نيچرل سينس - علوم طبيعات حقه ميں جسقدر اسکي واقفيت اور مهارت زياده هوتي جاتي هی اسيقدر اسکو خدا کے وجود کا يقين اور اسکي

اور اسي طرح ہم ابراہیم کو دکھلاتے تھے بادشاہت آسمانوں کي اور زمین کي تاکہ وہ ہووے یقین کرنے والوں میں سے (75) پھر جب اُسپر رات چھا گئي اُس نے ایک تارے کو دیکھا — کہا یہہ ہی میرا پروردگار پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں دوست نہیں رکھتا ڈوب جانے والوں کو (76) پھر جب دیکھا چاند کو چمکتا ہوا کہا یہہ ہی میرا پروردگار — پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا کہ اگر میرا رب مجھکو ہدایت نہ کریگا تو بےشک میں گمراہوں کي گروہ میں سے ہوجاؤنگا (77) پھر جب دیکھا سورج کو چمکتا ہوا کہا یہہ ہی میرا پروردگار یہہ ہی سب سے بڑا پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے میري قوم میں بےشک بیزار ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو (78) بےشک میں نے متوجہ کیا اپنے منہہ کو اُسکي طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو دلي یقین سے اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے (79) اور حجت کي اُس سے اُسکي قوم نے اُس نے کہا کہ کیا تم حجت کرتے ہو میرے ساتھہ اللہ میں اور بےشک اُس نے مجھکو ہدایت کي ہی اور میں نہیں ڈرتا اُس سے جسکو تم اُسکے ساتھہ شریک کرتے ہو مگر یہہ کہ اگر چاہے میرا خدا کسي امر کو ' پھیلا ہوا ہی میرے پروردگار کا علم ہر چیز پر

قدرت و عظمت اور شان الوہیت اور استحقاق معبودیت کا دل میں زیادہ نقش ہوتا جاتا ہی ولله در من قال *

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

پس یہي قوانین قدرت لا اف نیچر تھے جو زبان شرع میں ملکوت السموات والارض سے تعبیر کیئے گئے ہیں اور جنکو خدا نے حضرت ابراہیم کو دکھایا تھا یا یوں کہو کہ سمجھایا تھا اور جسکي بدولت اُنہوں نے " لیکون من الموقنین کا خطاب پایا *

چھٹے یہہ کہ یہہ مباحثہ حضرت ابراہیم کا جو قران میں مذکور ہی توریت میں نہیں ہی توریت میں کسي واقعہ کا نہونا اُس کے عدم وقوع کي دلیل نہیں ہوسکتا *

أفلا تتذكرون (٨٠) وكيف أخاف ما أشركتم ولا تخافون أنكم
أشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطنا فأي الفريقين أحق
بالأمن إن كنتم تعلمون (٨١) الذين امنوا ولم يلبسوا ايمنهم
بظلم أولئك لهم الأمن وهم مهتدون (٨٢) وتلك حجتنا
اتينها ابرهيم على قومه نرفع درجت من نشاء إن ربك
حكيم عليم (٨٣) ووهبنا له إسحق ويعقوب كلا هدينا
ونوحا هدينا من قبل ومن ذريته داوود وسليمن
وأيوب ويوسف وموسى وهرون وكذلك نجزي
المحسنين (٨٤) وزكريا ويحيى وعيسى وإلياس كل
من الصلحين (٨٥) وإسمعيل واليسع ويونس ولوطا
وكلا فضلنا على العلمين (٨٦) ومن ابائهم وذريتهم
وإخونهم واجتبينهم وهدينهم إلى صراط مستقيم (٨٧)
ذلك هدى الله يهدي به من يشاء من عباده ولو أشركوا
لحبط عنهم ما كانوا يعملون (٨٨) أولئك الذين اتينهم

پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے (٨٠) اور کیونکر میں ڈروں اُس سے جسکو تم شریک کرتے ہو اور تم نہیں ڈرتے اس سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کے ساتھہ اُسکو جسکے لیئے کوئی دلیل تم پر اوتاری نہیں گئی ہی — پھر دونوں فرقوں میں سے کون زیادہ امن کا مستحق ہی اگر تم جانتے ہو (٨١) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (یعنی شرک) میں نہیں ملایا ہی ، وہی لوگ ہیں کہ اُنکے لیئے امن ہی اور وہ ہی ہدایت پائے ہوئے ہیں (٨٢) اور یہہ ہماری دلیلیں ہیں ہم نے اُنکو ابراہیم کو اُسکی قوم پر کرنیکو دی تھیں ہم بلند کردیتے ہیں درجے جسکے چاہتے ہیں بے شک تیرا پروردگار حکمت والا ہی جاننے والا (٨٣) اور ہم نے اُسکو دیا اسحق اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے اُس سے پہلے ہدایت کی اور اُسکی (یعنی ابراہیم کی) اولاد میں سے ہیں داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو (٨٤) اور زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس ہر ایک نیک لوگوں میں سے تھے (٨٥) اور اسمعیل اور یسع اور یونس اور لوط ہر ایک کو ہمنے بزرگی دی عالموں پر (٨٦) اور اُنکے باپوں اور اُنکی اولادوں اور اُنکے بھائیوں میں سے ہم نے اُنکو برگزیدہ کیا اور ہم نے اُنکو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کی (٨٧) یہہ ہی اللہ کی ہدایت ، ہدایت کرتا ہی اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہی ، اور اگر وہ شرک کرتے تو بے شک ملیا میٹ ہوجاتا اُن سے جو کچھہ کہ اُنہوں نے کیا تھا (٨٨) یہہ وہ لوگ ہیں کہ اُنکو ہم نے دی ہی

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ
وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكٰفِرِينَ (٨٩) أُولٰئِكَ الَّذِينَ
هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ
هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِينَ (٩٠) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ
قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ
الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسٰى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ
قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا
أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ (٩١)
وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٩٢) وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ
شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰى إِذِ
الظّٰلِمُونَ فِي غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰئِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ

کتاب اور حکمت اور نبوت پھر اگر یہہ لوگ اُسکے ساتھہ کفر کریں تو بے شک هم نے اُس کے لیئے مقرر کیا هی اور قوم کو که اُسکے ساتھہ کفر کرنے والے نہیں هیں (۸۹) یہہ وہ لوگ هیں جنکو الله نے هدایت کي هی پھر اُنھي کي هدایت کي پیروي کر — کہدے (لوگوں سے) که میں تم سے اُسپر کچھہ مال نہیں مانگتا ' یہہ نہیں هی مگر نصیحت عالموں کے لیئے (۹۰) اور نہیں قدر کي الله کي جیسا حق اُسکي قدر کرنیکا تھا جب اُنہوں نے کہا که نہیں اوتاري هی الله نے کسي بندے پر کوئي چیز — کہدے که کس نے وہ کتاب اوتاري هی جسکو موسیٰ لایا هی ' نور اور هدایت لوگوں کے لیئے تم اُسکو کرتے ورق ورق اُنکو دکھاتے هو اور بہت سوں کو چھپاتے هو اور تمکو سکھایا گیا هی جو تم نہیں جانتے تھے ' تم اور نه تمھارے باپ ' کہدے الله نے - پھر اُنکو چھوڑدے اُنکي بیہودہ بحثوں میں کھیل کرتے (۹۱) اور یہہ کتاب هی که اِسکو همنے اُتارا هی برکت والي سچا بتانے والي اُس چیز کي جو اُسکے هاتھوں میں (یعني اُس کے آگے) هی تاکه تو مکه والوں کو اور جو اُس کے گرد هیں ڈراوے - اور جو لوگ ایمان لائے هیں آخرت پر بے شک ایمان لاتے هیں اُس پر (یعني هذا کتاب پر یعني قران پر) اور وہ اپني نماز کي محافظت کرتے هیں (۹۲) اور کون اُس شخص سے زیادہ ظالم هی جس نے بہتان باندھا الله پر جھوٹا - یا اُس نے کہا که وحي بھیجي گئي هی میرے پاس اور حقیقت میں اُس کے پاس کچھہ وحي نہیں بھیجي گئي اور اُس شخص سے جس نے کہا که اب میں اُتاروں گا مثل اُس کے جو الله نے اُتارا هی اور اگر تو دیکھے ظالموں کو جبکه وہ موت کي سختیوں میں هوں اور فرشتے اپنے هاتھہ پھیلائے هوئے هوں

اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ
تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾
وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ
مَا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ
مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ

که نکالو اپني جانیں ' آج کے دن تمکو بدلا دیا جاویگا رسوا کرنے والے عذاب کا بسبب
اُس کے جو تم کہتے تھے الله پر ناحق اور تم اُس کي نشانیوں سے سرکشي کرتے تھے (۹۳) اور
بے شک تم آئے ہو ہمارے پاس اکیلے جیسا که ہم نے تمکو اول دفعه پیدا کیا تھا اور تم نے
چھوڑ دیا جو کچھه ہمنے تمکو دیا تھا اپنے پیٹھوں کے پیچھے اور ہم نہیں دیکھتے تمھارے ساتھه
تمھارے شفاعت کرنے والے جنکو تم نے خیال کیا تھا که بے شک وہ تم میں (یعني تمھاري
بھلائي میں خدا کے ساتھه) شریک ہیں بے شک کٹ گیا تم میں کا علاقه اور کھو گیا تم سے
جسپر تم گھمنڈ رکھتے تھے (۹۴) بے شک الله پھاڑ کر اوگانے والا ہی بیجوں اور گٹھلیوں کا —
نکالتا ہی زندہ کو (یعني ہرے لہلہاتے درخت قوت نامیه سے بڑھنے والے کو) مردہ
(یعني خشک بیج اور گٹھلي) سے اور نکالنے والا ہی مردہ کا (یعني خشک دانے اور گٹھلی کا)
زندہ (یعني سبز لہلہاتے قوت نامیه رکھنے والے درخت) سے یہه ہی الله پھر کہاں پھٹکے جاتے
ہو (۹۵) پو کو پھاڑنے والا ہی (یعني رات کو پھاڑ کر سفیدہ صبح کو نکالنے والا ہی) اور بنایا
ہی رات کو آرام کے لیئے اور سورج اور چاند کو حساب کے لیئے یہه مقرر کیا ہوا ہی زبردست
جاننے والے کا (یعني خدا کا) (۹۶) اور وہ ہی جس نے تمھارے لیئے ستاروں کو بنایا ہی تاکه تم
اُن سے رسته پالو جنگل اور سمندر کے اندھیروں میں ' بے شک ہم نے به تفصیل نشانیاں
بیان کي ہیں اُن لوگوں کے لیئے جو جانتے ہیں (۹۷) اور وہ وہ ہی جس نے پیدا کیا تمکو
ایک جان سے پھر تمھارے لیئے ٹھیرنے کي جگھه ہی اور جاے امانت بے شک ہم نے به تفصیل
نشانیاں بیان کي ہیں اُن لوگوں کے لیئے جو سمجھتے ہیں (۹۸) اور وہ وہ ہی جس نے آسمان
سے پاني برسایا پھر ہم نے اُس سے ہر چیز کے پودے نکالے ' پھر ہم نے اُس سے نکالے ہرے
(پودے) اُس میں سے ہم نکالتے ہیں

حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْآ اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٩٩) وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ
وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يَصِفُوْنَ (١٠٠) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ
وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ (١٠١) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (١٠٢) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ
يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (١٠٣) قَدْ جَآءَكُمْ
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا
وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (١٠٤) وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا
دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (١٠٥) اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (١٠٦)

دانے کھچا کھچ اور کھجور کے درختوں کے گابھے میں سے خوشے لٹکتے ھوئے اور باغ انگور اور زیتون اور انار کے جو ایک سے ہی ھیں اور ایک سے بھی نہیں ' دیکھو اُس کے پھل کو جب پھلے اور اُس کے پکنے کو بے شک اس میں نشانیاں ھیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ھیں ۹۹ اور اُنھوں نے ٹھیرایا ھی اللہ کے لیئے شریک جنوں کو حالانکہ (خدا نے) اُن کو پیدا کیا ھی اور بہتان باندھی کی ھی اُس پر بیٹوں اور بیٹیوں کی بغیر جانتے کے وہ پاک ھی اُس سے جو وہ بیان کرتے ھیں ۱۰۰ پیدا کرنے والا ھی آسمانوں اور زمین کا کہاں سے ھوا اُس کے لیئے بیٹا اور نہیں ھی اُس کے لئیے کوئی جورا (خدا نے) پیدا کیا ھرچیز کو اور وہ ھر چیز کو جاننے والا ھی ۱۰۱ یہہ ھی اللہ پروردگار تمھارا نہیں ھی کوئی خدا مگر وہ پیدا کرنے والا ھر چیز کا پھر اُسکی عبادت کرو اور وہ ھرچیز پر نگھبان ھی ۱۰۲ نہیں پاتیں اُس کو نظریں اور وہ پاتا ھی نظروں کو اور وہ ھی مہربان خبر رکھنے والا ۱۰۳ بے شک آئی ھیں تمھارے پاس دلیلیں تمھارے پروردگار سے پھر جس نے اُن کو دیکھا تو اپنے (فائدہ کے) لیئے اور جو کوئی اُن سے اندھا ھوا تو اُس کا (نقصان) اُسی پر ھی اور ھم نہیں ھیں تم پر نگہبان ۱۰۴ اور اسیطرح ھم طرح طرح پر بیان کرتے ھیں نشانیوں کو اور تاکہ وہ کہیں کہ تونے سیکھہ لیا ھی (بصایر کو یعنی دلیلوں کو اپنے پروردگار سے) اور تاکہ ھم اُس کو بیان کریں اُن لوگوں کے لیئے جو جانتے ھیں ۱۰۵ تابعداری کر اُس کی جو وحی کی گئی ھی تجھکو تیرے پروردگار سے نہیں ھی کوئی خدا مگر وہ اور منہہ پھیرلے مشرکوں سے ۱۰۶

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ
اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ١٠٧ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ
عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ١٠٨
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمٰنِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا
قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ١٠٩ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ
يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيٰنِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ١١٠
وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا
عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ١١١ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا
يَفْتَرُوْنَ ١١٢ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اگر خدا چاھتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ھم نے تجھہ نہیں کیا ھی اُنپر نگہبان اور نہیں ھی تو اُنپر تعینات ١٠٧ اور مت گالی دو اُن لوگوں کو جو پکارتے ھیں (اور کسیکو) اللہ کے سوا پھر وہ اللہ کو گالی دینگے بے سمجھے اسیطرح ھمنے اچھا کر دکھایا ھی ھر گروہ کے لیئے اُنکے عمل کو پھر اُنکے پروردگار کے پاس اُنکو جانا ھی پھر اُنکو خبر دی جاویگی اُسکی جو وہ کرتے تھے ١٠٨ اور اُنہوں نے قسمیں کھائیں اللہ کی اپنی نہایت سخت قسمیں کہ اگر اُنکے پاس نشانی آوے تو اُسپر ایمان لاوینگے کہدے کہ اسکے سوا کچھہ نہیں کہ نشانیاں اللہ کے پاس ھیں اور (اے مسلمانوں) کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک جب وہ (یعنی نشانیاں) آوینگی تو وہ ایمان نہیں لاوینگے ١٠٩ اور ھم اولٹ دینگے اُنکے دلوں کو اور اُنکی نگاھوں کو جس طرح کہ وہ اُسپر ایمان نہیں لائے پہلی دفعہ اور ھم اُنکو چھوڑدینگے اُنکی گمراھی میں بھٹکتے ھوئے ١١٠ اور اگر ھم بے شبہہ اُنپر فرشتے اوتارتے اور مردے اُسسے باتیں کرتے اور ھم اُنکے پاس ھر چیز کو آمنے سامنے اکھٹا کردیتے تو بھی یہہ نہوتا کہ وہ ایمان لاتے مگر یہہ کہ چاھے اللہ و لیکن اُن میں کے اکثر جاھل ھیں ١١١ اور اسی طرح ھم نے کیا ھی ھر نبی کے لیئے دشمن انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو اُن میں کے بعضے بعضوں کے دلوں میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتے ھیں فریب دینے کو اور اگر تیرا پروردگار چاھتا تو وہ اسکو نکرتے پھر چھوڑدے اُنکو اور اُسکو جو کچھہ کہ وہ بہتان بندی کرتے ھیں ١١٢ اور تاکہ اُسکی طرف جھک جاویں اُن لوگوں کے دل جو ایمان نہیں لائے آخرت پر

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي
حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ آتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ
مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي
الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ
هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن
سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ
إِن كُنتُم بِآيٰتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ
إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ
هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظٰهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا
مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيٰطِينَ

اور تاکہ وہ اُسکو پسند کرلیں اور تاکہ وہ کرلیویں جو کچھہ کہ وہ کرنے والے ھیں ۱۱۳ پھر کیا اللہ کے سوا میں (اور کسیکو) حکم کرنے والا پسند کروں ۔ اور وہ ھی جس نے تمہارے پاس مفصل کتاب (یعني قران) اوتاري اور وہ لوگ جنکو ھم نے کتاب (یعني توریت) دي ھی جانتے ھیں کہ بیشک وہ (یعني قران) اوتارا ھوا ھی تیرے پروردگار سے بالتحقیق پھر تو مت ھو شک کرنے والوں میں (اس بات میں کہ اُنکو یعني اھل کتاب کو قران کے خدا کي طرف سے ھونے میں شبہ ھی) ۱۱۴ اور تمام ھوئي بات تیرے پروردگار کي سچائي اور انصاف سے کوئي بدلنے والا نہیں ھی اُسکي باتوں کو اور وہ سننے والا ھی جاننے والا ۱۱۵ اور اگر تو تابعداري کرے اکثروں کي جو زمین (یعني دنیا) میں ھیں تو تجھکو بھٹکا دینگے اللہ کي راہ سے وہ پیروي نہیں کرتے بجز گمان کي اور وہ نہیں ھیں مگر اٹکل بچو کہنے والے ۱۱۶ بے شک تیرا پروردگار وہ خوب جانتا ھی کہ کون بھٹک رھا ھی اُسکي راہ سے اور وہ خوب جانتا ھی ھدایت پائے ھوؤں کو ۱۱۷ پھر کھاؤ اُسکو جسپر خدا کا نام لیا گیا ھی (یھودي قرباني سوختني کو نہیں کھاتے تھے بلکہ آگ میں جلا دیتے تھے) اگر تم ھو اُسکي نشانیوں پر ایمان لانے والے ۱۱۸ اور کیا ھوا ھی تمکو کہ نہیں کھاتے اُسکو جسپر خدا کا نام لیا گیا ھی حالانکہ بیشک مفصل بیان کردیا ھی (خدا نے) تمہارے لیئے جو چیز کہ تم پر حرام ھی مگر وہ کہ جسپر (یعني جسکے کھانے پر) تم لاچار ھو (یعني بحالت گرسنگي شدید) اور بیشک بہت سے البتہ گمراہي کرتے ھیں بسبب اپني ھواے نفساني کے بغیر جاننے کے بے شک تیرا خدا وہ خوب جانتا ھی زیادتي کرنے والونکو ۱۱۹ اور چھوڑدو ظاھر کے گناہ اور باطن کے گناہ بے شک جو لوگ گناہ کماتے ھیں جلد بدلا دیئے جاوینگے اُسکا جو وہ کرتے تھے ۱۲۰ اور مت کھاؤ جسپر خدا کا نام نہیں لیا گیا اور بے شک وہ (یعني اُسکا کھانا) برا کام ھی ، اور بے شک شیطان

لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ
إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (۱۲۱) أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُ
نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَٰتِ لَيْسَ
بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۲۲)
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَٰبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا
وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (۱۲۳) وَإِذَا جَاءَتْهُمْ
آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَٰلَتَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

---

(۱۲۴) (مثل ما أوتي رسل الله) كافروں كے اس قول پر كه " هم هرگز ايمان نهيں لانيكے جب تك همكو اُس كے مثل نديا جاوے جيساكه الله كے رسولوں كو ديا گيا هى " حسن اور ابن عباس كا قول هى كه اس سے كافروں كي يهه مراد تهي كه جب تك همكو ويسے هي معجزے نه دكهائے جاويں جيسيكه انبياء سابقين نے دكهائے تهے اُسوقت تك هم ايمان نهيں لانيكے مگر امام فخرالدين رازي تفسير كبير ميں لكهتے هيں كه يهه قول ضعيف هى قول قوي وه هى جو محققين نے كها هى ' يعني كافر چاهتے تهے كه آنحضرت صلعم جو خدا كيطرف سے پيغمبر هونے كا دعوى كرتے هيں جبتك همارے پاس بهي خدا كي طرف سے كوئي پيغام نه آوے هم هرگز ايمان نهيں لانے كے اُسي كے جواب ميں خدا نے فرمايا " الله اعلم حيث يجعل رسالته " يعني خدا كي طرف سے پيغام آنا تو نبوت هى هر كسيكو نبوت نهيں مل سكتي بلكه خدا خوب جانتا هى كه كسكو نبوت دے ●

(حيث يجعل رسالته) يهه بهي ايك دقيق مسئله هى هم نے جابجا بيان كيا هى كه نبوت بطور ايك ايسے منصب كے نهيں هى جيسيكه كوئي بادشاه كسيكو كوئي منصب ديديتا

اپنے دوستوں کے (دل میں) وسوسه ڈالتے هیں که تم سے جهگڑا کریں اور اگر تم اُنکي تابعداري کرو تو بےشک تم مشرک هوگے ١٢١ کیا وه شخص جو مرده (یعني کافر) تها پهر هم نے اُسکو زنده (یعني ایمان والا) کیا اور هم نے اُسکے لیئے نور پیدا کیا که اُسکے ساتهه لوگوں میں چلتا هی اُس شخص کي مانند هی جسکي مثال ایسي هی که اندهیروں میں پڑا هی اور اُن سے نکلنے والا نهیں ، اسي طرح اچها کردکهایا گیا هی کافروں کے لیئے جو کچهه که وه کرتے تهے ١٢٢ اور اسي طرح هم نے هر گانوں میں اُسکے بدکاروں کو سردار کردیا هی تاکه وه اُس میں مکر کریں اور وه مکر نهیں کرتے مگر آپ اپنے ساتهه اور نهیں جانتے ١٢٣ اور جبکه اُنکے پاس کوئي نشاني آتي هی تو کهتے هیں که هم هرگز ایمان نهیں لانیکے جب تک همکو اُسکے مثل ندیا جاوے جیسا که الله کے رسولوں کو دیا گیا هی ، الله خوب جانتا هی که کس جگهه رکهے اپني پیغمبري کو ، قریب هی که پهونچیگي اُن لوگوں کو جو گناه کرتے هیں

هی بلکه نبوت ایک فطري امر هی اور جس کي فطرت میں خدا نے ملکه نبوت رکها هی وهي نبي هوتا هی اور اسباب کو هم نهیں مانتے که سب انسان ایک سے هوتے هیں اور اُن میں سے جس کو خدا چاهتا هی نبي اور پیغمبر کردیتا هی •

یهه تحقیق کچهه هماري پیدا کي هوئي نهیں هی بلکه اسباب میں قدیم سے علماء کي دو رائیں هیں بعض علما کي یهه راے هی که سب انسان برابر هیں اُن میں سے الله جسکو چاهتا هی درجه نبوت دے دیتا هی — اور بعض علماء کي یهه راے هی که نبي از روے فطرت و خلقت کے نبي هوتا هی چنانچه اسي آیت کي تفسیر میں امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں یهه دونوں قول نقل کیئے هیں مناسب معلوم هوتا هی که هم بهي اسمقام پر اُن دونوں قولوں کو نقل کردیں وه لکهتے هیں که یهه بات جانني چاهیئے که اس مسئله میں لوگوں نے اختلاف کیا هی بعضوں نے کها هی که نفوس

و اعلم ان الناس اختلفوا في هذه المسئلة فقال بعضهم النفوس والارواح متساوية في تمام الماهية فحصول النبوة والرسالة لبعضها دون البعض تشريف من الله و احسان و تفضل — وقال الاخرون بل النفوس البشرية مختلفة

صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ
يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ
يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ
يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَ هٰذَا
صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ

بجواهرها وماهياتها فبعضها خيرة طاهرة من علائق الجسمانيات مشرقة بالانوار الالهية مستعلية منورة وبعضها خسيسة كدرة محبة للجسمانيات فالنفس مالم تكن من القسم الاول لم تصلح لقبول الوحي والرسالة ثم ان القسم الاول يقع الاختلاف فيه بالزياة والنقصان والقوة والضعف الى مراتب لانهاية لها فلاجرم كانت مراتب الرسل مختلفة فمنهم من حصلت له المعجزات القوية والتبع القليل ومنهم من حصلت له معجزة واحدة او اثنتان وحصل له تبع عظيم ومنهم من كان الرفق غالبا عليه ومنهم من كان التشديد غالبا عليه (تفسير كبير)

اور ارواح تمام ماہیت میں سب برابر ہیں پس نبوت اور رسالۃ کا ایک کو ملنا اور دوسرے کو نہ ملنا خدا کی طرف سے شرف دینا اور احسان کرنا اور بزرگی دینا ہے — اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ نفوس بشری اپنے جوہر اور اپنی ماہیت میں مختلف ہیں بعضی اُن میں سے برگزیدہ اور علایق جسمانیات سے پاک اور انوار الہیہ سے روشن اور بلند درجہ پر منور ہوتے ہیں — اور بعضی اُن میں سے خسیس اور گدلے جسمانیات سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں پس نفس جب تک کہ قسم اول سے نہو وہ وحی اور رسالت کے قبول کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا - پھر قسم اول میں زیادتی اور کمی اور قوت اور ضعف کے اُن درجوں تک جن کی کچھہ انتہا نہیں ہے اختلاف واقع ہوتا ہے اور اسی وجہہ سے رسولوں کے درجے مختلف ہوتے ہیں پھر اُن میں سے بعضی ہیں جن کو معجزات قویہ حاصل

ذلت خدا کے نزدیک اور سخت عذاب بسبب اُس کے جو مکر کرتے تھے (۱۲۴) پھر جسکو خدا چاہتا ہے کہ اُس کو ہدایت دے کھول دیتا ہے اُس کے دل کو اسلام کے لئے اور جس کو چاہتا ہے کہ اُس کو گمراہ کرے اُس کے دل کو تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اسی طرح ڈالتا ہے اللہ ناپاکی اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے (۱۲۵) اور یہ تیرے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے [illegible] مفصل بیان کردی ہیں نشانیاں اُن لوگوں کے لئے جو نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۶) اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہ اُن کا دوست ہے بسبب اُس کے جو وہ کرتے تھے (۱۲۷) اور جس دن (خدا) اُن سب کو اکٹھا کریگا (کہیگا) اے گروہ جنوں کے [illegible] بہت تابعدار کرلیے

ہوتے ہیں اور ان کے گروہ بہت قسم کے ہوتے ہیں اور بعض اُن میں سے وہ ہوتے ہیں جنکو ایک یا دو [illegible] ہوتے ہیں اور اُن کے گروہ بہت سے ہوجاتے ہیں اور اُنمیں سے بعضوں کو [illegible] اور اُن میں سے بعضوں پر [illegible] ہوتا ہے " *

مگر اس [illegible] افسوس مثنوی میں بحث کرنا شاید اُٹھے تو مقصود اُن لوگوں کی رائے میں جو تمام [illegible] جنوں کی ماہیت کو [illegible] جانتے ہیں اور [illegible] مدارج کا اُسکی صورت وغیرہ پر [illegible] ہیں جس سے [illegible] متعلق ہے تو ہم حاصل اس تقریر کا جو امام صاحب نے [illegible] ہے یہ ہے کہ انسانوں [illegible] خلقت و پیدایش [illegible] ایک ایسی چیز ہوئی ہے جسکے [illegible] وہ [illegible] ہوتے ہیں اسلیئے خدا نے فرمایا کہ " اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ " غرضکہ [illegible] مطلب تو امام صاحب نے کسی تقریر سے بیان کیا ہو اور ہمنے کسی تقریر سے مطلب تو [illegible] ہے اگر [illegible] رکھتا ہے تو اسقدر رکھتا ہے کہ ہمارے نزدیک جو ملکہ نبوت وفطرت [illegible] رکھا گیا ہے وہ اپنے وقت معین پر اسیطرح پر ظہور کرتا ہے جسطرح درخت میں [illegible] پھول پھل اپنے وقت میں اُسکے [illegible] ہوجانیکے بعد پیدا ہوتے ہیں جو بعثت سے تعبیر کیا جاتا ہے — اور امام صاحب کی تقریر کے مطابق [illegible] فطرت کے مرہون ہونیکے وہ فطرت [illegible] جانیکی مستحق رہی

مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ
الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

ہی اسي سبب سے ہم تو کہتے ہیں کہ البغي نبي في بطن امہ اور امام صاحب یوں کہینگے کہ بعض الانسان قابل للنبوة في بطن امہ اما ان یوتی اولا *

شاہ ولي الله صاحب بھي تفہیمات میں اسي راے کے مؤید معلوم ہوتے ہیں أنہوں نے صاف لکھدیا ہی کہ یہہ راے کہ نبوت محض خدا کا فضل ہی قرون اولی کي نہیں ہی چنانچہ شاہ صاحب کا قول یہہ ہی کہ

حقیقة النبوة ان یرید الله بعبادہ اصلاحا فیتدلی الیہم بوجود یشبہ الوجود العرضي قایم برجل زکي الفطرة تام الاخلاق تنبہہ منہ اللطیفة الانسانیة لاینال ذھب علماء اھل السنة الی ان النبوة محض فضل من الله تعالی من غیر خصوصیتہ من العبد و انت تثبت لہم خصوصیة فی استعداد ہم لانا نقول ھذا قول نشاء بعد القرون المشہود لہا بالخیر فان مدلول الکتاب والسنة وما اجمع علیہ السلف ھو ان الخصوصیة التي ترجع الی کثرة المال و صباحة الوجہ و غیر ذلک من الصفات التی یفتخر بہا العامة لادخل لہا فی النبوة و کان الکفار یقولون اما کان الله یجد رجلا لرسالتہ سوی یتیم ابی طالب لولا انزل القران علی رجل من القریتین عظیم فکشف الله تعالی الشبہہ و اشبع فی الرد واما الصفات الباطنیة التي یتکلم فیہا فلا شبہة ان الانبیاء اتم الخلق فیہا و اقواہم اخلاقا و ازکاہم نفسا ومن انکر ذلک لایستحق ان یتکلم بہ

"نبوت کي یہہ حقیقت ہی کہ الله تعالی اپنے بندوں کي اصلاح کا ارادہ کرے اور أنکي طرف ایک خاص توجہہ اور عنایت مایل کرے (تدلی کے لغوي معني ہیں ڈول کا کوئیں میں لٹکانا) بسبب وجود کے جو قایم ہو ایک انسان کامل اور پاک طینت عمدہ خصلت میں جسکا لطیفہ انساني بیدار اور خبردار ہو' *

یہہ شبہہ نکیا جاوے کہ سب علماء اسلامیہ کا یہہ قول ہی کہ نبوت محض خدا کا فضل ہی بندہ کي خصوصیت کو اس میں کچھہ دخل نہیں ہی اور اس تمہاري تقریر سے أنکے لیئے ایک خصوصیت استعداد کي ثابت ہوتي ہی اسلیئے کہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ یہہ قول بہت پیچھے بعد انقضاے قرون مشہود لہا بالخیر کے پیدا ہوا ہی کہ کتاب الله اور حدیث اور اجماع

انسان میں سے، کہینگے اُن کے دوست انسانوں میں سے اے ہمارے پروردگار ہم میں سے ایک نے دوسرے سے فائدہ اُٹھایا (یعنی اُن کو خدا نہیں مانا بلکہ فائدہ اُٹھانے کے لیئے اُن کی پرستش کی) اور ہم پہونچ گئے اپنی میعاد کو جو تونے ہمارے لیئے مقرر کی تھی، (خدا) کہیگا کہ آگ تمہارے ٹھہرنے کی جگہہ ہی ہمیشہ اُسی میں رہوگے (کیونکہ وہ شرک فی العبادت کرتے تھے اور اعتقاداً صفات باری میں مشرک تھے) مگر جو چاہے اللہ بے شک تیرا پروردگار حکمت والا ہی جاننے والا (۱۲۸) اور اسی طرح ہم غالب کردیتے ہیں بعض ظالموں کو بعض پر بسبب اُس کے جو وہ کماتے تھے (۱۲۹) اے گروہ جن و انس کے

لبعده عن سير الانبياء راسا الا ترى ان هرقل كيف قال و كذلك الانبياء تبعث في نسب قومها و بالجملة فللرسالة ركنان ركن قابلية من الرسول و ركن تدل و تدبير من المرسل (تفهيمات) .

سف سے یہہ ثابت ہی کہ خصوصیت کثرہ مال اور خوبی چہرہ کو (اور ایسی ہی اور صفات جنکو عام لوگ موجب فخر جانتے ہیں) نبوت میں کچھہ دخل نہیں ہی

کفار یہہ کہا کرتے تھے کہ خدا کو اس ابوطالب کے یتیم کے سوا کوئی آدمی رسالت کے لیئے نملا کیوں نہ اوتارا گیا یہہ قرآن اُن دونوں شہروں کے کسی بڑے آدمی پر خدا تعالی نے اس شبہہ کو کھول دیا اور صاف طرح سے اُنکے قول کو رد کردیا اور صفات باطنیہ جن میں ہم کلام کرتے ہیں وہ بلاشبہہ انبیا میں بہت زیادہ تھیں انبیا سب خوبیوں کے پوری طرح سے جامع تھے اُنکے اخلاق بہت اچھے تھے وہ نہایت پاک ذات تھے جو اس کا منکر ہی وہ کسی طرح اس لایق نہیں ہی کہ اُس سے کلام کیا جاوے کہ وہ انبیا کے خصائل اور خوبیوں سے بالکل دور ہی کیا نہیں معلوم ہی کہ ہرقل نے کہا تھا کہ انبیا ایسے ہی ہوتے ہیں اپنی قوم کے عمدہ خاندان میں سے بہیجے جاتے ہیں حاصل کلام یہہ ہی کہ رسالت کے دو رکن ہیں ایک رکن استعداد اور قابلیت نبی کا اور دوسرا رکن توجہہ اور عنایت اور تدبیر الہی *

(۱۳۰) (یامعشرالجن والانس) اس آیت میں خدا تعالے نے دو گروہونکو یعنی جن و انس کو مخاطب کیا ہی اور پھر فرمایا ہی کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے یعنی تمہاری جنس میں سے رسول نہیں آئے — اسپر مفسرین نے بحث کی ہی کہ آیا جنوں کی گروہ میں سے اُن کے لیئے بھی پیغمبر رسول ہوئے تھے یا نہیں — ضحاک کا قول ہی کہ جسطرح انسانوں میں انسان پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اسیطرح جنوں میں سے جن اُنکے لیئے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں — اور اکثر علماء کا قول ہی کہ پیغمبر صرف انسان ہی ہوئے ہیں جنوں میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا جنوں کے لیئے بھی وہی انسان پیغمبر پیغمبر ہوتا ہی *

أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ

اس سوال پر بحث ہے کہ تمام علماء اسلام نے جنوں کی جو ایک ایسی ہی مخلوق قرار دی ہے جیسیکہ انسان کی مگر ان سے مخفی ہے۔ جنوں کی ایسی مخلوق ہونیکا ثبوت نہیں *

جن اور جسقدر الفاظ اس مادہ سے بنے ہیں ان سب کے معنی پوشیدہ مستور عن الاعین چھپی ہوئے غیر مرئی کے ہیں — مشرکین عرب تمام ان واقعات کو جنکے وقوع کے اسباب انکو معلوم نہ ہوتے تھے اور اکثر بیماریوں کو جنکا سبب وہ سمجھتے نہ تھے غیر معلوم یا غیر مرئی موثر کا اثر خیال کرتے تھے اور اسکو لفظ جن سے تعبیر کرتے تھے اب بھی تمام جاہل ایسی بیماریوں کا سبب یعنی جن بھوت کا اثر خیال کرتے ہیں *

حضرت موسی کی کتاب پیدائش یعنی توریت میں جہاں تمام عالم کے پیدا ہونیکا ذکر ہے جنوں کی مخلوقات کے پیدا ہونے کا ذکر نہیں ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کو ابتداء زمانہ میں ایسی مخلوق کا کچھ خیال نہ تھا مگر مجوسیوں اور بت پرستوں میں تھا — جبکہ انہوں نے غیر مرئی موثر کو واقعات غیر معلوم السبب اور امراض غیر معلوم العلة کا فاعل سمجھا تھا تو بہت بات لازم تھی کہ وہ ان کے لیئے کوئی صورت اور کسی قسم کا جسم تصور کریں اور ان کو ذی عقل اور فاعل بالارادہ بھی سمجھیں اور ان کو انسانوں سے بہت زیادہ قوی اور قوی ہیکل [illegible] خیال کریں اور ان سے ڈرتے رہیں اور ان کی رضامندی و خوشنودی کے لیئے ان کی پرستش اختیار کریں ان کی خفگی کے بد نتیجوں سے محفوظ رہیں اور ان کی مہربانی سے فائدہ اٹھاویں *

غالباً اس خیال کی ابتدا مجوسیوں سے ہوئی جو ابتدا ہی سے اہرمن یزدان کے قائل تھے انھیں سے یہودیوں میں اور عرب کے بت پرستوں میں پھیلی — مشرکین عرب میں یہاں تک اس کا یقین ہوگیا تھا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ ہر ایک جنگل میں جن رہتے ہیں اور جب وہ سفر میں جاتے تھے یا شکار کے لیئے کسی جنگل میں اترتے تھے تو اس جنگل یا میدان کے جنوں کے سردار سے پناہ مانگتے تھے تمام عرب میں یہہ خیال پھیلا ہوا تھا اور مسلمانوں میں بھی بطور ارث کے چلا آتا تھا اسلیئے تمام مفسرین نے جہاں قرآن مجید میں لفظ جن یا جان یا اس کے مثل آیا اس کے معنی وہی بھوت کے سمجھے اور اسی کے مناسب تفسیریں لکھدیں مگر اسبات پر غور نہیں کیا کہ قرآن مجید سے بھی ایسی صورت و شمائل مخلوق کے ہونیکا وجود پایا جاتا ہے یا نہیں *

کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے

ہمارے پاس اسکے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ سوائے مخلوقات [illegible] اور ہم جنسوں کے کوئی اور ایسی مخلوقات موجود ہو [illegible] نہ ہو مگر تاہم اس ملک کے [illegible] ہندوں کی [illegible] مسلمانوں [illegible] ایسی مخلوقات [illegible] قرآن مجید [illegible] نہیں *

[illegible] جن کی نسبت [illegible] جسم [illegible] حسن [illegible] — [illegible] عام مسلمان خیال کرتے ہیں کہ [illegible] اور عورت دونوں ہیں وہ لڑکے اور لڑکیاں [illegible] طرح طرح [illegible] ہیں [illegible] انسان کے مردوں پر آ [illegible] اُن کو [illegible] پہنچاتے [illegible] اُن کو مرد [illegible] انسانوں [illegible] اُن کو [illegible] لاتے [illegible] نظر نہیں [illegible] اور جس [illegible] دکھائی دیتے ہیں — بعضے ایک قسم [illegible] — آدمی کی صورت [illegible] بر ایسے گھوڑے [illegible] — مگر ایسی [illegible] قرآن مجید [illegible] ثابت نہیں *

مشرکین عرب جو جنوں کا [illegible] اور پہاڑوں [illegible] مشتمل [illegible] والے [illegible] اور [illegible] خیال کرتے تھے اور اس قسم کے انسانوں پر [illegible] کا اطلاق [illegible] — [illegible] میں بھی نہیں [illegible] للانسان [illegible] اور [illegible] انسانوں پر اور کہیں [illegible] مشرکین [illegible] — مگر [illegible] کے ہونے کا ثبوت نہیں ہوتا *

اس آیت میں جسکی تفسیر [illegible] اور سورۂ سبا کی آیت میں خدا تعالیٰ نے مشرکین [illegible] خیال کے مطابق [illegible] پرستوں کی [illegible] الزام دیا ہے — اس آیت سے پہلی آیتوں میں خدا تعالیٰ نے انسانوں کا جو اُس کی ہدایت سے سیدھی راہ پاتے ہیں اور جو سیدھی راہ سے گم راہ ہوتے ہیں ذکر کیا ہے جہاں فرمایا ہے "فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام و من [illegible]

و یوم یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مومنون (سبا — ۳۹ و ۴۰)

يقصون عليكم ايتي

يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد في السماء " پھر اُنہی دونوں گروہوں کو قیامت کے دن اکھٹا کرنا کہا ہی ان لفظوں سے کہ " يوم نحشرهم جميعا " ہم کی ضمیر اُنہی دونوں گروہوں کی طرف راجع ہی اور جنوں کی پرستش کا کچھہ ذکر نہیں ہی دفعتاً فرمایا " يا معشر الجن قد استكثرتم من الانس " یہہ صاف قرینہ اس بات کا ہی کہ یہہ جملہ خطابیات کے طور پر مشرکین کے الزام دینے کو اُن کے خیالی معبودونکو خطاب کرکے فرمایا ہی کہ تم نے اپنے بہت سے پیرو کر لیئے ہیں — اس خطاب کا جواب جنوں کی طرف سے کچھہ نہیں دیا بلکہ مشرکین جو عقیدہ جنوں کی پرستش کی نسبت رکھتے تھے اُس کو بیان کیا ہی کہ ہم تو ایک دوسرے سے نفع اُٹھانے کی غرض سے اُن کی پرستش کرتے تھے اور شریک ذات باری نہیں جانتے تھے — اُس پر خدا نے یہہ فیصلہ کیا کہ " النار مثواكم " یعنی تمہاری جگھہ آگ ہی — اور یہہ ایک نہایت موثر اور فصیح و بلیغ طرز تحریر ہی اسبات کے سمجھانے کو کہ خدا کے سوا دوسرے کی پرستش گو کہ الہ اعتقاد کرکے نہو شرک اور باعث دخول نار ہی کیونکہ وہ بھی شرک فی العبادت اور شرک فی الصفات میں داخل ہی — پس اسطرح سے جنوں کو مخاطب کرنے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ فی الواقع جنوں کی ایسی ہی مخلوق ہی جیسیکہ مشرکین عرب یقین کرتے تھے یا جس طرح کہ مسلمان عالموں نے لکھا ہی *

سورہ سبا کی آیت میں دوسرا طرز تجاہل عارفانہ اختیار کیا ہی کیونکہ یہہ بات معلوم تھی کہ مشرکین جنوں کی پرستش کرتے تھے باوجود اس علم کے خدا فرشتوں سے جو مشرکین کے نزدیک بھی جنوں سے برتر تھے پوچھیگا کہ کیا مشرکین تمہاری پرستش کرتے تھے ملائکہ جواب دینگے کہ نہیں جنوں کی پرستش کرتے تھے جن کو ملایکہ سے مشرکین بھی کم درجہ کا سمجھتے تھے اور اس طرز بیان سے جنوں کی پرستش کی زیادہ تحقیر نکلتی ہی — مگر کسیطرح جنوں کی ایسی مخلوق ہونے کا جیساکہ بیان کیا گیا ہی ثبوت نہیں ہوتا *

سورہ انعام میں ایک جگھہ خدا نے فرمایا ہی کہ مشرکین نے جنوں کو خدا کا شریک بنایا ہی حالانکہ اُن کو یعنی مشرکین کو خدا نے پیدا کیا ہی — ہم کی ضمیر جن کی طرف پھیرنی اسلیئے ٹھیک نہیں ہی کہ مشرکین جنوں کو غیر مخلوق نہیں سمجھتے تھے اور اس صورت میں و خلقهم کے لفظ سے کچھہ معتدبہ

و جعلوا الله شركاء الجن و خلقهم و خرقواله بنين و بنات بغير علم سبحانه و تعالى عما يصفون (انعام ۱۰۰)

بیان کرتے تھے تمہارے سامنے میری نشانیاں

فائدہ نہیں ہوتا اور مشرکین کی طرف ضمیر پھرنے سے اُسبات کے انتباہ کا فائدہ ہی کہ خالق ہی مستحق عبادت ہی نہ کوئی مخلوق *

اس آیت میں صرف مشرکین کے اعتقاد کا ذکر ہی مگر اس سے نہ جنوں کی فی‌الواقع ایسی مخلوق ہونے کا ثبوت ہی جیسیکہ مشرکین اعتقاد کرتے تھے اور نہ خدا کے بیٹے اور بیٹیوں کے ہونے کا ثبوت ہی *

سورہ اعراف میں خدا تعالی نے ابلیس کا قول نقل کیا ہی کہ اُس نے آدم کو سجدہ نکرنے میں یہہ کہا کہ میں اُس سے بہتر ہوں تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہی اور آدم کو مٹی سے *

قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (اعراف – ۱۱)

اور سورہ الرحمن میں فرمایا ہی کہ " پیدا کیا انسان کو سڑی مٹی سے اور جان یعنی جن کو بھڑکتی آگ سے *

خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجان من مارج من نار (الرحمن ۱۳ و ۱۴)

اور سورہ حجر میں فرمایا ہی کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہی سڑی مٹی سے اور جان یعنی جن کو آگ کی لو سے *

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون والجان خلقناہ من قبل من نار السموم (حجر – ۲۶ و ۲۷)

اور سورہ کہف میں فرمایا ہی کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ جنوں میں سے یعنی سرکشوں میں سے تھا *

اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ (کہف ۴۸)

ان آیتوں کے بیان کرنے سے ہمارا مطلب یہہ ہی کہ ابلیس کی خلقت بھی نار سے بیان ہوئی ہی اور سورہ کہف میں ابلیس پر جن کا اطلاق ہوا ہی اور سورہ الرحمن اور سورہ حجر میں انسان کے پیدا کرنے کے ساتھہ جو جان کے آگ سے پیدا کرنے کا ذکر ہی اُس سے وہی ابلیس مراد ہی مغوی للانسان اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ وہ کوئی وجود خارج از انسان نہیں ہی اور اسلیئے ان آیتوں سے جنوں کی کسی ایسی مخلوق پر جسکا یقین مشرکین کرتے تھے استدلال نہیں ہوسکتا انسان کے قوا میں سے اُس قوت کا جس پر شیطان کا اطلاق ہوا ہی آگ سے یا حرارت سے پیدا ہونا ایسا ٹھیک اور بالکل سچ ہی کہ اُس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا باقی جو امور ان آیتوں سے متعلق ہیں اُنپر بحث اُس مقام پر کرینگے جہاں اُن کی تفسیر لکھیں گے *

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ [illegible]

اسی طرح سے پایا جاتا ہے کہ [illegible] سوائے بنی اسرائیل کے جو لوگ فلسطین میں غیر قوم [illegible] حضرت سلیمان نے ستر ہزار آدمیوں کو حمالی پر اور اسی ہزار کو درخت کاٹنے اور پہاڑوں میں پتھر تراشنے پر متعین کیا تھا [illegible] بیگار میں پکڑے گئے [illegible] حضرت سلیمان کا [illegible] معلوم کر کے ضرور کہا ہوگا کہ "لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین"

اور تمکو ڈراتے تھے تمہارے اس دن کے ملنے سے ،

حضرت سلیمان کے قصہ کو مولوی چراغ علی صاحب نے جو عربی اور عبری زبان سے بخوبی واقف ہیں ایک رسالہ میں نہایت تحقیق سے لکھا ہی جسکو ہم حضرت سلیمان کے قصہ میں بہ تفصیل لکھیں گے اس مقام پر صرف اسقدر بتانا مقصود تھا کہ ان آیتوں میں جو جن کا لفظ آیا ہی اُس سے وہ پہاڑی و جنگلی آدمی مراد ہیں جو حضرت سلیمان کے ہاں بیت المقدس بنانے کا کام کرتے تھے اور جن پر بسبب وحشی اور جنگلی ہونے کے جو انسانوں سے جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپے رہتے ہیں اور نیز بسبب قوی اور طاقتور اور محنتی ہونیکے جن کا اطلاق ہوا ہی پس اس سے وہ جن مراد نہیں ہیں جنکو مشرکین نے اپنے خیال میں ایک مخلوق مع اُن اوصاف کے جو اُن کے ساتھہ منسوب کئے ہیں مانا ہی اور جن پر مسلمان بھی یقین کرتے ہیں *

عبری زبان میں شد اور شدیم بمعنی دیو اور جن کے آیا ہی اور نیز ڈاکوؤں اور شریر آدمیوں پر اسکا اطلاق ہوا ہی — عربی زبان میں بھی وحشی اور قوی آدمیوں پر جن کا لفظ بولا گیا ہی — ومن امثال العرب "اجن الله جباله" ای الجبال التی یسکنها ای کثر الله فیها الجن ای اوحشها (شرح امثال میدانی) *

نابغہ ذبیانی شاعر جاہلی کہتا ہی *

سہکین من صداء الحدید کانہم * تحت السنّور جنة البقار

یعنی اُن کے بدن میں بدبو ہو گئی لوہے کے زنگ سے گویا کہ وہ زرہ کے نیچے بقار کے جن ہیں *

زہیر ابن سلمی جاہلی شاعر کہتا ہی *

اذا فزعوا طارو الی مستغیثہم * طوال الرماح لاضعاف ولاعزل

یعنی جب وہ لوگ جوش میں آتے ہیں تو دوڑکر جاتے ہیں اپنی پناہ مانگنے والے کے پاس — لمبی نیزے لیکر نہ وہ کمزور ہیں اور نہ بے ہتیار *

بخیل علیہا جنة عبقریة * جدیرون یوما ان ینالوا فیستعلوا

گھوڑوں پر کہ اُن گھوڑوں پر جن عبقری ہی — لایق ہیں لڑائی کے دن کہ اپنا مقصد پاویں اور غالب ہوں *

جن اذا فزعوا انس اذا امنوا * ممردون بہالیل اذا جہدوا

جن ہیں جبکہ جوش میں آتے ہیں اور انس ہیں جبکہ امن میں ہوتے ہیں — دراز قد ہیں خندہ رو ہیں جبکہ وہ کوشش کرتے ہیں *

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

قال عفريت من الجن انا آتيك به قبل ان تقوم من مقامك (نمل - ۳۹)

سوره نمل میں هی که جب حضرت سلیمان نے بلقیس کا تخت منگانا چاها تو جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا که میں اس سے پہلے که آپ اپني جگهه سے اُٹهیں آپ کے پاس لا دیتا هوں " اس آیت میں جو اور بدعتیں هیں اُن کو هم اس مقام پر نهیں چهیڑتے صرف اپني بات بتلاتے هیں که قاموس میں لکها هی که عفریت کهتے هیں رجل کامل ضابطه قوي — یعني موٹے مستنڈے مضبوط آدمي کو اور جن کا اطلاق جیسیکه هم نے ابهي بیان کیا صحرائي اور پهاڑي آدمیوں پر جو حضرت سلیمان کے هاں حمالي کا اور اور قسم کا کام کرتے تهے هوا هی پس آیت کے معني نهایت صاف هیں که ایک قوي مضبوط پهاڑي آدمي نے کہا که میں ابهي اُس تخت کو جو حضرت سلیمان کے توشه خانه میں موجود تها نه ملک سبا میں اُٹها لاتا هوں *

قل اوحي الي انه استمع نفر من الجن (سوره جن - ۱)

و انا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی الله کذبا (سوره جن - ۵)

و انه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن (سوره جن — ۶)

واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القران (سوره احقاف — ۲۸)

سوره جن میں تین جگهه لفظ جن آیا هی اور اُسي مضمون کي ایک آیت سوره احقاف میں هی عرب کے مشرکین کي عادت تهي که چهپ چهپ کر آنحضرت صلعم کي باتیں سنا کرتے تهے بهید لینے اور غمازي کرنے کو اُنهی لوگوں میں سے جنکه وه چهپکر باتیں سنتے تهے چند آدمیوں نے آنحضرت صلعم کو قرآن پڑهتے سنا اُن کے دل پر اثر هوا اور اُنهوں نے اُس کو سچ اور منزل من الله جانا اُنهي کا ذکر ان آیتوں میں هی اور جو که لا معلوم شخص تهے اور چهپکر سنتے تهے اُن کي نسبت لفظ جن استعمال هوا هی — اسبات کا ثبوت که وه جن بمعني متعارف نه تهے بلکه انسان تهے خود اُسي سورة میں موجود هی — جہاں اُن کے عقاید کا ذکر هوا هی — کیونکه اُن میں سے بعض نے کہا که خدا تعالی کے نه کوئي جورو کي هی اور نه اُس کے کوئي بیٹا هی همارے پیشواؤں نے خدا پر تهمت لگائي تهي — حضرت عیسی علیه السلام کو ابن الله یعني خدا کا بیٹا سمجهنا عیسائیوں کا عقیده هی پس جن لوگوں نے اس عقیده کے غلط هونے کا اقرار کیا بیشک وه عیسائي تهے *

وہ کہینگے ہم اپنے پر آپ گواہی دیتے ہیں اور فریب دیا اُن کو دنیا کی زندگی نے اور گواہی

دی اُنہوں نے اپنے پر آپ کہ وہ کافر تھے (۱۳۰)

اور بعضوں نے کہا کہ انسانوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو جناتوں سے پناہ چاہتے تھے یہہ طریقہ عرب کے بت پرست کافروں کا تہا اور جن لوگوں نے اس عقیدہ کو قرآن سنکر غلط سمجھا بلا شبہہ وہ لوگ عرب کے بت پرست کافر تھے ●

اور بعضوں نے کہا کہ ہم سمجھتے تھے کہ خدا کسی پیغمبر کو نہیں بھیجیگا یہہ عقیدہ یہودیوں کا تہا وہ سمجھتے تھے کہ جو شریعت موسیٰ کو دی گئی ہی وہ ابدی ہی اب کوئی پیغمبر صاحب شریعت مبعوث نہیں ہونے کا جن لوگوں نے قرآن سنکر اس عقیدہ کو غلط جانا اور اسبات پر یقین کیا کہ قرآن خدا کا کلام ہی اور پیغمبر پر نازل ہوا ہی اور ایک پیغمبر آخرالزمان صاحب شریعت مبعوث ہوا ہی وہ لوگ بلا شبہہ یہودی تھے ●

اور بعضوں نے کہا کہ ہم جو بیٹھہ بیٹھہ کر آسمانوں میں سے غیب کی باتیں سنتے تھے اب سننے والوں پر شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں اس کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ اس بات کے کہنے والے مجوسی آتش پرست تھے اُس فرقہ کے پیشوا نجوم پر یقین رکھتے تھے اور ستاروں کے مقامات سے غیب کی خبریں دیتے تھے اور ہر ایک کے لئے بھلائی برائی بتلاتے تھے پس جن لوگوں نے قرآن مجید سنکر اس عقیدہ کو غلط سمجھا اور اسپر ایمان لائے کہ نجومی جھوٹے ہیں اور غیب کی بات کوئی نہیں جان سکتا اور خدا کو نہ کوئی ہرا سکتا ہی اور نہ اُس کو جیت سکتا ہی نہ اُس سے بھاگ سکتا ہی بلاشبہہ وہ لوگ مجوسی تھے یعنی آتش پرست ●

حسن کا قول ہی کہ “ ان فیہم یہودا ونصاری و مجوسا و مشرکین (تفسیر کبیر) یعنی قرآن سننے والوں میں یہودی اور عیسائی اور آتش پرست اور مشرکین تھے اور اس قول سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ سننے والے انسان تھے نہ جن بمعنی متعارف اور یہہ کہنا کہ جنوں میں بھی یہودی اور عیسائی اور آتش پرست اور مشرکین ہوتے ہیں ایک ایسی بات ہی کہ جسکو کوئی ذی عقل تو نہیں کہہ سکتا ●

علاوہ ان آیتوں کے چودہ آیتیں قرآن مجید میں اور ہیں جن میں جن و انس کا لفظ ساتھہ ساتھہ آیا ہی مگر اس میں کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ ان سب آیتوں میں جن

ا — یا معشرالجن والانس الم یاتکم رسل منکم (سورہ انعام — ۱۳۰)

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۱۳۱

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۱۳۲

وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ

مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاءُ كَمَا اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۱۳۳

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّ مَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۱۳۴ قُلْ يٰقَوْمِ

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۱۳۵ مَنْ

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۱۳۶

---

۲ — قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان ياتوا بمثل هذا القران لا ياتون بمثله (سورة اسري ۹۰)

۳ — وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الانس والجن (سورة انعام — ۱۱۲)

۴ — قال ادخلوا في امم قد خلت من قبلكم من الجن والانس في النار (اعراف — ۳۶)

۵ — ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس (اعراف ۱۷۸)

۶ — وحشر لسليمان جنوده من الجن والانس والطير فهم يوزعون (نمل - ۱۷)

۷ — وحق عليهم القول في امم قد خلت من قبلهم من الجن والانس انهم كانوا خاسرين (فصلت — ۲۴)

۸ — وقال الذين كفروا ربنا ارنا الذين اضلانا من جن والانس (فصلت — ۲۹)

کا اطلاق وحشي بدوي جنگل و پہاڑ کے رهنے والوں پر هوا هی ان دونوں لفظوں کے ساتهه لانے سے هر قسم اور هر درجه کے آدمیوں کا حصر مقصود هی خدا پر اور اُسکے احکام پر ایمان لانے اور اعمال بد کي سزا پانے میں کیونکه شهري و دیهاتي وحشي اور انسي تربیت یافته و نا تربیت یافته مهذب و نا مهذب سویلزڈ اور بار بیرین سب کے سب اُس پر مکلف هیں *

ایک همارے دوست نے هم سے کہا که جب تم نے سورۂ انعام کي ایکسو اٹھائیسویں آیت میں جہاں لفظ " یٰمعشر الجن " هی لفظ

یهه اس لیئے تاکه تیرا پروردگار شهروں کو (اُن کے رهنے والوں کی) زیادتیوں کے سبب ایسی حالت میں هلاک کرنے والا نهو که اُس کے لوگ غافل هوں ۱۳۱ اور هر ایک کے لیئے درجے هیں اُس پر جو اُنهوں نے کیا هی اور تیرا پروردگار بے خبر نهیں هی اُس سے جو وہ کرتے هیں ۱۳۲ اور تیرا پروردگار بے پرواہ هی رحمت والا اگر چاهے تمکو دور کردے اور تمهارے بعد جسکو چاهے جانشین کرے جس طرح که تمکو پیدا کیا دوسری قوم کی نسل سے ۱۳۳ بے شک جسکا وعدہ تم سے کیا جاتا هی ضرور آنے والا هی اور تم عاجز کرنے والے نهیں هو ۱۳۴ کهدے اے میری قوم عمل کرو اپنی جگهه پر بے شک میں بهی عمل کرنے والا هوں پهر تم جلد جان لوگے ۱۳۵ کون شخص هی که هوگی اُسکے لیئے آخرکار (بهلائی آخرت کے) گهر کی بے شک نهیں فلاح پانے کے ظالم ۱۳۶

---

۹ — اولئک الذین حق علیهم القول فی امم قد خلت من قبلهم من الجن والانس انهم کانوا خاسرین (احقاف — ۱۷)

۱۰ — یامعشرالجن و الانس ان استطعتم ان تنفذو امن اقطار السموات والارض (الرحمن — ۳۳)

۱۱ — فیومئذ لایسئل عن ذنبه انس و لاجان (الرحمن — ۳۹)

۱۲ و ۱۳ — فیهن قاصرات الطرف لم یطمثهن انس قبلهم ولاجان — (الرحمن ۵۶ و ۷۴)

۱۴ — و ماخلقت الجن و الانس الالیعبدون (ذاریات — ۵۶)

جن سے وهی معنی متعارف مراد لیئے هیں گو بطور خطابیات کے اُس کو قرار دیا هی تو یهی لفظ اُسی سورة کی ایک سو تیسویں آیت میں اور سورہ الرحمن کی تینتیسویں آیت میں آیا هی اور اُن دونوں مقاموں میں وحشی آدمیوں کے معنی لیئے هیں اس تفرقه کا کیا سبب هی —

همنے کها که یهه تفرقه هم نے نهیں کیا بلکه خود خدا نے کیا هی کیونکه سورہ انعام کی پهلی آیت میں صرف یا معشرالجن کها هی اور اُس کے بعد کی اور سورہ الرحمن کی آیت میں یامعشرالجن والانس کها هی پس جو تفرقه خود خدا نے اپنے کلام میں کیا هی وهی تفرقه هم نے اُس کی مراد میں بتایا هی •

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا
لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ
وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱۳۲)
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ
لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ (۱۳۳) وَقَالُوا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ
لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا
وَاَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا
كَانُوا يَفْتَرُونَ (۱۳۴) وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ
لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ
شُرَكَآءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۱۳۵) قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ
قَتَلُوا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى
اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (۱۳۶) وَهُوَ الَّذِي اَنْشَاَ جَنّٰتٍ
مَعْرُوشٰتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشٰتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهُ

اور اُنھوں نے اللہ کے لیئے مقرر کیا ہی کھیتي اور مویشي میں سے حصہ ' پھر کہتے ہیں موافق اپنے گمان کے کہ یہہ اللہ کے لیئے ہی اور یہہ ہمارے مقرر کیئے ہوئے شریکان خدا کے لیئے ' پھر جو کچھہ کہ اُن کے مقرر کیئے ہوئے شریکوں کے لیئے ہی وہ تو اللہ تک نہیں پھونچتا، اور جو کچھہ اللہ کے لیئے ہی تو وہ اُن کے مقرر کیئے ہوئے شریکوں تک پھونچتا ہی، کیا برا ہی جو اُنھوں نے فیصلہ کیا ہی (۱۳۶) اور اسي طرح اُن کے مقرر کیئے ہوئے شریکوں نے اچھا دکھلایا ہی بہت سے مشرکوں کو اپني اولاد کے مارڈالنے کو تاکہ وہ اُن کو مارڈالیں اور تاکہ مشتبہہ ہو جاوے اُن پر اُن کا دین اور اگر چاہتا اللہ تو وہ اُس کو نکرتے پھر چھوڑ دے اُن کو اور اُس کو جو کچھہ کہ وہ بہتان بندي کرتے ہیں (۱۳۷) اور اُنھوں نے کہا کہ یہہ مویشي اور کھیتي اچھوتي ہی اُس کو کوئي نہ کھاوے سواے اُس کے جس کو ہم موافق اپنے گمان کے چاہیں (یعني کھانے کے لایق سمجھیں) اور مویشي ہی کہ اُن کي پیٹھیں حرام کي گئي ہیں (یعني اُن پر سوار ہونا حرام ٹھیرایا) اور مویشي ہی کہ اُس پر (بروقت ذبح) خدا کا نام نہیں لیتے بہتان بندي کرکے خدا پر قریب ہی کہ خدا اُن کو سزا دیگا بسبب اُسکے جو بہتان بندي کرتے تھے (۱۳۸) اور اُنھوں نے کہا کہ جو کچھہ اس مویشي کے پیٹ میں ہی وہ خالص ہمارے مردوں کے لیئے ہی اور ہماري عورتوں پر حرام ہی اور اگر مرا ہوا ہو تو ہم سب اُس میں شریک ہیں بدلا دیگا اُن کو اللہ اُن کي باتوں پر بے شک وہ حکمت والا ہی جاننے والا (۱۳۹) بے شک ٹوٹے میں پڑے ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپني اولاد کو بیوقوفي سے بغیر علم کے مارڈالا اور حرام کرلیا اُس کو جو رزق دیا تھا اُن کو اللہ نے بہتان بندي کرکے خدا پر ' بے شک وہ گمراہ ہوئے اور ہدایت پائے ہوئے نہ تھے (۱۴۰) وہ وہ ہی جس نے پیدا کیا باغوں کو ٹانڈ پر پھیلے ہوئے اور بغیر ٹانڈ کے کھڑے ہوئے اور کھجور کے درختوں کو اور کھیتي کو طرح بطرح کے ہیں اُس کے پھل

والزيتون والرمان متشابها وغير متشابه كلوا من ثمره اذا
اثمر واتوا حقه يوم حصاده ولا تسرفوا انه لا يحب
المسرفين (١٤١) ومن الانعام حمولة وفرشا كلوا مما رزقكم
الله ولا تتبعوا خطوت الشيطن انه لكم عدو مبين (١٤٢)
ثمنية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين قل ءالذكرين
حرم ام الانثيين اما اشتملت عليه ارحام الانثيين نبئوني
بعلم ان كنتم صدقين (١٤٣) ومن الابل اثنين ومن البقر اثنين
قل ءالذكرين حرم ام الانثيين اما اشتملت عليه ارحام
الانثيين ام كنتم شهداء اذ وصكم الله بهذا فمن اظلم ممن
افترى على الله كذبا ليضل الناس بغير علم ان الله
لا يهدي القوم الظلمين (١٤٤) قل لا اجد في ما اوحي الي
محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة او دما مسفوحا
او لحم خنزير فانه رجس او فسقا اهل لغير الله به
فمن اضطر غير باغ ولا عاد فان ربك غفور رحيم (١٤٥)

اور زیتون کو اور انار کو که ایک سے بهي هیں اور ایک سے نهیں کهاؤ اُسکے پهل کو جب پهلے اور دو اُسکا حق اُسکے کاٹنے کے دن اور اسراف مت کرو بے شک خدا دوست نهیں رکهتا اسراف کرنے والوں کو ١٤٢ اور (پیدا کیا) مویشي میں سے بوجهه اُٹهانے کو اور فرش بنانے کو ، کهاؤ اُس سے جو رزق دیا هی الله نے تمکو اور پیروي نکرو شیطان کے قدموں کي بے شک وه تمهارے لیئے کهلا هوا دشمن هی ١٤٣ † آٹهه جوڑے (بوجهه اور فرش والي مویشي کے) دو بهیڑ میں سے ، دو بکري میں سے ، کهه که کیا دونوں نروں کو حرام کیا هی یا دونوں ماداؤں کو یا اُسکو جسکو دونوں ماداؤں کے پیٹ نے اندر لے لیا هی ، مجهکو بتلاؤ دلیل سے اگر تم سچے هو ١٤٤ اور اونٹ میں سے دو ، اور بیل میں سے دو ، کهه که کیا دونوں نروں کو حرام کیا هی یا دونوں ماداؤں کو یا اُسکو جسکو دونوں ماداؤں کے پیٹ نے اندر لے لیا هی ، کیا تم گواه تهے جب خدا نے تم کو اسکا حکم دیا تها ، پهر کون زیاده ظالم هی اُس سے جسنے الله پر جهوٹا بهتان باندها تاکه گمراه کرے آدمیوں کو بغیر علم کے بے شک الله هدایت نهیں کرتا ظالم لوگوں کو ١٤٥ کهدے (اے پیغمبر) میں نهیں پاتا اُس میں جو مجهه پر وحي کي گئي هی که حرام کیا گیا هی کسي کهانے والے پر جو اُسکو کهاوے مگر یهه که وه مرا هوا هو یا (رگوں میں سے) بها هوا خون هو یا سور کا گوشت هو پهر بے شک وه ناپاک هی یا فسق هو که اُس پر خدا کے سوا اور کسي کا نام پکارا گیا هو ، پهر جو کوئي (فاقوں کے مارے) مضطر هو بغیر نا فرمانبردار هونے یا حد سے گذرنے والے کے (اور ایسي حالت میں بقدر حاجت اُس میں سے کهالے) تو بے شک تیرا پروردگار بخشنے والا هی مهربان ١٤٦

---

† آٹهه جوڑے اسطرح پر هوئے - ١ - بهیڑ نر و ماده — ٢ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و ماده — ٣ — بکري نر و ماده — ٤ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و ماده — ٥ - اونٹ نر و ماده — ٦ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و ماده — ٧ - بیل نر و ماده — ٨ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و ماده —

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ
وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا
أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا
لَصَدِقُونَ (١٤٦) فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ
وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ (١٤٧) سَيَقُولُ الَّذِينَ
أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ
كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ
عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ
أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ (١٤٨) قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ
لَهَدَيكُمْ أَجْمَعِينَ (١٤٩) قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ
أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَذَا فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ
أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ
بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (١٥٠) قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ
أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ

اور اُن لوگوں پر جو يهودي هيں هم نے حرام كيا هر ناخوں دار جانور كو اور گائے اور بهيڑ ميں سے هم نے اُنپر حرام كي اُنكي چربي مگر وه جسكو اُنكي پيٹهيں يا پسليان اوٹهائے هوئے هوں يا وه جو لپٹ رها هو ساتهه هڈي كے – اُنكو هم نے يهه بدلا ديا تها بسبب اُنكي نافرمانيوں كے اور بے شك هم سچے هيں (۱۴۶) پهر اگر وه تجهكو جهٹلاويں تو كهه كه تمهارا پروردگار بهت وسيع رحمت والا هى ، اور نهيں هٹايا جاتا اُسكا عذاب گنهگار لوگوں سے (۱۴۷) اب كهينگے وه لوگ جو مشرك هيں كه اگر الله چاهتا تو هم شرك نكرتے اور نه همارے باپ اور نه هم كوئي چيز حرام ٹهيراتے ، اسيطرح جهٹلايا هى اُن لوگوں نے جو اُن سے پهلے تهے يهاں تك كه اُنهوں نے چكها مزا همارے عذاب كا ، كهه كه آيا هى تمهارے پاس كوئي دليل تو اُسكو همارے لئے لاؤ ، تم پيروي نهيں كرتے مگر گمان كي اور تم نهيں هو مگر اٹكل پچو كهنے والے (۱۴۸) كهدے كه پهر الله هي كے لئے هى دليل مضبوط پهر اگر وه چاهتا تو تم سب كو هدايت كرتا (۱۴۹) كهدے لاؤ اپنے گواهوں كو جو گواهي ديتے هيں كه بے شك خدا نے حرام كيا هى اسكو ، پهر اگر وه گواهي بهي ديں تو تو اُنكے ساتهه گواهي مت دے اور نه پيروي كرو اُن لوگوں كي خواهشوں كي جنهوں نے جهٹلايا هماري نشانيوں كو اور اُن لوگوں كي جو ايمان نهيں لائے آخرت پر اور وه (اصنام كو) اپنے پروردگار كے برابر كرتے هيں (۱۵۰) كهه كه آؤ ميں پڑه دوں جو حرام كيا هى تمهارے پروردگار نے تم پر ، كه اُسكے ساتهه كسي چيز كو شريك مت كرو ، اور ماں باپ كے ساتهه احسان كرو ، اور اپني اولاد كو مت مار ڈالو

مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٥٢﴾ وَلَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا
الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا
قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ
بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿[illegible]﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿[illegible]﴾ ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي
أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ
وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿[illegible]﴾ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ
عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ﴿٥٧﴾
أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ

مفلسی کے ڈر سے ہم تمکو بھی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی ، اور بے حیائی کے پاس مت جاؤ جو کھلے ہوئے بے حیائیوں میں سے ہو اور جو پوشیدہ میں سے ہو ، اور نہ مار ڈالو کسی جان کو کہ اُس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر انصاف پر ، یہہ ہیں کہ اُنکا تمکو حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو [۱۵۲] اور نہ جاؤ یتیم کے مال کے پاس مگر اسطرح کہ وہ نیکی سے ہو جب تک کہ وہ پہونچے اپنے رشد کو ، اور پورا کرو پیمانہ کو اور ترازو کو انصاف سے ہم تکلیف نہیں دیتے کسی جان کو مگر بقدر اُس کی طاقت کے ، اور جب تم کچھہ کہو تو انصاف کرو اور اگرچہ تمہارا قرابت دار ہی ہو ، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو یہہ ہیں کہ اُن کا تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو [۱۵۳] اور یہہ ہے میرا رستہ سیدھا پھر اُس کی پیروی کرو اور مت پیروی کرو (دوسرے) رستوں کی پھر وہ تمکو متفرق کردینگے اُس کے رستہ سے یہہ ہے جس کا تمکو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو [۱۵۴] پھر ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اُس شخص پر (حکموں کے) پورا کرنے کو جو نیک کام کرتا ہے اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے کو اور ہدایت اور مہربانی تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملنے پر ایمان لاویں [۱۵۵] اور یہہ کتاب ہے ہمنے اُسکو اُتارا ہے برکت والی پھر اُس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو تاکہ تم رحم کیئے جاؤ [۱۵۶] ایسا نہو کہ تم کہو کہ اسکے سوا کوئی بات نہیں ہے کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب اُتاری گئی ہے اور بے شک ہم اُن کے پڑھنے سے غافل تھے [۱۵۷] یا تم کہو کہ ہم پر کتاب اُتاری جاتی تو ہم اُنسے بھی زیادہ ہدایت پانے والے ہوتے

فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿١٥٨﴾
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْيَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْيَاْتِيَ
بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَايَنْفَعُ
نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْكَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا
خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٥٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى
اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿١٦٠﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَايُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ
لَايُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَاكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦٢﴾
قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾

پھر بے شک تمہارے پاس آئی ہی دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے اور ہدایت اور رحمت پھر کون زیادہ ظالم ہی اُس شخص سے جس نے جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو اور اُن سے پھر گئے — ہم جلد سزا دینگے اُن لوگوں کو جو ہماری نشانیوں سے پھرے ہوئے ہیں برے عذاب کی بسبب اُس کے کہ پھرے ہوئے تھے ۱۵۷ کیا وہ منتظر ہیں مگر اسی کے کہ اُن کے پاس فرشتے آویں یا تیرا پروردگار آوے یا تیرے پروردگار کی بعضی نشانیاں آویں — جسدن تیرے پروردگار کی بعضی نشانیاں آوینگی نفع نہ دیگا کسی شخص کو اُس کا ایمان جو اُس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا نہیں کمایا تھا اپنے ایمان میں بھلائی کو — کہدے انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں ۱۵۸ بے شک جن لوگوں نے مختلف کردیا اپنے دین (یعنی دین ابراہیم) کو اور ہوگئے گروہ گروہ تو نہیں ہی اُن میں سے کسی چیز میں — اس کے سوا کچھہ نہیں کہ اُنکا فیصلہ خدا پر ہی پھر وہ اُنکو بتا دیگا اُس کو جو وہ کرتے تھے ۱۵۹ جو شخص نیکی کو لایا ہی تو اُس کے لیئے ویسا ہی اُس کا دس گنا ہی اور جو شخص برائی کو لایا ہی تو اُس کو بدلا نہیں دیا جاویگا مگر اُسی کے برابر اور وہ نہیں ظلم کیئے جاوینگے ۱۶۰ کہدے کہ بے شک میرے پروردگار نے مجھکو ہدایت کی ہی سیدھے رستہ کی جو دین مضبوط ہی دین ابراہیم دلی خلوص سے بتیں رہنے والے کا اور وہ نہیں تھا شرک کرنے والوں میں سے ۱۶۱ کہدے کہ بے شک میری نماز اور میری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت اللہ پروردگار عالموں کے لیئے ہی اُس کا کوئی شریک نہیں ہی اور سب کا مجھکو حکم دیا گیا ہی اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۱۶۳

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِي رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ
كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

* * *

کهدے که کیا دوسرے کو الله کے سوا پروردگار چاهوں اور وہ تو پروردگار هر چیز کا هی اور

نهیں کماتا کوئی شخص مگر اپنے پر اور نهیں اُٹهاتا کوئی اُٹهانے والا دوسرے کا بوجهه پهر

تمهارے پروردگار کے پاس تمکو پهر جانا هی سو بتادیگا تمکو اُس چیز کو جس میں تم اختلاف

تهے ۱۶۴ اور وہ وهی هی جس نے تمکو کیا خلیفه زمین کا اور بعضوں کو بعضوں سے درجه
کرتے

میں بلند کیا تاکه تمکو آزماوے اُس چیز میں جو تمکو دی هی بے شک تیرا پروردگار جلد

عذاب کرنے والا هی اور بے شک البته وہ بخشنے والا هی مهربان ۱۶۵

◆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المص کتب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ
لتنذر بہ و ذکری للمؤمنین ۲ اتبعوا ما انزل الیکم من
ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون ۳ وکم
من قریۃ اھلکنہا فجاءھا باسنا بیاتا او ھم قائلون ۴ فما
کان دعویھم اذ جاءھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظالمین ۵
فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین ۶
فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین ۷ والوزن یومئذ الحق
فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ۸

---

۸ (والوزن یومئذ الحق) تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہی اور اسپر بہت سی بے بنیاد حدیثیں بھی بنا لی ہیں کہ قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولنے کے لیئے ایک ترازو ہوگی جسکا ایک پلڑا بہشت پر اور ایک پلڑا دوزخ پر ہوگا اور اتنی بڑی ہوگی کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھہ کہ اُن میں ہی سب ایک دفعہ ایک پلڑے میں سما سکینگے اور اسکی لسان یعنی ڈنڈی پر ہی چوٹی جبرئیل کھڑے ہوئے ہونگے اچھے اعمال خوبصورت اور برے اعمال بدصورت بنکر آوینگے اور تولے جاوینگے — یا نامہ اعمال جنکو نیکی و بدی کے لکھے ہوئے ہوتے ہیں تولے جاوینگے — مگر خود علمائے محققین نے ان سب باتوں کو بے اصل اور غیر ثابت سمجھہ کر اُنسے انکار کیا ہی — تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ مجاھد اور ضحاک اور اعمش کا قول ہی کہ میزان سے عدل اور انصاف مراد ہی اور اکثر متاخرین کی یہی رائے ہی اور کہتے ہیں کہ لفظ وزن کا استعمال ان معنوں میں بہت ہوتا ہی

خدا کے نام سے شروع [illegible] الرحمٰن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں کہ [illegible] شخص [illegible] ظلم کی [illegible] وہ ظلم اسی وزن کا ہی [illegible] اسکی [illegible] ہے پس [illegible] لازم ہے کہ [illegible] علماء متقدمین نے [illegible] ہیں [illegible] میزان کا موجود ہونا اور [illegible] اعمال کا وزن [illegible] ہے [illegible] صرف عدل کا استعارہ ہی اور میزان [illegible] خدا عدل کریگا اور اعمال نیک کی جزا اور بد کی سزا نہ بے عدل و انصاف سے دیگا — اسی [illegible] اس امر کی نسبت زیادہ بحث نہیں کی

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١٠﴾
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿١١﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا
فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٢﴾
قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٤﴾
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٥﴾
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٦﴾ قَالَ اخْرُجْ
مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ
حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾

اور جو کوئي که اُسکے هلکے نکلے (اعمال نیک) پھر وهي لوگ وه هیں جنهوں نے ٹوٹا دیا اپنے آپ کو بسبب اُسکے که همارے نشانیوں کے ساتهه ظلم کرتے تهے ۸ اور بے شک هم نے تمکو قدرت دي زمین میں اور هم نے تمهارے لیئے اُس میں معیشتیں پیدا کیں بهت تهوڑا هی جو تم شکر کرتے هو ۹ بے شک هم نے تمکو پیدا کیا پھر هم نے تمهاري صورت بنائي پھر همنے فرشتوں کو کها که سجده کرو آدم (یعني † انسان) کو پھر اُنهوں نے سجده کیا مگر شیطان نے وه سجده کرنے والوں میں سے نه تها ۱۰ (خدا نے) کها کس چیز نے تجهکو منع کیا که تونے سجده نکیا جبکه میں نے تجهکو حکم دیا تها — (شیطان نے) کها که میں اُس سے بهتر هوں تونے مجهکو پیدا کیا هی آگ سے اور اُسکو پیدا کیا هی مٹي سے ۱۱ خدا نے کها که نیچے اوتر اُن میں سے (یعني فرشتوں کے درجه میں سے) پھر تجهکو نهیں چاهیئے که تکبر کرے اُن میں (یعني فرشتوں میں) پس نکل (یعني فرشتوں میں سے) بے شک تو ذلیلوں میں سے هی ۱۲ (شیطان نے) کها که مجهے مهلت دے اُنکے اوٹهنے کے دن تک ۱۳ (خدا نے) کها بے شک تو مهلت دیئے گیوں میں سے هی ۱۴ (شیطان نے) کها پھر اس سبب سے که تونے مجهکو گمراه کیا هی اُنکے لیئے تیرے سیدهے رستے کي راه ماري کرنیکو گهات میں بیٹهونگا ۱۵ پھر اُنکے آگے سے اور اُنکے پیچهے سے اور اُنکے دائیں سے اور اُنکے بائیں سے اُن پر آن پڑونگا اور تو اُن میں سے بهتوں کو شکر کرنے والا نه پاویگا ۱۶ (خدا نے) کها نکل اُن میں سے (یعني فرشتوں میں سے) ذلیل و مردود هوکر جو کوئي اُن میں سے تیري پیروي کریگا ضرور میں بهردونگا دوزخ کو تم میں سے سب سے ۱۷ اے آدم تو اور تیري جورو ره اُس جنت میں پھر کهاؤ دونوں جهاں سے چاهو اور نه پاس جاؤ اس درخت کے پھر تم دونوں هوگے ظالموں میں سے ۱۸

---

† شروع آیت میں خدا نے تمام انسانوں کو خطاب کیا هی اُسکے بعد آدم کا جو لفظ آیا هی اس سے کوئي شخص معین مراد نهیں هوسکتا بلکه وه سب مراد هیں جو مخاطب تهے یعني انسان —

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا
وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ
اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ (۱۹) وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (۲۰)
فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۲۱)
قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۲۲) قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ

---

(۱۹) (سواٰتہما) سوءة کے معنی شرمگاہ کے بھی ہیں اور اعمال قبیحہ اور اخلاق قبیحہ کے بھی ہیں قاموس میں لکھا ہی السوءة الفرج والفاحشة والخلة القبیحة اور فاحشہ کی نسبت یہہ لکھا ہی کہ الفاحشة الزنا وما یشتد قبحه من الذنوب " اس مقام پر سوأة کے معنی شرمگاہ کے لئے ہیں اس سبب سے کہ اگلی آیت میں پتوں سے اُسکے چھپانے کا ذکر آیا ہی *

مکرر ہم بیان کرچکے ہیں کہ یہہ تمام قصہ آدم کا ایک استعارہ میں بیان ہوا ہی اور اُس سے مراد صرف بیان فطرت انسانی ہی اس طرح پر کہ ہر ایک شخص کی سمجھہ میں آجاوے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل اسی سبب سے یہاں بھی لفظ سوأة کا استعمال ہوا ہی کیونکہ شرمگاہ کے کھلنے کو ہر ایک شخص معیوب اور برا سمجھتا ہی اور شیطان کے یعنی قواے بہیمہ کی پیروی سے جو افعال بد صادر ہوتے ہیں اُسکی برائی کو ایک محسوس شی سے استعارتاً بیان کیا ہی اور بتلایا ہی کہ انسان کسطرح اپنی برائیوں کے چھپانے کی کوشش کرتا ہی اور سمجھتا ہی کہ وہ چھپ گئیں مگر در حقیقت وہ چھپتی نہیں پس اُن قصوں اور کہانیوں کی طرف ملتفت نہونا چاہئیے جنکو مفسرین نے انکے لغوی معنی میں

پھر وسوسے میں ڈالدیا اُنکو شیطان نے تاکہ ظاہر کردے اُن دونوں کو جو چھپا ہوا ہی اُن دونوں سے اُنکی شرمگاہوں میں سے — اور کہا کہ نہیں منع کیا تمکو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے مگر اسلیئے کہ ہوجاؤگے فرشتے یا ہوجاؤگے ہمیشہ رہنے والے (۱۹) اور اُن دونوں کے سامنے قسم کھائی، کہ بے شک میں تم دونوں کے خیرخواہوں میں سے ہوں (۲۰) پھر پچھاڑ دیا اُنکو فریب سے — پھر جبکہ اُن دونوں نے اُسی درخت کو چکھا تو اُن دونوں کو اُنکی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں وہ دونوں اپنے تئیں جنت کے پتوں سے چھپانے لگے — اور اُنکے پروردگار نے اُن دونوں کو للکارا — کہ کیا میںنے تم دونوں کو منع نکیا تھا کہ اس درخت سے اور کیا تم دونوں کو نہ کہہ دیا تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا ہوا دشمن ہی (۲۱) ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے پر ظلم کیا — اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر نہ رحم کریگا تو بے شک ہم ٹوٹے میں پڑنے والوں میں سے ہو جاوینگے (۲۲) (خدا نے) کہا اوترو (اُس درجہ سے جسپر تھے) تم میں کا ایک دوسرے کے لیئے دشمن ہی اور تمہارے لیئے

سے ایک خاص معنی لیکر اُسپر طرح طرح کے بے سند و بے ہودہ لکھدیئے ہیں — اس مطلب کی تشریح قابل تسکین اُسوقت ہوجاتی ہی جب انسان اس آیت کو پڑھتا ہی کہ اے آدم کے بیٹوں تم پر میں نے ایک لباس اوتارا ہی جو تمہاری شرمگاہ کو ڈھانکیگا اور تقوی کا لباس سب سے اچھا ہی — پس اس آیت نے ثابت کردیا کہ نہ وہاں سوأۃ سے شرمگاہ مراد تھی اور نہ پتوں کے ڈھانکنے سے اُسکا ڈھانکنا بلکہ صرف افعال اور اخلاق ذمیمہ کو جو انسان کے لیئے ایسے ہی برے ہیں جیسے اُسکی شرمگاہ کا لوگوں کے سامنے کھل جانا اُس استعارے میں بیان فرمایا ہی — اس سے بھی زیادہ تشریح اس مطلب کی ایک اور آیت سے ہوتی ہی جو ان آیتوں کے بعد ہی — پہلے تو یہہ فرمادیا کہ تقوی کا لباس سب سے بہتر ہی پھر فرمایا کہ اے آدم کے بیٹوں ایسا نہو کہ شیطان تمکو بھی بہکاکر تمہارے ماں باپ کی طرح لباس اوترواکر شرمگاہوں کو دکھلوادے اس نصیحت سے صاف ظاہر ہی کہ لباس سے مراد تقوی اور سوأۃ سے مراد برائیاں ہیں نہ یہہ ظاہری لباس نور کا یا نوربافت کا بنا ہوا اور نہ وہ مضغہ گوشت جسکے کھلنے سے لوگ شرماتے ہیں •

فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٢٣﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ
وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٤﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ
خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا
لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٦﴾
وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا
بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ
فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢٨﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

زمین میں ٹھہرنا اور ایک زمانه تک فائده اوٹھانا ھی ۲۳ (خدا نے) کہا اُسي میں جیوگے اور اُسي میں مروگے اور اُسي سے نکلوگے ۲۴ اے آدم کے بیٹوں بے شک هم نے تم پر اوتارا ھی ایک لباس که ڈھانکتا ھی تمہاري شرمگاه کو اور زینت دیتا ھی اور لباس تقوی کا یهي سب سے اچھا ھی - یهه ھی الله کي نشانیوں میں سے شاید که وه نصیحت پکڑیں ۲۵ اے آدم کے بیٹوں نه خرابي میں ڈالے تمکو شیطان جسطرح نکالا ھمارے ماں باپ کو جنت سے چھین لیا تھا اُنسے اُنکا لباس تاکه دکھاوے اُنکو اُنکي شرمگاه بے شک دکھاتا ھی تمکو وه اور اُسکا گروه اسطرح پر که تم اُنکو نہیں دیکھتے ' بے شک هم نے کیا ھی شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست جو ایمان نہیں لاتے ۲۶ اور جب وه کرتے هیں کوئي برا کام تو کہتے هیں که همنے اپنے باپ دادا کو اسي بات پر پایا ھی اور الله نے اُسکا همکو حکم کیا ھی ' کہدے که بے شک الله نہیں حکم کرتا برے کام کا کیا تم کہتے هو الله پر وه بات جسکو تم نہیں جانتے ۲۷ کہدے که میرے پروردگار نے حکم کیا ھی ٹھیک طور سے ' اور ٹھیک رکھو اپنے مونھوں کو (یعني اپنے آپ کو یعني اپنے دل اور اپني جان کو) نزدیک هر ایک سجده کي جگهه کے اور پکارو اُسي کو (یعني خدا کو) خالص کرکے اُسي کے لئے عبادت کو ' جسطرح که تمکو پیدا کیا پھر جاؤگے ' ایک گروه کو هدایت کي اور ایک گروه کو ٹھہرادي اُنپر گمراهي ' بے شک اُنھوں نے پکڑا شیطانوں کو اپنا دوست الله کے سوا اور سمجھتے هیں که بے شک وه هدایت پائے هوئے هیں ۲۸ اے آدم کے بیٹوں لو اپنا سنگار (یعني اپنا لباس برخلاف مشرکوں کے که وه ننگے هوکر طواف کرتے تھے یا یهه که اپني جوتیاں مت اوتارو برخلاف یهودیوں کے که وه اپنے معبد میں جوتیاں اوتار کر جاتے تھے) نزدیک هر سجده کي جگهه کے اور کھاؤ اور پیو اور

حد سے مت گذرو

انه لا يحب المسرفين ﴿٢٩﴾ قل من حرم زينة الله التي
اخرج لعباده والطيبت من الرزق قل هي للذين امنوا
في الحيوة الدنيا خالصة يوم القيمة كذلك نفصل الايت
لقوم يعلمون ﴿٣٠﴾ قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها
وما بطن والاثم والبغي بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم
ينزل به سلطنا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون ﴿٣١﴾
ولكل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا
يستقدمون ﴿٣٢﴾ يبني ادم اما ياتينكم رسل منكم يقصون
عليكم ايتي فمن اتقى واصلح فلا خوف عليهم ولا هم
يحزنون ﴿٣٣﴾ والذين كذبوا بايتنا واستكبروا عنها اولئك
اصحب النار هم فيها خلدون ﴿٣٤﴾ فمن اظلم ممن افترى
على الله كذبا او كذب بايته اولئك ينالهم نصيبهم من
الكتب حتى اذا جاءتهم رسلنا يتوفونهم قالوا اين ما كنتم
تدعون من دون الله قالوا ضلوا عنا وشهدوا على انفسهم

بے شک وہ (یعنی اللہ) دوست نہیں رکھتا حد سے گذر جانے والوں کو ۲۹ کہہ دے کہ کس نے
حرام کیا ہی خدا کے پیدا کیئے ہوئے سنگار کو جو اُس نے اپنے بندوں کے لیئے پیدا کیا ہی
اور کھانے میں سے پاک چیزوں کو ، کہہ دے کہ وہ اُن لوگوں کے واسطے ہیں جو ایمان لاتے ہیں
دنیا کی زندگی میں خاصکر قیامت کے دن ، اسطرح ہم بیان کرتے ہیں نشانیوں کو اُن لوگوں کے
لیئے جو جانتے ہیں ۳۰ کہہ دے کہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہی کہ حرام کیا ہی میرے پروردگار
نے بیحیائی کو اُس میں سے جو کھلی ہوئی ہو اور جو چھپی ہوئی ہو اور گناہ کو اور سرکشی
کو ناحق اور یہہ کہ شریک کرو اللہ کے ساتھہ کسی چیز کو کہ نہیں اوتاری ہی اُسکے لیئے کوئی
دلیل اور یہہ کہ کہو تم اللہ پر وہ جو نہیں جانتے ۳۱ ہر ایک گروہ کے لیئے ایک میعاد ہی پھر
جب آتا ہی اُنکا وقت نہیں تاخیر کرتے ایک ساعت اور نہ سبقت کرتے ہیں ۳۲ اے آدم
کے بیٹوں جب تمہارے پاس پیغمبر آویں تم میں سے بیان کریں تم پر میری نشانیاں —
پھر جس نے پرہیزگاری اور نیکی کی تو اُنپر کچھہ خوف نہیں ہی اور نہ وہ غمگین ہونگے ۳۳
اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو اور اُن سے سرکشی کی وہی لوگ ہیں آگ میں
رہنے والے وہ ہمیشہ اُس میں رہینگے ۳۴ پھر کون زیادہ ظالم ہی اُن لوگوں میں سے جنہوں
نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹ یا جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہی لوگ ہیں کہ پہونچیگا
اُنکو اُنکا حصہ لکھے ہوئے میں سے — یہاں تک کہ جب آوینگے اُنکے پاس ہمارے بھیجے ہوئے
اُنکی جان لینے کو کہینگے کہاں ہیں وہ جنکو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا — کہینگے کہ وہ ہم
سے کھوئے گئے اور گواہی دینگے اپنے پر آپ

أَنَّهُمْ كَانُوا كٰفِرِينَ (۳۵) قَالَ ادْخُلُوا فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

---

(۳۵) (قال ادخلوا) اس آیت میں اور اسکے بعد کي آیتوں میں بہت کچھہ ذکر معاد کا ہی اور قرآن مجید میں جابجا اسکا کچھہ نکچھہ ذکر آجاتا ہی مگر یہہ ایک ایسا مسئلہ ہی کہ جب تک پورا سلسلہ اسکا بیان نہو خیال میں نہیں آتا اور نہ یہہ سمجھا جاتا ہی کہ قرآن مجید میں جو کچھہ اسکي نسبت بیان ہوا ہی اسکا کیا منشاء ہی پس مناسب ہی کہ ہم اسی مقام میں اسپر بقدر امکان بحث کریں مگر ان مطالب پر بحث کرنے سے پہلے اسبات کا بیان کرنا ضرور ہی کہ ان مسائل پر بحث کرنے کي نسبت اگلے عالموں نے کیا کہا ہی قاضي ابوالولید ابن رشد نے اپنے رسایل میں لکھا ہی کہ " شرع کا مقصود علم حق اور عمل حق کي تعلیم ہی اور تعلیم کي دو قسمیں ہیں ایک کسي شی کا خیال ہونا اور دوسرے اسپر یقین کرنا جسکو اہل علم تصور اور تصدیق سے تعبیر کرتے ہیں *

تصور کے دو طریق ہیں یا تو خود اسي شی کو تصور کرنا ہی یا اسکي مثال کو تصور کرنا ہی — اور تصدیق کے طریق جو انسانوں میں ہیں وہ تین ہیں — برہاني یعني دلایل قطعي کے سبب سے یقین کرنا — جدلي یعني مخالفانہ اور مخاصمانہ دلیلوں کے ٹوٹ جانے کے بعد یقین لانا — خطابي یعني ایسي باتوں سے جنسے انسان کے دل اور وجدان قلبي کو تسکین ہوجاوے اسپر یقین لانا *

اکثر آدمي ایسے ہیں جنکو دلایل خطابیہ یا جدلیہ سے تصدیق حاصل ہوتي ہی اور دلایل برہانیہ خاص چند آدمیوں کے سمجھنے کے لایق ہوتي ہیں — شرع کا مقصود سب سے اول عام لوگوں کو سمجھانا ہی اور خواص سے بھي غافل نہونا پس شرع نے تعلیم کے لیئے مشترک طریقہ اختیار کیا ہی اور اسکے اقوال چار طرح پر ہیں *

اول یہہ کہ — جن امور کي نسبت وہ کہے گئے ہیں انکے تصور اور تصدیق دونوں پر یقین کرنا ضرور ہی گوکہ انکي دلیلیں خطابیہ ہوں یا جدلیہ اور جو نتیجے انسے نکالے ہیں وہي نتیجے بعینہا مقصود ہیں بطور تمثیل کے نہیں کہے گئے ہیں - ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایسے اقوال کي تاویل کرني نہیں چاہیئے اور جو شخص ان سے انکار کرے یا انکي تاویل کرے وہ کافر ہی *

دوم یہہ کہ — جو اقوال بطور مقدمات کے کہے گئے ہیں گوکہ انکي صرف شہرۃ ہي ہو اور گوکہ وہ مظنون ہي ہوں مگر انپر یقین کرنا لازمي ٹھہرا ہو اور نتیجے جو انسے نکالے ہوں وہ بطور مثال ان نتیجوں کے ہوں جو مقصود ہیں - ابن رشد فرماتے ہیں کہ صرف ان مثالي نتیجوں کي نسبت البتہ تاویل ہوسکتي ہی *

که بے شک وہ کافر تھے ﴿۳۸﴾ خدا کہیگا که داخل ہو اُن گروہوں میں جو گذر گئی ہیں تم سے پہلے

سوم یہہ که — جو نتیجے اُن اقوال سے نکلے گیے ہیں وہی عینہا مقصود ہیں اور جو اُنکے مقدمات بیان ہوئے ہیں وہ مشہور ہوں یا مظنون مگر اُنکو یقین کرنا لازمی نہ ہو تو اُن نتایج میں بھی تاویل نہیں ہوسکتی البتہ صرف اُن مقدمات میں تاویل ہوسکتی ہے *

چہارم یہہ که — جو مقدمات اُس قول میں بیان ہوے ہیں وہ صرف مشہور ہوں یا مظنون اور اُنپر یقین کرنا بھی لازم نہ ٹھہرا ہو اور جو نتیجے اُنسے نکالے ہیں وہ بھی مثال اُن نتیجوں کے ہوں جو مقصود ہیں — ان میں تاویل کرنا خاص لوگوں کا کام ہے اور عام لوگوں کا فرض یہی ہے که وہ بلا تاویل کے اُنکو ویسا ہی مانتے رہیں (انتہی ملخصاً) *

ہمکو افسوس ہے که اُس امام محقق نے اُن چاروں قسموں میں کسی قسم کی مثال نہیں دی جس سے سمجھا جاتا که یہہ صرف فرضی اور خیالی تقسیم ہے اور کوئی مثال شرع میں اُسکے مناسب موجود نہیں ہے — علاوہ اسکے نہایت عجائب اس بیان میں یہہ ہے که قول شارع میں خواہ وہ آیت قران مجید کی ہو یا کوئی حدیث رسول کی اُس میں اسبات کا قرار دینے والا کون ہے که اُسکے مقدمات ایسے ہیں جن پر یقین کرنا ضروری ہے یا اُسکے برخلاف ہیں یا اُسسے نتیجے وہی بعینہا مقصود بالذات ہیں یا وہ مثل ہیں نتایج مقصودہ بالذات کی — اگر اسکے قرار دینے والے یہی ہیں جو عالم ہوں تو یہہ تمام تقریر اور تقسیم فضول ہوجاتی ہے — اسلیئے که مثلاً زید نے کسی ایک قول کو جس قسم کا ٹھہرایا ہو لازم نہیں ہے که عمرو بھی اُسکو اُسی قسم کا ٹھہراوے *

اسکے بعد ابن رشد فرماتے ہیں که آدمی تین قسم کے ہیں — ایک وہ ہیں جو مطلقاً تاویل کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے وہ تو خطابیوں ہیں یعنی دل کو تسلی دینے والی باتوں پر یقین لانے والے اور اسی قسم کے لوگ بہت کثرت سے ہیں — دوسرے جدلی ہیں جو بالطبع یا بطریق عادت مجادلانہ اور مخاصمانہ دلیلوں کے ثبوت ہوجانے کے بعد یقین لاتے ہیں — تیسرے اہل تاویل حجہ یقینیہ ہیں اور وہ برہانیوں صاحب علم و حکمت ہیں — مگر برہانیوں جو تاویل کریں اُسکو اُن پہلی دو قسموں کے لوگوں کے سامنے بیان کرنا نہیں چاہیئے اور اگر یہہ تاویلیں اُن لوگوں کے سامنے بیان کی جاویں جو اُسکے اہل نہیں ہیں تو بیان کرنے والے اور سننے والے دونوں کو کفر تک پہونچا دیتی ہیں — کیونکہ تاویل کرنے والیکا مقصود ظاہری معنوں کو باطل کرنے اور تاویلی معنوں کے ثابت کرنیکا ہوتا ہے پس جب

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ

عام آدمیوں کے نزدیک جو صرف ظاهری بات کو سمجهه سکتے هیں ظاهري معني باطل هوگئے اور تاویلي معني اُنکے نزدیک ثابت نهوئے کیونکه اُنکے سمجهنے کي اُنکو عقل نه تهي پس اگر یهه بات ایسے اقوال کي نسبت تهي جو اصول شرع میں داخل هیں تو کفر تک نوبت پهونچ گئي — پس ابن رشد فرماتے هیں که تاویلات کا عام لوگوں میں ظاهر کرنا یا عام لوگوں کي معلوم کے لیئے جو کتابیں هیں اُن میں لکهنا نهیں چاهیئے اور اُنکو سمجها دینا چاهیئے که یهه خدا کي باتیں هیں خدا هي ان باتوں کي حقیقت خوب جانتا هی — لا یعلم تاویله الاالله — (انتهی مختصراً) *

اسکے بعد ابن رشد اسي قسم کي تاویلوں هي کو تمام لوگوں پر ظاهر کرنے کو منع نهیں فرماتے بلکه هر ایک چیز کي حقیقت کو جو عام لوگوں کے سوائے راسخین فی العلم کي سمجهه سے باهر هی ظاهر کرنے کو منع کرتے هیں چنانچه وه لکهتے هیں که اسیکي مانند جواب سوالات امور غامضه کے هیں جو جمهور کے سمجهنےکے لایق نهیں هیں جیسیکه خدا نے فرمایا هی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتیتم من العلم الا قلیلا — ان باتوں کو بهي غیر اهل پر بیان کرنے والا کافر هی کیونکه وه لوگوں کو کفر کي طرف بلاتا هی خصوصاً جبکه تاویلات فاسده اصول شریعت میں هونے لگیں جیسیکے همارے یعني ابن رشد کے زمانه میں لوگوں کو یهه بیماري لگ گئي هی (انتهی مختصراً) *

نتیجه اس تقریر کا یهه هی که کوئي بات بهي شریعت کي جو بیان حقیقت یا تاویلات کي قسم سے هو سوائے راسخین فی العلم کے کسي کے سامنے بیان نهي جاوے — جس قسم کے لوگوں کو ابن رشد نے راسخین فی العلم میں قرار دیا هی اس زمانه میں تو ویسا شخص کوئي نهیں هی بلکه اگلے زمانه میں بهي دو ایک کے سوا کوئي نه تها پس ضرورتاً لازم آتا هی که تمام مقدم باتیں شریعت کي بطور ایک معما و چیستاں یا مثل راز فریمسن کے غیر معلوم رهني چاهیئیں *

اگر همارا مذهب اسلام ایسا هو که اُسکے اصول لوگوں کو نه سمجها سکیں جو اُنکو سمجهنا چاهتے هیں یا اُن لوگوں کي تشفي نکرسکیں جنکے دل میں شبهات پیدا هوئے هیں بلکه اُن سب کو اسپر مجبور کریں که ان باتوں کو اسیطرح مان لو تو هم اپنے مذهب کي صداقت فی نفسه اور بمقابله دیگر مذاهب غیر حق کے کیونکر ثابت کرسکتے هیں - ایک عیسائي کهتا هی که تثلیث کا مسئله که تین تین بهي هیں اور ایک بهي هیں ایک الهي مسئله هے اُسپر بے سمجهے

جن و انس سے اُنکا مطلب

یقین کرنا چاهیئے پس اگر هم مذهب اسلام کے بهت سے مسئلوں کی نسبت ایسا هی کهنا قرار دیں تو کیا وجه هی که اسکی تکذیب اور اسکی تصدیق کریں *

ایک اور بات غور کے لایق هی که جب کسی کے دل میں مذهب اسلام کے کسی مسئله کی نسبت شک پیدا هوا خواه وه عالم هو یا جاهل اور هم اسکی حقیقت یا تصریح یا تاویل بیان کرکے اسکے دل کے شبهه کو تو رفع نکریں اور بعوض اسکے کهیں که تم راسخین فی العلم میں نهیں هو بلاتفتیش اسکو تسلیم کرو اور اسی پر یقین رکهه تو اسکا ایمان ایسا رهیگا جیسا اثر حلق سے نیچے نه اتریگا اسکی زبان کهیگی هاں اور دل کهیگا ناه — علاوه اسکے یقین ایسی چیز نهیں که کسی کے کهدینے سے آجاوے بلکه یقین ایک امر اضطراری هی که جب تک وه شبهه جس نے یقین میں خلل ڈالا هی نه مٹ جاوے یقین آهی نهیں سکتا *

اصل بات یه هی که دنیا میں عالم هوں یا جاهل دو قسم کے لوگ هیں ایک وه جو دل سے تمام باتوں پر جو اسلام میں هیں اور گو وه کیسی هی خلاف عقل اور خلاف سمجهه اور محال و ناممکن هوں بلکه خلاف واقع سب پر یقین رکهتے هیں اس قسم کے لوگوں کے لیئے کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نهیں — دوسرے وه جنکو ان باتوں پر شبهه هی یا انکا وقوع غیر ممکن سمجهتے هیں یا انکے غلط هونے پر صحیح یا غلط دلیلیں رکهتے هیں بلالحاظ اسبات کے که وه منجمله راسخین فی العلم هیں یا نهیں اور عالم هیں یا جاهل انکے سامنے هر ایک چیز کی جو اسلام میں هی اسکی حقیقت اور هر ایک امر قابل تاویل کی تاویل بیان کرنی فرض هی اور جو اسکے بیان کی قدرت رکهتا هی اور بیان نهیں کرتا وه کافر هی اسی دلیل سے جس دلیل سے که ابن رشد نے حقیقت بیان کرنے والوں اور تاویل کی تصریح کرنے والوں کو کافر بتایا هی *

هم فرض کرلیں که ان مشککین کو اسقدر لیاقت نهیں هی که وه ان حقیقتوں اور تاویلوں کو سمجهیں مگر اتنی بات تو انپر ثابت هوگی که اسکے لیئے دلیلیں اور اسکی صداقت کے ثبوت کے لیئے وجوهاتیں اور اسکی حقیقت کے لیئے بیانات هیں مگر هم انکو سمجهه نهیں سکتے ادنی درجه یه هی که انکے سمجهانے کا جو فرض هم پر تها اس کو تو بلاشبهه هم ادا کردینگے — بهت لوگوں نے پیغمبروں کی نصیحتوں کو نهیں سمجها مگر پیغمبر اس خیال سے که وه انکے سمجهنے کے لایق نهیں هیں نصیحتوں کے سمجهانے سے باز نهیں رهے بلکه طرح طرح سے سمجهایا اور کوشش کی که انکو انکے سمجهنے کے لایق کریں *

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا

اس خوف سے کہ اُن لوگوں کے نزدیک جب ظاہری معنی باطل ہوجاویںگے اور اصلی حقیقت [illegible] کے سمجھنے کے لایق نہونے کے سبب وہ اُسکو نہ سمجھینگے تو اصول شرع سے منکر ہوجاوینگے اور کفر تک نوبت پہونچجاویگی ہمکو حقیقت اور صداقت کے بیان سے باز رہنا نہیں چاہیئے اگر یہ الزام صحیح ہو (جیسا نسبت بعض اخلاق الہی) تو قرآن مجید بھی با این ہمہ شان اس الزام سے بری نہیں رہ سکتا — خود خدا تعالی فرماتا ہے یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا *

مولویان ظاہرین بھی اگر ہوں تو کچھہ نقصان نہیں پہونچا سکتیں اسلیئے کہ جو چیز غلط ہے اسکی غلطی بہت دیرپا نہیں ہوسکتی دوسروں کو اُسکی غلطی بیان کرنے کا اور غلطی کو صحیح کرنے کا موقع ملتا ہے اور اگر وہ بیان ہی نہ کیے جاویں تو سچ بات کے ظاہر ہونے کا موقع ہی نہیں ہوتا *

ہاں یہہ بات سچ ہے کہ بہت سے حقایق ایسے ہیں جن پر انسان کو یقین کرنے کے لیئے دلیل ہے مگر اُنکی حقیقت جاننا انسان کی طاقت سے خارج ہے مگر اس قسم کے حقایق ہمارے استدلال میں کچھہ نقص ڈالنے والے نہیں ہیں کیونکہ دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنکا جاننا یا سمجھنا انسان کی فطرت سے خارج ہے اور یہی عدم علم اُنکی معرفت کے لیئے ہماری معرفت ہے *

اصل یہہ ہے کہ قدیم زمانہ میں جبکہ علما نے اس قسم کی رائیں لکھیں علم ایک نہایت مخصوص فرقہ میں تھا جسکو وہ صرف اپنے خاص لوگوں کے اندروں میں تمام کرنا ہی پسند نہیں کرتے تھے اور تمام لوگ اعلی و ادنی علوم کے ادنی ادنی مسائل سے بھی بے بہرہ تھے اور اُنکے دل شبہات و تشکیکات سے پاک تھے اور یہی باعث تھا کہ اُن علماء نے ایسی راے قایم کی تھی مگر وہ زمانہ گیا علوم و حکمت اب اسقدر عام ہوگئی کہ ایک بہت بڑا حصہ دنیا کا اُس سے واقف ہوگیا طفل دبستان بھی اپنے مکتب میں ارسطو اور افلاطون کی غلطیوں کا جہاں جہاں اُنہوں نے کی ہیں ذکر کرتا ہے ہزاروں آدمی ہر شہر و قصبہ میں ایسے موجود ہیں جو خود کچھہ نہیں جانتے مگر بہت سے مسائل علوم و حکمت کے سن سن کر اُنکے کان آشنا ہوگئے ہیں اور اکثرالناس وہ ہیں جنکے دل شبہات و تشکیکات سے مملو ہیں — اس زمانہ میں جو نئی علم ہیں اُنکا ایمان بھی حلق کے نیچے تک نہیں ہی منہ سے کہتے ہیں کہ جو کچھہ قرآن و حدیث میں آیا ہی اُسپر یقین کرنا چاہیئے مگر دل میں شبہات

جب جب داخل هوگي کوئي گروه لعنت کریگي اپني بهن کو

بهرے پڑے هيں — اسبات کو بهول جاتے هيں که تقدين کرنے سے نهيں هوتا بلکه هونے سے هونا هی پس، اب یهه زمانه هی که جو کوئي مقدور اپني طاقت کے اُن تمام حقائق اور تاويلات کو نه کهولے اور لومة لائم سے نڈر هوکر اگلے علماء کي اُن غلطيوں کو جو مقتضاے اُس زمانه کے ناکامل علوم اور نا مکمل تحقيقات کے مطابق کي بيان هوئيں تهيں اور قران مجيد کي تفسير ميں راه پاگئي هيں عام طور پر سب کے سامنے بيان نکرے وه اپنے فرض کے ادا کرنے سے قاصر هی ومن يفعل ذلك فهو يودي حق الله وحق نبيه وحق اهل دينه وقومه والله المستعان *

المسئلة الاولى —— هل الروح هو جوهر ام عرض

اس امر کی تحقيق کو که روح کا وجود هی يا نهيں همکو اولاً اجسام موجود في العالم پر نظر کرني چاهيئے پس جب هم اُنپر غور کرتے هيں تو ابتداے نظر ميں اُنکو دو قسم کے پاتے هيں *

ایک طور هوئے کے که جو جهاں هيں وهيں هيں اپني جگهه سے حرکت نهيں کرسکتے ممکن هی که وه بے انتها بڑے هوجاويں اگر کوئي ايسا سبب جو اُنکے بڑے هونے کو روکنے والا هو — اس قسم کے اجسام صرف نهايت چهوٹے چهوٹے متشابه اجزا سے بنے هوئے هيں اور اُسکے هر ايک جزو ميں وهي اوصاف هيں جو اُسکے کل ميں هيں جيسے پتهر اور لوها — اگر اُن ميں سے کوئي ٹکڑا توڑ ليں تو اُس ميں بهي وهي اوصاف هونگے جو اُس کل ميں هيں — اور جبکه وه بالکل خالص بغير کسي ملاوٹ کے هو تو اُس ميں ايک هي سي طرح کے پرت هونگے *

دوسری قسم کے اجسام ایسے هيں که اُنکا جسم باختلاف اُنکي انواع کے ایک معين حد تک بڑا هوتا هی اور اُسکے اجزا غير متشابه اور مختلف الالوان هوتے هيں — اور اُن ميں باريک باريک رگيں اندر سے خالي مثال نلي کے هوتي هيں جن ميں بهنے والا ماده پهرتا رهتا هی اور اسي طرح الگ الگ پردے بهي هوتے هيں جنکے بيچ ميں خالي جگهه هوتي هی اور پهر کهيں اکٹهے هوجاتے هيں اور اس نسا جال کو اُس جسم کے اعضا کهتے هيں — اسليئے پهلي قسم کے اجسام کو اجسام غير عضويه اور دوسري قسم کے اجسام کو عضويه کهتے هيں *

اجسام عضويه ميں پرت نهيں هوتے اور اُسکا نمو اُسي قسم کي دوسري چيزوں سے هوتا هی اور جب وه جوان هوجاتا هی تو اُس ميں مختلف طرح کا بيج پيدا هوتا هی *

حَتَّىٰٓ إِذَا ادَّارَكُوا۟ فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَىٰهُمْ لِأُولَىٰهُمْ

غیر عضوی جسم دیکھا پیدا ہوجاتا ہے جبکہ اُسکے ذرہ جمع ہوجاوے اور عضوی جسم رفتہ رفتہ نمو پاتا ہے اور جب [illegible] کہ بیج بو دیں تو وہی جسم اُس سے پیدا ہوتا ہے جسکا بیج ہے اور [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] جب پھوٹیگا تو جب اُس میں مادہ [illegible] — اُسکے بعد اور ہوا میں سے [illegible] ایسی ہی ہیں [illegible] اُسکا [illegible] ہے اور رنگ بدلتا ہے

اور ایک فرق ان دونوں جسموں میں یہ ہے کہ جسم عضوی میں غذا اُسکے اعضا کے اندر جاتی ہے اور اندرونی غذا سے عضوی جسم بڑھتا ہے اور جب تک [illegible] رہتی ہے نمو ہوتا رہتا ہے اور ایک زمانہ کے بعد اُس میں ضعف آجاتا ہے اور [illegible] ہوجاتی ہے اور نمو نہیں ہوتا اور آخرکار مرجاتا ہے — عضوی جسم [illegible] رہتی ہے — وہ پیدا ہوتا ہے پھر بڑھتا ہے پھر اُسکا بڑھنا موقوف ہوجاتا ہے پھر بڑھاپے کے سبب گھٹنے لگتا ہے پھر مرجاتا ہے *

جسم غیر عضوی پیدا ہوتا ہے اجتماع سے اور وہ احتیاج رکھتا ہے کہ اُسکے جسم کے اور اجزاء ملیں اُسکے اوپر کی سطح پر اور [illegible] ہوں اور اجسام عضویہ کا نمو اندر سے ہوتا ہے اور جسم غیر عضوی کا حجم بڑھتا جا سکتا ہے اگر کوئی امر مانع نہو اور جسم عضوی کا حجم ایک مقدار معین سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا *

جسم عضوی اور غیر عضوی میں یہ فرق بھی ہے کہ پہلے قسم میں مختلف قسم کا مادہ ہوتا ہے اور دوسری قسم میں صرف ایک قسم کا — اگرچہ اسکے سوا اور بھی اختلاف ہیں مگر مختصر طور پر مقدم اختلافات کو ذیل میں لکھتے ہیں *

۱ — اجسام عضوی کا وجود تناسل سے ہوتا ہے اور غیر عضوی کا جذب و انجذاب سے *

۲ — بقاء اجسام عضوی کا محدود ہے اور غیر عضوی کا محدود نہیں *

۳ — اجسام عضوی کے اجزا گول شکل پر ہوتے ہیں اور غیر عضوی کے زاویہ کے طور پر *

۴ — نمو اجسام عضوی کا منحصر ہے غذا کے اندر جانے پر اور وہ نمو اندر سے باہر کو ہوتا ہے اور غیر عضوی کا اسکے برخلاف ہے اسکا حجم باہر سے اجزا مل جانے سے بڑا ہوجاتا ہے *

۵ — ترکیب جسم عضوی کی مختلف اجزا سے ہوتی ہے اور جسم غیر عضوی کے اجزا متحد الصنف ہے *

یہاں تک کہ جب مل جاوینگے سب اُس میں تو کہیگی پچھلی اپنی پہلیوں کو

---

۲ — جسم عضوی کی ترکیب اجزاء متقاطعہ متحرکہ سے ہوتی ہے اور غیر عضوی کی بسیط *

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجسام غیر عضوی میں تمام معدنیات مثل نمک اور پتھر وغیرہ کے اور مٹی کے داخل ہیں اور اجسام عضویہ میں نباتات اور حیوانات *

مگر نباتات و حیوانات میں جو فرق ہے وہ بہت ظاہر ہے — حیوانات کی بناوٹ میں نباتات کی بناوٹ سے تقاطعات بہت زیادہ ہیں اور حیوان متحرک ہے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاسکتا ہے اور وہ مدرک ہے اور ذی اختیار ہے کہ جس کام کو چاہے کرے اور جسکو چاہے نکرے اور اُس میں حواس مخصوصہ ہیں کہ اُنکے سبب آواز کو بوؤں کو مزیکو چھونے کو جانتا ہے اور غذا اُسکے پیٹ میں جاتی ہے اور بالتخصیص اُسکے پیٹ میں ایک ایسی ہنڈیا ہے جو غذا کو اسطرح پکا دیتی ہے کہ اعضا کے تغذیہ اور نمو کے لایق ہوجاتی ہے *

نباتات اسکے برخلاف ہیں وہ جہاں بویا ہے وہاں سے دوسری جگہہ نہیں چل سکتا اُس میں حرکت کرنے کی قوت نہیں ہے اور نہ اُس میں اختیار ہے وہ اپنی جڑوں کے ذریعہ سے جو زمین میں ہیں اور ٹہنیوں اور پتوں کے ذریعہ سے جو ہوا میں ہیں غذا کو جذب کرلیتا ہے اُس میں کوئی ہنڈیا غذا پکانے کی نہیں ہے بلکہ جو غذا اُس میں جاتی ہے اُسیوقت غذا کے قابل ہوتی ہے *

نباتات و حیوانات میں بہت بڑا اختلاف یہہ ہے کہ حیوان میں پٹھوں کا بھی ایک سلسلہ ہے اور نباتات میں نہیں ہے اور یہی اعصاب جبکہ حیوانات میں ایک مرکز سے تعلق رکھتے ہیں اس سبب سے حیوان میں قابلیۃ احساس ہوتی ہے اور یہہ بات نباتات میں نہیں پائی جاتی — علاوہ اسکے حیوانات میں اور بھی جھلیاں اور پردے اور پے اور عضلے اس قسم کے ہوتے ہیں جو نباتات میں نہیں ہوتے *

ایک عمدہ فرق دونوں میں یہہ ہے کہ حیوانات کی غذا اجسام عضوی سے ہوتی ہے اور نباتات کی غذا اجسام غیر عضوی سے جیسے پانی اور ہوائیں اور نمک — نباتات کے بننے کا مادہ در اصل ایک کسیلا مادہ ہوتا ہے اور تحلیل کیمیاوی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مرکب ہے کاربون اور ہیدروجن اور اوکسیجن سے یہہ تینوں ایک ہوائی سیال عنصر ہیں اور نباتات میں نوتریجن نہیں ہے جسکو ازوت بھی کہتے ہیں مگر حیوانات میں ہے اور یہہ بھی

رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ

ایک هوائي سیال جسم هی مگر اسکي یهه خاصیت هی که اگر کسي جگهه صرف نوٹریجن هو اور وهاں آدمي جاوے تو في الفور مرجاتا هی جیسا که نیل کي کوٹهي میں یا کسي پورانے اندهے کنوئیں میں دفعتاً اوترنے سے آدمي مرجاتے هیں *

یهه تمام امور جو هم نے بیان کئے هیں امور محققه میں سے هیں جو علم زوالوجي یعني علم الحیوانات اور علم کمسٹري یعني علم کیمیا میں بخوبي ثابت هیں مگر جو فرق که جسم نباتي اور جسم حیواني میں اوپر بیان هوا هی اُسپر هم زیاده غور کرني چاهتے هیں — همکو بالتخصیص اسبات پر غور کرني هی که حیوانات میں جو حرکت اور اراده اور اختیار اور ادراک اور خیال اور ایک قوت نتیجه نکالنے کي هی اُسکا کیا سبب هی *

هم تسلیم کرتے هیں که نباتات کے جسم کے ماده میں تین عنصر هیں کاربون — اکسیجن هیڈروجن — اور حیوانات کے جسم کے ماده میں ایک چوتها عنصر نوٹریجن بهي هی مگر یهه تمام عنصر اُنکے جسم کي بناوٹ کا ماده هیں اُس سے یهه ثابت نهیں هوتا که وه اُن افعال کے بهي باعث هیں جو حیوانات سے بالتخصیص علاقه رکهتے هیں اور جس پر هم غور کرني چاهتے هیں کمسٹري سے ثابت هوا هی که نوٹریجن میں کچهه کیمیاوي قوت نهیں هی اور نه وه معاون زندگی هی صرف اتني بات هی که جانوروں کے گوشت کے ریشوں میں پائي جاتي هی *

یهه سچ هی که حیوانات کے اعضا میں ایک ایسا عضو هی جو غذا کو اس طرح پکا دیتا هی که اعضا کے تغذیه اور نمو کے لایق هوجاوے نباتات میں ایسا کوئي عضو نهیں هی اور اسکي وجهه ظاهر هی که نباتات اپني جڑ کے ریشوں سے اور اُسکے پتے اور ٹهنیاں هوا سے وهي ماده جذب کرتے هیں جو غذا و نمو کے لایق هی اور اسلیئے اُن میں کسي ایسے عضو کے هونے کي ضرورت نهیں — برخلاف حیوانات کے که وه ایسي غذا کهاتے هیں جن میں علاوه ماده تغذي و نمو کے اور فضول ماده بهي شامل هوتا هی اور اسلیئے ایسا ایک عضو بنایا گیا هی جو ماده تغذي و نمو کو فضول ماده سے جدا کردے مگر اُسکے جدا هوجانے کے بعد حیوان کي وهي حالت هوتي هی جو نباتات کي شروع تغذیه میں تهي اور اسلیئے یهه تصور نهیں هوسکتا که حیوان میں اُس عضو کا هونا اُن افعال کا باعث هی جو بالتخصیص حیوانات سے علاقه رکهتے هیں *

حیوانات کے جسم کي بناوٹ میں ایک بهت بڑا نساجال اعصاب کا هی جسکا مرجع

اے پروردگار ہمارے اُنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا پھر دے اُنکو دوگنا عذاب آگ سے

ایک مرکز عام یعنی دماغ کی طرف ہی اور وہ تمام افعال حیوانات کے جن پر ہم غور کرنا چاہتے ہیں اسی کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں لیکن یہہ افعال اُن سے صرف بحیثیت اُنکے اعضا ہونے کے تو منسوب نہیں ہوسکتے اور نہ صرف بحیثیت اُنکے مادہ کے کیونکہ تمام جسم حیوانات میں وہی عناصر موجود ہیں مگر مختلف ترکیب و تعداد سے مختلف مادہ اور مختلف صورت پیدا ہوئی ہی پس صرف بحیثیت مادہ جو اختلاط عناصر سے پیدا ہوتا ہی وہ افعال منسوب نہیں ہوسکتے *

اب ہمکو یہہ دیکھنا ہی کہ عناصر یعنی کاربن آکسیجن ہیدروجن نیٹروجن کی ترکیب سے کیا حالت پیدا ہوسکتی ہی — عناصر آپس میں ملکر ایک دوسری صورت کا جسم پیدا کردیتے ہیں مثلاً جب آکسیجن اور ہیدروجن مقدار معینہ سے باہم مل جاویں تو ایک دوسری صورت کا جسم رقیق سیال پیدا ہوجاتا ہی جسکو پانی کہتے ہیں مگر اُس میں کوئی ایسی صفت جو مادہ کی حیثیت سے بڑہکر ہو پیدا نہیں ہوتی — عناصر کی ترکیب سے ایک جسم میں یا اُسی جسم میں جو اُن عناصر سے بنا ہی حرارت پیدا ہوجاتی ہی اور جب تک وہ ترکیب قایم رہے وہ حرارت بھی قایم رہتی ہی — عناصر کی ترکیب سے جسم میں ایک خاص قسم کے مادہ کی یا دوسرے جسم کے جذب کرنے کی قوت پیدا ہوجاتی ہی جیسیکہ مقناطیس میں لوہے کی کشش اور نباتات و حیوانات میں دیگر اقسام کے عناصر اور مادہ کے جذب کی قوت پیدا ہوتی ہی — عناصر کی ترکیب سے ایک ایسا جسم پیدا ہوجاتا ہی جو جوش میں (یعنی متحرک) رہے یعنی خود اُسکے اجزا حرکت میں رہیں جب تک کہ وہ ترکیب اُس میں باقی رہے جیسیکہ تیزابوں کے ساتھہ دوسری چیزوں کے ملانے سے پیدا ہوتی ہی — عناصر کی ترکیب سے ایک قوت مخفیہ جو اجسام میں ہی ظاہر ہوجاتی ہی اور دیگر اجسام سے جذب کرکے ایک جگہہ لے آتی ہی جیسیکہ اعمال برقی سے ظہور اور اجتماع برق کا ہوتا ہی — ترکیب عناصر سے یا اُن اجسام کی ترکیب سے جو عناصر سے بنے ہوئے ہیں ایک جسم ہوائی سیال پیدا ہوتا ہی جو دکھائی بھی دیتا ہی اور کبھی ایسا لطیف ہوتا ہی جو دکھائی بھی نہیں دیتا *

اکثر اطباء اور حکماء کا یہہ خیال ہی کہ جسم حیوانی میں جو ترکیب عناصر سے بنا ہی اور جس میں مختلف قسم کے اعضا ہیں اُس ترکیب کے سبب ایک جسم ہوائی پیدا ہوا ہی جو باعث تہیج ہی جو سبب ہی حیوانات میں ارادہ پیدا ہونے کا اور ترکیب اعضا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۞

سے حرکت کے ظهور میں آنیکا اور یهی جسم سیال هوائي باعث هی انسان کي زندگي کا اور اسیکو بعضوں نے روح حیواني اور بعضوں نے مطلق روح اور بعضوں نے نسمه سے تعبیر کیا هی اور نتیجه اسکا یهه سمجها هی که جب ترکیب جسم حیواني کي اس جسم سیال کے قایم رکهنے کے قابل نهیں رهتي تو وه حالت موت سے تعبیر کي جاتي هی اور اسکا صریح نتیجه یهه هی که جسم کے معدوم هونے یا اُسکي حالت قابل قایم رکهنے اُس جسم سیال کے معدوم هونے کے ساتهه وه جسم سیال بهي معدوم هوجاتا هی یعني وه روح بهي فنا هوجاتي هی *

مگر هم کو اس میں یهه کلام هی که تمام آثار جو ترکیب عناصر سے پیدا هوتے هیں وه سب یکساں هوتے هیں مثلاً مقناطیس اُس میں بسبب ترکیب عناصر کے لوهے کي جذب کي قوت پیدا هوتي هی تو اب یهه نهیں هوسکتا که کبهي وه اُسکو جذب کرے اور کبهي جذب نکرے — یا جب هم نے ایسے عناصر کو یا اجسام مرکبه عناصر کو آپس میں ترکیب دیا جو برق کے مهیج هیں تو یهه نهیں هوسکتا که کبهي برق مهیج هو اور کبهي نهو — یا اجسام نباتي جبکه وه اپني ٹهیک حالت میں هیں اُن سے یهه نهیں هوسکتا که ماده غذائیه کو اپني جڑوں اور ٹهنیوں اور پتوں سے جب چاهیں جذب کریں اور جب چاهیں جذب نکریں غرضکه جو آثار جس جسم میں بوجهه ترکیب عناصر پیدا هوتے هیں وه آثار اُس جسم سے کبهي منفک نهیں هوتے اور اُس جسم کے اختیار میں یهه بات نهیں هوتي که جب چاهے اُن آثار کو ظاهر هونے دے اور جب چاهے اُنکو ظاهر نهونے دے *

اسکا ثبوت زیاده تر اُس قسم کي نباتات پر غور کرنے سے بخوبي حاصل هوتا هی جسکو جاندار نبات خیال کیا جاتا هی — ایک درخت جو چهوئي موئي یا لجائي کے نام سے مشهور هی — صرف چهونے سے اُسکے پتے سکڑ جاتے هیں اور ٹهني گر پڑتي هی اور تهوڑي دیر کے بعد پهر پتے کشاده اور ٹهني اپني اصلي حالت پر آجاتي هی — امریکا میں ایک اور درخت پایا گیا هی جسکو مذبذبه کهتے هیں اُسکے پهول کي پنکهریوں پر جب مکهي یا بهنگا آکر بیٹهتا هی تو پنکهریاں بند هوجاتي هیں اور اُس جانور کو پکڑ لیتي هیں یهاں تک که وه مرجاتا هی مگر اُن سے یهه کبهی نهیں هوتا که اُسکو چهوئیں اور پتے نه سکڑیں اور ٹهني نه گرے یا مکهي اور بهنگا اُس پهول کي پنکهڑي پر بیٹهے اور وه اُسکو نه پکڑلے *

بعض پاني کي نباتات ایسي معلوم هوئي هیں جن پر شبهه حرکت ارادي کا پیدا هوتا هی چنانچه ایک قسم کي نبات تاگے کي مانند هی وه ایک دوسرے سے ملنے کو حرکت

(خدا) کهیگا هر ایکسے کے لیئے دوگنا هی ولیکن تم نهیں جانتے ﴿۳۸﴾

کرتي هی تاکه اُنکے ملنے سے پیدایش اُنکي هو مگر یهه کیفیت صرف قوت جاذبه سے بهي پیدا هوتي هیں اُسپر حرکت ارادي کا اطلاق نهایت مشتبه هی خصوصاً جبکه وه پاني پر هوتي هیں *

پاني میں پیدا هونے والي ایک اور نبات هی جب وه اُس نبات سے جس سے پیدا هوتي هی علاحده هوتي هی تو اور نبات کے پیدا کرنے پر مستعد رهتي هی اور متحرک رهتي هی اور جب اُس میں قوت حرکت و [illegible] رهتي هی تو اُس میں سے اُسی قسم کي نبات پیدا هوتي هی مگر نهایت مشتبه هی که اُسکي حرکت کو حرکت ارادي تصور کیا جاوے — اجتماعي اور ترکیب عناصر سے متحرک پیدا هوتا هی جیسا که هم نے اوپر بیان کیا اور چونکه وه جسم پاني پر هوتا هی تو اُسکا متحرک اُسکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بهي لیجاسکتا هی مگر اُسپر حرکت ارادي کا اطلاق یقیني طور پر نهیں هوسکتا *

حیوان کے بعض افعال ایسے هیں جو صرف ترکیب عناصر کا نتیجه نهیں هوسکتے مثلاً اراده اور اختیار که جس کام کو چاهے کرے اور جس کام کو چاهے نکرے اگر کسي کام کے کرنے کا اراده صرف نتیجه ترکیب عناصر کا هوتا تو اُسکا کرنا امر طبیعي هوتا اور اسلیئے اُسکا نکرنا امر خلاف طبع هوتا جسکا محال هونا بدیهي هی — علاوه اسکے حیوانات میں بهت سے ایسے انکشافات هیں جنکا صرف ترکیب عناصر سے هونا ناممکن هی مثلاً حیوان کي آنکهه کا ترکیب عناصر اور ترتیب طبقات سے بننا اور اُس میں اُن چیزوں کي صورت کا جو اُسکے سامنے هوں شعاع کے سبب منقش هونا یقیني امر هی مگر اُسکا اُن اشیاء کو پهچاننا اور دوست و دشمن میں تمیز کرنا صرف ترکیب عناصر سے نهیں هوسکتا — علاوه اسکے خیال ایک ایسا امر هی که کوئي دلیل اور کوئي ترکیب کیمیاوي کا اصول اسبات پر قایم نهیں هوسکتا که صرف عناصر کي ترکیب کیمیاوي کا وه نتیجه هی بلاشبهه صانع نے ان کاموں کے جدا جدا اعضا بنائے هیں جو عناصر کي ترکیب کیمیاوي سے بنے هیں مگر کوئي دلیل نهیں هی که صرف وهی علت تمام اُن امور کے هیں — غرضکه یهه سب امور جنکو هم ایک مختصر لفظ تعقل سے تعبیر کرتے هیں صرف ترکیب کیمیاوي عناصر کا نتیجه نهیں هی — هم عناصر میں فرداً فرداً کوئی ایسے آثار نهیں پاتے جس سے یهه امر ثابت هو که عناصر میں تعقل اور اختیار هی اور جب اُن میں یهه صفت حالت انفراد میں نهیں هی تو حالت ترکیب میں بهي وه صفت اُنسے پیدا نهیں هوسکتي کیونکه اختیار اور عدم اختیار

وَقَالَتْ أُولٰهُمْ لِأُخْرٰيهُمْ

ہو مختلف صفتیں ہیں اور جو صفت کہ اجزا میں نہیں ہے تو ایسے جو چیز کہ مرکب ہو اُس میں بھی نہیں ہوسکتی یعنی کوئی جنس جو غیر جنس طبیعت اجزا ہو وہ اُس شی میں جو اُن اجزا سے مرکب ہے حاصل نہیں ہوتی *

جبکہ ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ بہت سے افعال حیوانات کے ایسے ہیں جو صرف عناصر معلومہ کی ترکیب کا نتیجہ نہیں ہیں تو ہمکو ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حیوان میں کوئی اور ایسی شی ہے جو تعقل کا باعث ہے اور اس نتیجہ پر ہم لازمی طور پر پہونچتے ہیں اور اس لیئے حیوانات میں اُس شی کے ہونے کا لازمی طور پر یقین کرتے ہیں اور اُسی شی کو جو وہ ہو ہم روح کہتے ہیں *

اب یہہ سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے مگر اس سوال کا جواب انسان کی فطرت سے باہر ہے انسان کی فطرت صرف اسقدر ہے کہ وہ اشیاء کے وجود کو ثابت کرسکتا ہے خواہ وہ اشیا محسوس ہوں یا غیر محسوس مگر اُنکی حقیقت کا جاننا اُسکی فطرت سے خارج ہے کسی شی کی بھی حقیقت انسان نہیں جانتا اُن اشیاء کی بھی حقیقت نہیں جانتا جو ہردم اُسکے پاس یا اُسکے استعمال میں ہیں مثلاً پانی انسان یہہ ثابت کرسکتا ہے کہ پانی موجود ہے مگر اُسکی حقیقت نہیں بتاسکتا زیادہ سے زیادہ بڑھے تو اُسکے اجزا بھی اگر اُس میں ہوں تو دریافت کرسکتا ہے اور پھر اُن اجزا کی حقیقت نہیں بیان کرسکتا وہ کہہ سکتا ہے کہ پانی میں اکسیجن اور ہیڈروجن ہے جب پوچھو کہ اکسیجن اور ہیڈروجن کیا چیز ہے تو اُسکی حقیقت نہیں بتاسکتا پس جبکہ انسان اُن چیزوں کی حقیقت نہیں جان سکتا جو اسقدر عام ہیں اگر وہ روح کی ماہیت بھی بعد اسکے کہ اُسکے وجود کو ثابت کرچکا ہے نہیں بیان کرسکتا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے *

جو چیز کہ ہمارے تجربہ سے خارج ہے جیسیکہ روح اُسکی نسبت بجز اسکے کہ دلیل یا قیاس سے کوئی امر کہیں حسب مقتضاے فطرت انسانی اور کچھہ کر نہیں سکتے مگر جب ہمکو ایسا وجود حیوانات میں ثابت ہوا ہے اور وہ ایسا وجود ہے کہ جس سے تمام افعال جو حیوانی افعال میں اعلی ترین افعال بلکہ مخصوص بالحیوانات ہیں اُسیکے سبب سے ہیں تو ہمکو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ضرور ہے کہ وہ ایک شی الطف اور جوہر قایم بالذات ہو اور اسی لیئے ہم روح کو ایک جسم لطیف جوہر قایم بالذات تسلیم کرتے ہیں — کیونکہ ہمکو یہہ بات ثابت نہیں ہوئی ہے کہ کوئی اور جسم بطور جوہر کے

اور کهینگي اُن میں کے پہلي اپنے دوسري کو

موجود هی اور روح اُسکے ساتهه قائم هی بلکه همکو صرف روح کا وجود ثابت هوا هی بغیر وجود کسي دوسرے وجود کے اور اسلیئے لازم هی که اُسکو جوهر تسلیم کیا جاوے نه عرض *

مذهب اسلام نے روح کا موجود هونا بیان کیا مگر اُسکي حقیقت بیان نهیں کي خدا تعالی کے اس قول کي نسبت که " قل الروح من امر ربي " علماء نے دو قسم کي گفتگو کي هی بعضوں کي راے هی که حقیقت روح سے بحث کرنا جایز نهیں رکها گیا هی اور بعضوں کي یهه راے هی که روح کے قدیم یا حادث یعني مخلوق هونے کي نسبت جو مباحثه تها اُسکا جواب هی — بهر حال اُس سے کوئي مطلب سمجها جاوے مگر جو تفصیل که همنے اوپر بیان کي اُس سے ظاهر هوتا هی که حقیقت روح کا جاننا بلکه هرایک شی کي حقیقت کا جاننا فطرت انساني سے خارج هی — قران مجید تمام اُن چیزوں کي حقیقت کے بیان سے جنکا جاننا فطرت انساني سے خارج هی انکار کرتا هی اسيطرح حقیقت روح کو بهي بیان نهیں کیا — عام چیزوں کي نسبت کثرت استعمال و مشاهده کے باعث لوگوں کا خیال کمتر رجوع هوتا هی حالانکه وه اُن عام چیزوں کي حقیقت بهي کچهه نهیں جانتے اگر وه لوگ جنهوں نے روح کی نسبت سوال کیا تها پاني اور مٹي کي نسبت سوال کرتے تو خدا تعالی یهي فرماتا که یسئلونک عن الماء والطین قل الماء والطین من امر ربي غرضکه ماهیت اشیاء کا جاننا انساني فطرت سے خارج هی *

جبکه هم روح کو ایک جوهر تسلیم کرتے هیں تو اُس کے مادي یا غیر مادي هونے پر بحث پیش آتي هی — مگر جبکه همکو اُس کي ماهیت کا جاننا نا ممکن هی تو درحقیقت یهه قرار دینا بهي که وه مادي هی یا غیر مادي نا ممکن هی دنیا میں بهت سي چیزیں موجود هیں جو باوجود اس کے که وه محسوس بهي هوتي هیں اور اُن کے مادي یا غیر مادي هونے کي نسبت فیصله نهیں هوسکتا — مثلاً هم ایک شیشه کے پٹے کے ذریعه سے الکٹرسٹي یعني بجلي نکالتے هیں اور وه نکلتي هوئي محسوس هوتي هی اور ٹهوس اجسام میں سرایت کرجاتي هی — انسان کے بدن سے گذرجاتي هی — بعض ترکیبوں سے ایک بوتل میں یا انسان کے بدن میں محبوس هوجاتي هی — بعض ٹهوس اجسام ایسے هیں جن میں نفوذ نهیں کرسکتي — مگر اُس کي ماهیت کا اور یهه که وه شی مادي هی یا غیر مادي تصفیه نهیں هوسکتا طرفین کي دلیلیں شبهه سے خالي نهیں — یهي حال روح کے مادي یا غیر مادي قرار دینے کا هي لیکن اگر وه کسي قسم کے ماده کي هو یا هم اُس کو

مِن فضلِ

کے تمام پرزوں کو حرکت دينے والي صرف ايک چيز هي يعني † دخان مگر جس قسم کے پرزے بنائے گئے هيں اُسي قسم کے افعال اُن سے صادر هوتے هيں - اسيطرح گو انسان اور حيوان ميں ايک جنس کي روح هي مگر هر ايک سے بمقتضاے اُسکي صورت نوعيه کے افعال صادر هوتے هيں - انسان کے اعضا کي بناوت ميں بهي ايک دوسرے سے کچهه فرق هي اور يهي سبب هي که بعض انسانوں سے ايسے افعال صادر هوتے هيں جو دوسرے سے صادر هونے ممکن نهيں هيں - ايک کي آواز نهايت دلکش هي دوسرے کي نهايت مهيب نه وه اپني آواز کو مهيب کرسکتا هي اور نه يهه اپني آواز کو دلکش بناسکتا هي - ايک کے دماغ کي بناوت علوم دقيقه کے ايجاد کرنے کے لايق هي دوسرے کے دماغ کي بناوت عام بات کے سمجهنے کے بهي لايق نهيں - پس روح سے افعال مطابق بناوت اُس جسم کے صادر هوتے هيں جن سے وه متعلق هي اور يهي سبب هي که جو کچهه انسان کرسکتا هي وه حيوان نهيں کرسکتے بلکه بهت سے ايسے امر هيں که ايک انسان کرسکتا هي دوسرا انسان نهيں کرسکتا اور جو حيوان کرسکتا هي وه انسان نهيں کرسکتا پس يهه تفاوت اُن آلات کا هي جن کے وسيله سے افعال روح کے صادر هوتے هيں *

هم ديکهتے هيں که حيوانات کي بناوت اس قسم کي هي که اُس سے نهايت محدود افعال صادر هوسکتے هيں اور وه بهي اکثر ايسے هيں جو اُنکي زندگي کے ليئے ضرور هيں اور اُس تمام نوع کے ايک هي قسم کے افعال هوتے هيں اور قريباً وه سب افعال ايسے هوتے هيں که بلا تعليم و اکتساب اُن کو حاصل هوجاتے هيں - اُن سے کوئي افعال ايسے صادر نهيں هوسکتے جن سے روح کي ترقي يا تنزل کو کچهه تعلق هو اور اُن سے روح کو اکتساب سعادت يا شقاوت حاصل هو اور اسي سبب سے وه مکلف نهيں هيں برخلاف انسان کے که اُسکي بناوت ايسي هي جس سے افعال غير محدود صادر هوسکتے هيں اُن ميں ترقي هوسکتي هي اُن ميں تنزل آجاتا هي ايک انسان سے کسي قسم کے ايک سي قسم کے افعال صادر هوتے هيں وه علوم عقليه اور الهيه کا انکشاف کرسکتا هي اُس کے ادراکات اور انکشافات کي کوئي حد نهيں هي - اُس سے ايسے افعال صادر هوتے هيں جو روح کے ليئے باعث اکتساب سعادت يا شقاوت هوتے هيں اور يهي وجهه هي که وه مکلف هي *

---

† دخان کے لفظ کا استعمال اس جگهه صحيح نهيں هي بلکه بهاپ کا استعمال زياده مناسب تها مگر چونکه عموماً دخاني کل عام لوگوں ميں مشهور هي اس ليئے اُسي لفظ کا استعمال کيا هي -

المسئلة الرابعة

ان للروح اكتساب سعادة و شقاوة

يهه مسئله بلاشبهه نهايت دقيق مسئله هى أسكے ثبوت كے ليئے عينى دليل كا هونا قانون قدرت كے برخلاف هى مگر أس كے ليئے ايسى قياسي دليليں موجود هيں جو اسبات پر يقين دلاسكتي هيں كه روح سعادت يا شقاوت كا اكتساب كرتي هى *

يهه امر تسليم هوچكا هى كه تعقل اور ارادة روح كا خاصه هى — اب هم ديكهتے هيں كه انسان أن چيزوں كو اكتساب كرتا هى جو أس ميں پهلے نه تهيں — وه جاهل هوتا هى پهر علوم كا اكتساب كر كے عالم هوجاتا هى — وه حقايق اشياء كو جهاں تك كه أنكا جاننا قانون قدرت كي روسے ممكن هى نهيں جانتا پهر تجربه اور تحقيقات سے أنكا اكتساب كرليتا هى — جبكه وه پيدا هوا تها أس كے خيالات بالكل سادے حيوان كي مانند تهے رفته رفته وه مختلف باتوں كو اكتساب كرتا جاتا هى جس سوسئيتي ميں وه پرورش پاتا هى أسكي تمام مادي و غير مادي عادتيں اور خيالات كو اكتساب كرليتا هى *

هم ديكهتے هيں كه انسان بعضي دفعه نهايت نجس اور ناپاك ميلا كچيلا سور كي مانند زندگي اختيار كرتا هى اور كبهي نهايت صفائي اور ستهرائي اور اجلے پن سے زندگي بسر كرتا هى *

يهه بهي ديكهتے هيں كه كبهي أس ميں نهايت سفاك اور بے رحم عادتيں هوتي هيں وه خونخوار هوتا هى مردم آزاري كرتا هى تمام قواى بهيميه أس پر ايسا غلبه كرتے هيں كه وه ايك حيوان درنده بصورت انسان هوجاتا هى — كبهي أس ميں ايسي صلاحيت اور نيكي رحم اور تواضع برد باري اور سب كے ساتهه محبت و همدردي پيدا هوتي هى كه ايك فرشته بصورت انسان دكهائي ديتا هى — ان تمام فضايل اور رذايل كو وهي شے اكتساف كرتي هى جس كا خاصه تعقل و ارادة هى يعني روح كيونكه انسان كا جسم اور تمام اعضاے اندروني تو برابر تبديل هوتے رهتے هيں اور اس ليئے يهه نهيں كها جاسكتا كه وه تعقل و ارادة أن اعضا كا خاصه تها — يهه ايسي واضح دليل هى جس سے ثابت هوتا هى كه روح سعادت و شقاوت كا اكتساب كرتي هى اور أس كي حالت بمناسبت أس كے جسكا أس نے اكتساب كيا هى تبديل هوجاتي هى — فسعيد ان اكتسب سعادة وشقي ان اكتسب شقاوة *

فَذُوقُوا العَذَابَ ۔

المسئلۃ الخامسۃ

ان الانسان موت فما حقیقۃ الموت و للروح بقاء بعد مفارقۃ الابدان

امید ہی کہ ہم اور ہمارے اس کتاب کے پڑھنے والے ضرور ایک دن اس کی واقعی حقیقت سے واقف ہونے والے ہیں مگر اس زندگی میں جسقدر کہ موت کا حال معلوم ہوسکتا ہی وہ یہہ ہی کہ اخلاط کے تغیر یا کسی ایسے عضو میں نقصان پہونچنے کے سبب جس سے اُن بخارات کی تولید یا بقا کو زیادہ تعلق ہی جو ترکیب اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں اور جنکو نسمہ سے تعبیر کیا ہی اُن کی تولید موقوف ہوجاتی ہی اور موجودہ مضمحل ہوجاتے ہیں اُس وقت انسان یا حیوان مرجاتا ہی اور روح جسکو ابدان سے تعلق اُسے نسمہ کے سبب سے تھا جسم سے علاحدہ ہوجاتی ہی *

مگر غور طلب یہہ بات ہی کہ جسقدر زمانہ تک روح کو نسمہ سے مصاحبت رہی ہی اُس سے کچھہ تاثر روح میں ہوتا ہی یا نہیں اور اگر ہوتا ہی تو بعد مفارقت ابدان وہ تاثر اُس میں باقی رہتا ہی یا نہیں — ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تمام اجسام لطیف جب آپس میں ملتے ہیں تو ایک اَور قسم کا جسم حاصل کرلیتے ہیں — اگر کیمیاوی ترکیب پر خیال کیا جاوے تو تمام اجسام سخت سے سخت و ثقیل سے ثقیل کی ترکیب صرف اجسام لطیف ہوائی سے ہی جنکو علم کیمیا میں گیاس یا بخارات سے تعبیر کیا ہی — پھر کوئی وجہہ نہیں پائی جاتی کہ روح کو نسمہ کے ساتھہ ملنے سے تاثر نہوا ہو اور اُس نے کوئی جسم جو اُس کے پہلے جسم سے کسی امر میں مختلف ہو حاصل نکیا ہو — اس کے تسلیم کے بعد کوئی وجہہ نہیں پائی جاتی کہ بدن سے مفارقت کرنیکے بعد پھر فی الفور روح کا وہ جسم بھی جو اُس نے نسمہ کی مصاحبت سے حاصل کیا ہی تحلیل ہوجاوے — نتیجہ اس تقریر کا یہہ ہی کہ روح نسمہ کی مصاحبت سے ایک اَور جسم لطیف حاصل کرتی ہی اور وہ جسم روح اور نسمہ سے ترکیب پایا ہوا ہوتا ہی اور بدن سے مفارقت کرنیکے بعد بھی وہ جسم علی حالہ باقی رہتا ہی گو بعد کو روح کا کسی وقت نسمہ سے علاحدہ ہو جانا بھی ممکن ہو کیونکہ جن اسباب سے دو جسم لطیف آپس میں ملکر ایک نیا جسم پیدا کرتے ہیں وہ دیگر اسباب سے تحلیل بھی ہوجاتے ہیں یعنی ایک دوسرے سے علاحدہ بھی

پهر چکهو عذاب کو

هوجاتے هیں پس یہي حال روح و نسمه کا هوتا هی — هوا میں پهولوں کے اجزاء لطیف ملنے سے تمام هوا خوشبو دار اور غلیظ چیزوں کے اجزاء رقیق ملنے سے بدبو دار هوجاتی هی اور پهر وہ اجزا تحلیل هوجاتے هیں اور هوا علی حالة صاف رہ جاتی هی — اسي طرح وہ اجسام جو ترکیب کیمیاوي سے مرکب هیں دیگر اسباب و تاثرات سے تحلیل هوجاتے هیں پس روح و نسمه میں ترکیب کیمیاوي هوئي هو یا غیر کیمیاوي اُس کا تحلیل هونا ممکن هی *

جب روح کو ایک جسم لطیف جوهر مستقل بالذات تسلیم کیا جاوے جیسا که همنے تسلیم کیا هی تو اُس کا فنا هونا محالات سے هی تمام چیزیں جو دنیا میں موجود هیں کوئي بهي اُن میں سے معدوم نهیں هوتي صرف تبدیل صورت هوتي هی پاني آگ سے یا دهوپ کي تیزي سے خشک هوجاتا هی مگر معدوم نهیں هوتا صرف صورت کي تبدیل هوتی هی آکسیجن اور هیدروجن علاحده علاحده هوجاتے هیں اکسیجن اکسیجن میں هیدروجن هیدروجن میں مل جاتي هی اور ایک ذرہ برابر بهي کوئي چیز معدوم نهیں هوتي پس روح کے معدوم هونے کي کوئي وجهه نهیں هی غایت ما في الباب یهه هی که جب تمام اشیاء موجودہ میں تبدیل صورت هوتي رهتی هی تو روح میں بهي تبدیل صورت هوتي هوگي — اس کي امتناع پر همارے پاس کوئی دلیل نهیں هی — مگر اُس کے تسلیم کرلینے سے کوئي مشکل مذهب اسلام میں پیش نهیں آتي بلکه بعض خیالات کي جو اهل اسلام میں مروج هیں اور میري تحقیق میں اُن کي بنا کسي معتبر سند پر نهیں هی تائید هوتي هی — غرض که روح کے وجود کو تسلیم کرنے کے ساتهه هي اُسکے بقا کا تسلیم کرنا بهي لازم آتا هی *

المسئلة السادسة

ان سلمنا البقاء للروح فما حقيقة البعث والحشر والنشر

بعث و حشر و نشر کي حقیقت بیان کرنے سے پهلے یهه بیان کرنا چاهیئے که قیامت کے دن کائنات کا کیا حال هوگا اور قرآن مجید میں اُس کي نسبت کیا بیان هوا هی اور اُس کا مطلب کیا هی اس لیئے اولاً هم قیامت کا ذکر کرتے هیں *

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ (۱۲)

قیامت

قیامت کے دن کائنات کا جو حال ہوگا وہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں میں مذکور ہی *

۱ — یوم تبدل **الارض** غیرالارض **والسموات** و برزوا لله الواحد القهار — (۱۴ سورۃ ابراہیم — ۴۹) —	۱ — اُس دن بدل دی جاویگی زمین سوائے اُس زمین کے اور بدل دیئے جاوینگے آسمان اور حاضر ہونگے سامنے خدائے واحد قہار کے *
۲ — یوم تکون **السماء** کالمهل و تکون **الجبال** کالعهن — (۷۰ سورۃ المعارج — ۸ و ۹) —	۲ — جس دن کہ ہوگا آسمان تیل کی تلچھٹ کی مانند اور ہووینگے پہاڑ رنگ برنگ کے اون کی مانند *
۳ — یوم یکون **الناس** کالفراش المبثوث و تکون **الجبال** کالعهن المنفوش —(۱۰۱ سورۃ القارعہ — ۳ و ۴) —	۳ — جس دن ہوجاوینگے آدمی پراگندہ پتنگوں کی مانند اور ہو جاوینگے پہار رنگ برنگ کی دھنی ہوئی اون کی مانند *
۴ — کلا اذا دکت **الارض** دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا — (۸۹ سورۃ الفجر ۲۲ و ۲۳) —	۴ — جس وقت توری جاویگی زمین ریزہ ریزہ اور آویگا تمہرا پروردگار اور فرشتے صف کے صف *
۵ — فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت **الارض والجبال** فدکتا دکة واحدة فیومئذ وقعت الواقعة **وانشقت السماء** فهی یومئذ واهية والملک علی ارجائها ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانية — (۶۹ سورۃ الحاقہ ۱۳ — ۱۷) —	۵ — پھر جب پھونکا جاویگا صور میں ایک دفعہ کا پھونکنا اور اُٹھائی جاویگی زمین اور پہاڑ پھر توڑے جاوینگے ایک دفعہ کے توڑنے سے پھر اُس دن ہو پڑیگی ہونے والی (یعنی قیامت) اور پھٹ جاویگا آسمان پھر وہ اُس دن ہو جاویگا ڈھیلا اور فرشتے ہونگے اُس کے کناروں پر اور اُٹھاوینگے تمہرے پروردگار کے عرش کو اُن کے اوپر اُس دن آٹھ *

بسبب اُس کے جو تم کماتے تھے ٣٤

٦ — يوم ترجف الارض والجبال وكانت الجبال كثيبا مهيلا (٧٣ سورة المزمل ١٤) —	٦ — اُس دن کہ کانپیگی زمین اور پہاڑ اور ہوجاوینگے پہاڑ ڈھیلے بھربھری ریت کے *
٧ — يوما يجعل الولدان شيبا السماء منفطر به (سورة مزمل ١٧ و ١٨) —	٧ — وہ دن کہ کریگا لڑکوں کو بڈھا آسمان پھٹ گیا ہوگا اُس دن میں *
٨ — ان يوم الفصل كان ميقاتا يوم ينفخ في الصور فتاتون افواجا و فتحت السماء فكانت ابوابا و سيرت الجبال فكانت سرابا (٧٨ — سورة النباء ١٧ — ٢٠) —	٨ — بیشک فیصلہ کے دن کا وقت مقرر ہی جس دن پھونکا جاویگا صور میں تو تم آؤگے گروہ گروہ اور کھولا جاویگا آسمان اور وہ ہوجاویگا دروازے دروازے اور چلائے جاوینگے پہاڑ پھر ہو جاوینگے چمکنی ریت کی مانند *
٩ — اذا السماء انشقت و اذنت لربها و حقت و اذا الارض مدت و القت ما فيها و تخلت و اذنت لربها و حقت — (٨٤ — سورة انشقاق — ١ — ٥) —	٩ — جس وقت کہ آسمان پھٹ جاویگا اور کان لگائے رہیگا اپنے پروردگار (کے حکم) پر اور وہ اسی لایق ہی اور جب کہ زمین پھیلائی جاویگی اور ڈال دیگی جو کچھ اُس میں ہی اور خالی ہو جاویگی اور کان لگائے رہیگی اپنے پروردگار (کے حکم) پر اور وہ اسی لایق ہی *
١٠ — فاذا انشقت السماء فكانت وردة كالدهان — (٥٥ — سورة الرحمن ٣٧) —	١٠ — پھر جب پھٹ جاویگا آسمان تو ہوگا سرخ لعل رنگے ہوئے چمڑے کی مانند *
١١ — اذا السماء انفطرت واذا الكواكب انتثرت و اذا البحار فجرت و اذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت و اخرت — (٨٢ سورة انفطار — ١ — ٥) —	١١ — جبکہ آسمان پھٹ جاویگا اور جبکہ تارے جھڑ پڑینگے اور جبکہ سمندر پھوٹ بہینگے اور جبکہ قبریں پھاڑی جاوینگی جان لیگی ہر جان جو کچھ آگے بھیجا ہی اور پیچھے چھوڑا ہی *
١٢ — اذا الشمس كورت و اذا النجوم انكدرت و اذا الجبال سيرت	١٢ — جبکہ سورج لپیٹا جاویگا اور جبکہ تارے دھوندلے ہو جاوینگے اور جبکہ پہاڑ چلائے جاوینگے اور جبکہ دس مہینے کی گابھن

اِنَّ الَّذِیْنَ

و اذا العشار عطلت و اذا الوحوش حشرت و اذا
البحار سجرت و اذا النفوس زوجت
و اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت و اذا
الصحف نشرت و اذا **السماء** کشطت

و اذا الجحیم سعرت و اذا الجنۃ ازلفت علمت
نفس ما احضرت (۸۱ — سورۃ التکویر
۱ - ۱۳) —

۱۳ — اذا رجت **الارض** رجا و بست
الجبال بسا فکانت ہباء منبثا (۵۶
سورۃ الواقعہ ۴ — ۶) —

۱۴ — وما قدروا اللہ حق قدرہ **والارض**
جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ **والسموات**
مطویات بیمینہ سبحانہ و تعالی عما یشرکون —
ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من
فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری
فاذا ہم قیام ینظرون و اشرقت الارض بنور
ربہا و وضع الکتاب وجیء بالنبیین والشہداء
و قضی بینہم بالحق و ہم لا یظلمون (۳۹
سورۃ زمر ۶۷ — ۶۹) —

اونٹنی بیکار چھٹی رہینگی اور جبکہ وحشی
جانور (آدمیوں کے ساتھہ) اکھٹے کیئے جاوینگے
اور جبکہ سمندر آگ کی مانند بھڑ کائے جاوینگے
اور جبکہ جانیں جوڑا جوڑا کی جاوینگی اور
جبکہ زندہ گاڑی ہوئی لڑکی پوچھی جاویگی کہ
کس گناہ کے بدلے وہ ماری گئی اور جبکہ اعمال
نامے کھولے جاوینگے اور جبکہ آسمان کی کھال
کھینچی جاویگی اور جس وقت دوزخ دھکائی
جاوینگے اور بہشت پاس لائی جاوینگی
جان لیگی ہر جان کہ کیا حاضر لائی ہی *

۱۳ — جبکہ ہلائی جاویگی زمین زور کے
ہلانے سے اور ذرہ ذرہ کیئے جاوینگے پہاڑ بہت
چھوٹے چھوٹے ذرہ پھر ہوجاوینگے پھیلے ہوئے
غبار کی مانند *

۱۴ — اور نہیں قدر کی اُنہوں نے اللہ کی
حق اُس کی قدر کرنے کا اور ساری زمین
اُسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور
آسمان لپٹے ہونگے اُس کے داہنے ہاتھہ پر
پاک ہی وہ اور برتر ہی اُس سے کہ اُسکا
شریک کرتے ہیں — اور پھونکا جاویگا صور
میں پھر بیہوش ہو جاویگا جو آسمانوں میں
ہی اور جو زمین میں ہی مگر جس کو
چاہی خدا — پھر پھونکا جاویگا صور میں
دوسری دفعہ یکایک وہ کھڑے ہوئے ہونگے
دیکھتے — اور روشن ہوجاویگی زمین اپنے
پروردگار کے نور سے اور رکھی جاویگی کتاب

اور حاضر کیا جاویگا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جاویگا ان میں (یعنی لوگوں میں) ساتھہ حق کے اور وہ نہ ظلم کیئے جاوینگے *

۱۵ — یوم تاتی **السماء** بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم (۴۴ سورۂ دخان ۹ و ۱۰) —

۱۵ — جس دن آویگا آسمان دھواں ہوکر ڈھانک لیگا لوگوں کو یہہ عذاب ہی دکھہ دینے والا *

۱۶ — و یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات و من فی الارض الا من شاء الله و کل اتوه داخرین و تری **الجبال** تحسبها جامدة و هی تمر مر السحاب (۲۷ سورۂ نمل ۸۹ — ۹۰) —

۱۶ — اور جس دن پھونکا جاویگا صور میں تو گھبرا جاویگا جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں مگر جس کو چاہے الله اور ہر ایک اس کے سامنے آوینگے ذلیل ہوکر — اور تو دیکھیگا پہاڑوں کو (جن کو) تو سمجھتا ہی جمے ہوئے کہ وہ چلے جاتے ہیں بادل کے چلنے کی مانند *

۱۷ — یوم تمور **السماء** مورا و تسیر الجبال سیرا (۵۲ سورۂ الطور — ۹) —

۱۷ — جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان اچھی طرح کے پھٹنے سے اور چلینگے پہاڑ ایک قسم کے چلنے سے *

۱۸ — فاذا **النجوم** طمست و اذا السماء فرجت و اذا **الجبال** نسفت (۷۷ سورۂ مرسلات ۸ — ۱۰) —

۱۸ — جبکہ تارے بے نور کیئے جاوینگے اور جبکہ آسمان پھاڑے جاوینگے اور جبکہ پہاڑ ریزہ ریزہ کیئے جاوینگے *

۱۹ — اذا زلزلت **الارض** زلزالها و اخرجت **الارض** اثقالها (۹۹ سورۂ الزلزله — ۱ و ۲)

۱۹ — جبکہ زمین ہلائی جاویگی اپنے ہلنے سے اور نکالیگی زمین اپنے بوجھہ *

۲۰ — کل من علیها فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام (۵۵ سورۂ الرحمن ۲۶ و ۲۷) —

۲۰ — جو کوئی زمین پر ہی فنا ہونے والا ہی اور باقی رہیگی ذات تیرے پروردگار بزرگی والے اور اکرام والے کی *

اب دیکھنا چاہیئے کہ ان آیتوں میں نسبت کائنات موجودہ کے کیا بیان ہوا ہی *

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا

زمین — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ — بدل دی جاویگی زمین سوائے اس زمین کے — اور یہہ بیان ہی کہ زمین ریزہ ریزہ کردی جاویگی صور پھکنے کے ساتھہ زمین اوٹھائی جاویگی اور ایک دفعہ میں توڑدی جاویگی — قیامت کے دن زمین کپکپائی اور ہلائی جاویگی — قیامت میں زمین خدا کی مٹھی میں ہوگی — زمین کھینچی جاویگی یا پھیلائی جاویگی اور جو کچھہ اُس میں ہی وہ ڈالدیگی اور خالی ہوجاویگی *

پہاڑوں — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ وہ رنگ برنگ کی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوجاوینگے — صور پھکنے پر پہاڑ اوٹھائے جاوینگے اور توڑدیئے جاوینگے — وہ ہلائے جاوینگے اور پھر بھری ریت کے ٹیلہ کی مانند ہوجاوینگے — وہ ذرہ ذرہ کئے جلوینگے اور غبار کی مانند ہوجاوینگے — وہ جو جمے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ بادلوں کی مانند چلے جاتے ہونگے یا ایک طرح کے چلنے سے چلتے ہونگے — وہ سراب یعنی چمکتے ہوئے ریت کی مانند ہوجاوینگے *

سمندر — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ آگ کی مانند بھڑکائے جاوینگے — اپنی جگہہ سے پھوٹ بہینگے *

آسمانوں — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ آسمان بدل دیئے جاوینگے سوائے ان آسمانوں کے — وہ تیل کی تلچھٹ کی مانند ہوجاوینگے — وہ پھٹ جاوینگے سرخ رنگے ہوئے چمڑے کی مانند ہونگے اور ڈھیلے و سست پڑ جاوینگے اور دروازے کی مانند ہوجاوینگے وہ خدا کے داہنے ہاتھہ پر لپیٹ لئے جاوینگے — وہ دھوئیں کی مانند ظاہر ہونگے — وہ پھٹ جاوینگے اور ایک طرح کے چلنے سے چلینگے — اُن کی کھال کھینچی جاویگی *

سورج اور تاروں — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ — سورج لپیٹ لیا جاویگا تارے جھڑ جاوینگے اور ایک جگہہ آیا ہی کہ تارے دھوندلے ہوجاوینگے بے نور ہوجلوینگے *

انسان اور نفوس — کی نسبت بیان ہوا ہی کہ — آدمی ٹڈیوں کی مانند پراگندہ ہوجاوینگے — لڑکے بڈھے ہوجاوینگے آدمی یا روحیں فوج فوج آوینگے — وحشی جانور آدمیوں کے ساتھہ اکھٹے ہوجاوینگے *

سورہ الرحمن میں کہا ہی کہ جو کوئی زمین پر ہی فنا ہونے والا ہی اور پروردگار کی ذات ہی باقی رہیگی *

اب غور کرنا چاہئے کہ اگلے علماء نے ان آیتوں کی نسبت کیا کہا ہی اور کیا نتیجہ نکلا ہی — سورہ ابراہیم میں جو یہہ آیا ہی کہ قیامت میں زمین اور آسمان بدل جاوینگے

جھٹلایا ہماری نشانیوں کو

اُسکی نسبت تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ بدلنا دو طرح پر ہوسکتا ہی ایک اس طرح کہ اُس شی کی ذات باقی رہے اور اُسکی صفتیں بدل جاویں — دوسرے اس طرح کہ اُس شی کی ذات فنا ہوجاوے اور اُسکی جگہہ دوسری موجود ہوجاوے — اسکے بعد تفسیر کبیر میں بموجب محاورہ عرب کے اسکی مثالیں لکھی ہیں کہ تبدل کے لفظ کا استعمال دونوں طرح پر ہوتا ہی — اسی بنا پر ایک گروہ عالمین کی یہہ راے ہی کہ اس آیت میں تبدیل سے آسمان و زمین کی صفات کا تبدیل ہوجانا مراد ہی نہ اُنکی ذات کا — ابن عباس نے فرمایا کہ زمین سے یہی زمین مراد ہی مگر اُسکی صفتیں تبدیل ہوجاوینگی — پہاڑ زمین پر سے اڑ جاوینگے دریا پھوٹ نکلینگے زمین ایسی برابر ہوجاویگی کہ کہیں اونچا نیچا نہ دکھائی دیگا — حضرت ابوہریرہ نے جناب رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہی کہ خدا زمین کو بدل دیگا اور عکاظی چمڑے کی طرح اُسکو پھیلاکر بچھائیگا کہیں اُس میں اونچا نیچا نظر نہ آئیگا — خدا کا یہہ قول " والسموات " اسکے بھی یہی معنی ہیں کہ آسمان بدلکر اور طرح کا کردیا جاویگا جیسا کہ اس حدیث کا مطلب ہی کہ مسلمان کافر کے بدلے نہیں مارا جاویگا اور نہ وہ کافر جس سے عہد و پیمان ہی عہد و پیمان کے زمانہ تک " یعنی وہ شخص بھی کافر کے بدلے نہ مارا جاویگا جس سے معاہدہ ہوچکا ہی معاہدہ کے زمانہ تک آسمانوں کا بدلنا یوں ہوگا کہ ستارے متفرق ہوکر ٹوٹ پھوٹ جاوینگے آفتاب لپیٹ دیا

ففي الاية قولان — الاول ان المراد تبديل الصفة لا تبديل الذات قال ابن عباس رضي الله عنهما هي تلك الارض الا انها تغيرت في صفاتها فتسير عن الارض جبالها و تنفجر بحارها و تسوي فلا يرى فيها عوج ولا امت — وروي ابو هريرة رضي الله عنه عن النبي صلعم انه قال يبدل الله الارض غير الارض فيبسطها و يمدها مد الاديم العكاظي فلا ترى فيها عوجا ولا امتا — و قوله والسموات اي تبدل السموات غير السموات وهو كقوله عليه السلام لا يقتل مومن بكافر ولا ذو عهد في عهده و المعنى ولا ذو عهد في عهده بكافر و تبديل السموات بانتشار كواكبها و انفطارها وتكوير شمسها و خسوف قمرها و كونها ابوابا و انها تارة تكون كالمهل وتارة تكون كالدهان — والقول الثاني — ان المراد تبديل الذات قال ابن مسعود تبدل بارض كالفضة البيضاء النقية

وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا

لم يسفك عليها دم ولم تعمل عليها خطيئة فهذا شرح القولين ومن الناس من رجح القول الاول قال لان قوله يوم تبدل الارض المراد هذه الارض والتبدل صفة مضافة اليها وعند حصول الصفة لابد وان يكون الموصوف موجودا فلما كان الموصوف بالتبدل هو هذه الارض وجب كون هذه الارض باقية عند حصول ذلك التبدل ولا يمكن ان تكون هذه الارض باقية مع صفاتها عند حصول ذلك التبدل والا لامتنع حصول التبدل فوجب ان يكون الباقي هو الذات فثبت ان هذه الاية تقتضي كون الذات باقية والقائلون بهذا القول هم اللذين يقولون عند قيام القيامة لا يعدم الله الذوات والاجسام وانما يعدم صفاتها و احوالها — و اعلم انه لا يبعد ان يقال المراد من تبديل الارض والسموات هو انه تعالى يجعل الارض جهنم و يجعل السموات الجنة و الدليل عليه قوله تعالى كلا ان كتاب الابرار لفي عليين و قوله كلا ان كتاب الفجار لفي سجين -

(تفسير كبير جلد ۴ صفحه ۷۸)

جاویگا چاند دھندلا جائیگا آسمان میں دروازے ہو جاوینگے اور وہ کبھی تو تیل کی تلچھٹ کا سا ہوگا اور کبھی سرخ چمڑے کی مانند — دوسرا فرقہ کہتا ہی کہ تبدیل سے آسمان و زمین کی ذات کا بدل جانا مراد ہی — ابن مسعود کہتے ہیں کہ یہہ زمین بدلکر چمکتی ہوئی چاندی بن جاویگی جس پر نہ کبھی خونریزی ہوئی ہی اور نہ کبھی اُس پر گناہ کیا گیا ہی - بعضوں نے قول اول کو ترجیح دی ہی وہ یہہ کہتے ہیں کہ آیت میں اسی زمین کی نسبت تبدیلی کا لفظ ہی اور چونکہ تبدل ایک صفت ہی تو ضرور ہی کہ اُسکی تحقق کے وقت یہی موصوف یعنی یہی زمین موجود ہو یہہ بھی ظاہر ہی کہ تبدل کیوقت زمین کی صفتوں کو موجود ہونیکی نہیں تو اب ذات ہی کا باقی رہنا آیت سے لازم آیا - جنلوگوں کا یہہ مذہب ہی وہ کہتے ہیں کہ قیامت قایم ہونے کے وقت اللہ پاک جسموں اور ذاتوں کو سرے سے معدوم نکردیگا بلکہ صرف اُن کی صفتیں معدوم ہو جاوینگی - ممکن ہی کہ زمین اور آسمان کے بدلنے سے یہہ مراد لی جاوے کہ زمین کو خدا دوزخ بناویگا اور آسمانوں کو بہشت - اور خدا کا یہہ " قول کلا ان کتاب الابرار لفی علیین کلا ان کتاب الفجار لفی سجین" اس مطلب کی دلیل ہی *

اور اُن سے سرکشي کي

ان تمام حالات سے جو اوپر مذکور هوئے ثابت هوتا هی که قيامت کے دن اس دنيا کے تمام حالات بدل جاوينگے جو چيزيں که اب موجود هيں وہ معدوم نهيں هوے هيں بلکه اُن کے خواص و اوصاف تبديل هوجاوينگے *

شاہ ولي الله صاحب نے اپني تفهيمات ميں واقعات قيامت کو وقايع جو سے تعبير کيا هی يعني اُن واقعات سے جو آسمان و زمين کے درميان ميں هوتے هيں وہ لکهتے هيں که " تعود تلک الوقايع الی الانوار المحيطة فيقع ظلها فيستعد العالم لواقعة عظيمة من وقايع الجو فتهلک البشر والمواليد ويعود کل عنصر لمحله " انتهی يعني واقعات قبل قيامت مثل عالم ميں فسادات هونے اور دجال کے آنے اور حضرت عيسی کے تشريف فرمانے کے بعد انوار محيطه الٰهيه واقعه عظيمه کے هونے پر متوجه هونگے اور واقعات جو يعني جو آسمان و زمين کے بيچ ميں واقع هوتے هيں واقع هونگے بشر و مواليد سب مرجاوينگے اور هرايک عنصر اپني جگهه پر چلا جاويگا — خلاصه اس کا يهه هی که يهه نظام اولٹ پلٹ هوجاويگا *

تحقيقات جديد کي روسے جهاں تک معلوم هوسکا هی چاند کي نسبت معلوم هوا هی که کسي زمانه ميں اُس ميں آبادي تهي اور هوا مثل کرۂ ارض کے اُس کے محيط تهي پاني بهي اُس ميں تها — مگر اب محض ويران اور سوکهه کر کهنڈر هوگيا هی کوئي ذي نفس اُس ميں نهيں هی هوا بهي اُس کی محيط نهيں هی — يهه بهي کها جاتا هی که بعض کواکب جو حقيقت ميں بهت بڑے بڑے کرۂ زمين سے بهي سيکڑوں حصه بڑے تهے منتشر هوگئے اور اور کروں ميں جا ملے — يهه بهي خيال کيا جاتا هی که زمين کا مدار جو گرد آفتاب کے هی چهوٹا هوتا جاتا هی پس يهه خيال کرنے کي بات هی که زمانه ممتد کے بعد جسکا اندازه نهيں هوسکتا اور گو وہ لاکهوں کروڑوں برس کے بعد هو جب زمين کا مدار بهت چهوٹا هوجاويگا تو دنيا کا کيا حال هوگا — کيا سمندر نه اُبل جاوينگے کيا پهاڑ ريت کي مانند نهو جاوينگے — کيا يهه زمين نه بدل جاويگي — يهه آسمان جو همکو ايسا نيلا نيلا خوبصورت دکهائي ديتا هی کيا وہ تيل کی تلچهٹ کي مانند اور کبهي سرخ چمڑے کي مانند نظر نه آويگا — کيا يهه ستارے بے نور نه دکهائي دينگے — پس واقعه قيامت ايک ايسا واقعه هی جو اُمور طبعي کے مطابق اس دنيا پر واقع هوگا اور ضرور واقع هوگا مگر يهه کوئي نهيں کهه سکتا که کب واقع هوگا خدا تعالی نے اُس طبعي واقعه کو جا بجا اور مختلف طريقوں سے اسلئے بيان کيا هی که بندونکو خدا کي قدرت کامله پر وثوق هو اور

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

اُس وحده لاشريک کے سوا کسي دوسري چيز کو اپنا معبود نه بنائيں — دنيا ميں پهاڙوں کي پرستش هوتي تهي سمندر پوجے جاتے تهے دريا پوجے جاتے تهے آگ کي پرستش کيجاتي تهي چاند سورج کي پرستش هوتي تهي — ستاروں کي پرستش کے ليئے هيا کل بنائي گئي تهي اور اُن کي پرستش هوتي تهي اسليئے خدا نے اس طبعي واقعه کو جتلايا که يهه سب چيزيں ايک دن فنا يعني متغير هونے والي هيں اور اُن ميں سے کوئي بهي معبود هونے کے لايق نهيں هے پس قيامت کا ذکر جا بجا اسي غرض سے آيا هے که عجايب مخلوقات خدا کي جن ميں مخلوقات زمين اور آسمان اور کواکب زياده تر عجيب دکهائي ديتے هيں اور جن کي پرستش انواع اقسام سے لوگوں نے اختيار کي تهي اُس کو چهوڙيں اور صرف خدائے واحد کي جو ان سب چيزوں کا پيدا کرنے والا اور پهر فنا کرنے والا هے پرستش اختيار کريں *

يهه قيامت جس کا اوپر ذکر هوا يهه تو کائنات پر گذريگي مگر اصلي قيامت جو انسان پر گذريگي وه وه هے جس کا ذکر سورۂ قيامه ميں آيا هے اور اسکا خلاصه ان دو لفظوں ميں هے که " من مات فقد قامت قيامته " خدا تعالے فرماتا هے — که انسان پوچهتا هے که کب هوگا قيامت کا دن پهر (وه دن اُس وقت هوگا) جبکه آنکهيں پتهرا جاوينگي چاند کالا پڑجاويگا يعني آنکهوں کي روشني جاتي رهيگي اور آنکهيں اندر بيٹهه جاوينگي چاند سورج يعني رات دن اکٹهے هوجاوينگے که اُسکو کچهه تميز نرهيگي که دن هے يا رات سب چيز دهوندلي دکهائي ديگي اور اسي بنا پر کها گيا هے که انسان دن ميں کسي وقت مرے اُس کو شام کا وقت دکهائي ديگا — انسان کهيگا که اس دن بهاگ جانے کي کهاں جگهه هے هرگز کوئي جگهه پناه کي نهيں — تيرے پروردگار هي کے پاس اُس دن تهيرنے کي جگهه هے — اُس دن جان ليگا انسان که اُسنے کيا آگے بهيجا هے اور کيا پيچهے چهوڙا

يسئل ايان يوم القيامة — فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر يقول الانسان يومئذ اين المفر كلا لا وزر الى ربك يومئذ المستقر ينبؤ الانسان يومئذ بما قدم واخر بل الانسان على نفسه بصيرة و لو القى معاذيره

(۷۵ — سورة قيامه)

وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة و وجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها فاقرة كلا اذا بلغت التراقي و قيل من راق و ظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ المساق —

(۷۵ سورة قيامه)

هرگز نه کهلے جاوینگے اُن کے لیئے

هی - بلکه انسان اپنے آپ کو خوب پهچانتا هی گو که درمیان میں بهت سے عذر لا ڈالے *

اس کے بعد یهه فرمایا هی که اس دن کتنے منهه ترو تازہ هونگے اپنے پروردگار کیطرف دیکهتے هونگے اور اُس دن کتنے منهه تهوتاڑے هوئے هونگے گمان کرینگے که اُن پر مصیبت پڑنے والی هی - جسوقت که جان نرخرے میں پهونچتی هی اور کها جاتا هی کون ہے پهر آواز نهیں نکلتی اتنا هی کهه کر چپ هو جاتا هی — پهر کها جاتا هی — جهاڑنے پهونکنے والا — پهر چپ هو جاتا هی — اور جان لیا که بے بیشک اب جدائی هی اور لپٹ لیا ایک پنڈلی کو دوسری پنڈلی سے - اُس دن تیرے پروردگار کے پاس چلنا هی *

یهه تمام حالت جو خدا نے بتائی انسان پر مرنے کے وقت گذرتی هی اور اس سوال کے جواب میں که قیامت کا دن کب هوگا بتائی گئی هی اور اس سے صاف ظاهر هی که هرانسان کی اصلی قیامت اُس کا مرنا هی اور " من مات فقد قامت قیامته " بهت صحیح و سچا قول هی - اگرچه اگلے علما نے اس باب میں اختلاف کیا هی که انسان کی ایسی حالت کب هوگی بعضوں نے کها که موت کے وقت بعضوں نے کها که بعث کے وقت بعضوں نے کها که دوزخ کو دیکهنے کے وقت مگر قرآن مجید کی عبارت سے صاف ظاهر هی که یهه بیان موت کے وقت کی حالت کا هی جس میں ذرا بهی شبهه نهیں هوسکتا - جن عالموں نے اس حالت کو وقت موت کی حالت قرار دیا هی اُنهوں نے خسف قمر کے لفظ سے آنکهه کی روشنی کا جاتا رهنا مراد لیا هی تفسیر کبیر میں هی که " جولوگ که آنکهه کے چوندهیانے کو موت کی علامت قرار دیتے هیں وه " خسف القمر " کے معنی یهه کهتے هیں که نگاه کی روشنی جاتی رهیگی — عرب میں آنکهه جب پهوٹ جاوے یهانتک که ڈهیلا سرمیں بیٹهه جاوے تو کهتے هیں " عین خاسفة " یهه محاوره خسف الارض سے نکلا هی جس کا استعمال زمین کے دهنس جانے کے وقت هوتا هی — اور خدا کا یهه قول " جمع الشمس والقمر " روح کے عالم آخرت کی طرف چلے جانے سے کنایه هی گویا وه دوسری دنیا ایک

فاما من يجعل برق البصر من علامات الموت قال معنى و خسف القمر اے ذهب ضوءالبصر عندالموت يقال عين خاسفة اذا فقئت حتى غابت حدقتها فى الراس واصلها من خسف الارض اذا ساخت بما عليها وقوله جمع الشمس والقمر كناية عن ذهاب الروح الى عالم الآخرة كان الآخرة كالشمس فانه يظهر فيها المغيبات وتتضح فيها المبهمات والروح كالقمر كما ان القمر يقبل النور من الشمس فكذا الروح

تقبل نور المعارف من عالم الاخرة ولا شک ان تفسیر هذه الآیة بعلامات القیامة اولی من تفسیرها بعلامات الموت و اشد مطابقة لها (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحه ۴۰۹) -

آفتاب هی کیونکه اُس میں چهپي اور مبہم باتیں کهل پڑینگي اور روح گویا چاند هی جسطرح چاند آفتاب سے روشني پاتا هی اسیطرح روح بهي عالم اخرت سے معرفت کے انوار حاصل کرتي ا هی اور کچهه شک نہیں که اس آیت کي تفسیر قیامت کي علامتوں سے کرني اس سے کہیں بہتر هی که اُسکي تفسیر موت کي علامتوں سے کي جاوے " *

صاحب تفسیر کبیر کا یهه کہنا که اس آیت کي تفسیر علامات قیامت سے کرني بهنسبت علامات موت کے بہتر هی کسي طرح صحیح نہیں هوسکتا الفاظ کلا اذا بلغت التراقي وقیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق بالکل شاهد اسبات پر هیں که اس تمام سورة میں جو حالات مذکور هیں وه حالات عندالموت کے هیں - جمع الشمس والقمر کي جو توضیح تفسیر کبیر میں بیان هوئي هی وه بهي دور ازکار هی - خسف قمر یعني آنکهوں کي روشني جانے اور آنکهوں کے بیٹهه جانے کے بیان کے بعد جمع الشمس والقمر کا لفظ صاف دلالت کرتا هی اُن دونوں میں تمیز نرهنے کا چاند کا تعلق رات سے هی اور سورج کا دن سے اس لیئے اُن دونوں سے رات دن کا کنایه کیا گیا هی اور مطلب یهه هی که موت کے وقت اسبات کي تمیز که دن هی یا رات کچهه نهوگي *

همارے اس بیان سے یهه مطلب نہیں هی که جو واقعات کائنات پر ایک دن گذرنے والے هیں اور جن کا بیان پہلے هوچکا وه نهونگے بلکه وه اپنے وقت پر هونگے اور جو کچهه اُن میں هونا هی وه هوگا اور اُس زمانه کے انسان اور وحوش و طیور پر جو کچهه گذرنا هی گذریگا اور اُسوقت جو حال روحوں کا اور ملائکه کا هونا هی وه هوگا - مگر جو لوگ اُس سے پہلے مرچکے هیں اُن کے لیئے قیامت اُسي وقت سے شروع هوتي هی جبکه وه مرے *

حشر اجساد

حشر اجساد کي نسبت جیساکه شرح مواقف میں لکها هی پانچ مذهب هیں * .

اعلم ان الاقوال الممکنة في مسئلة المعاد لا تزید علی خمسة (الاول) ثبوت المعاد

معاد کے مسئله میں جو اقوال کہے جاسکتے هیں وه صرف پانچ هیں *

دروازے آسمان کے

الجسماني فقط و هو قول اكثر المتكلمين النافين للنفس الناطقة (والثاني) ثبوت المعاد الروحاني فقط و هو قول الفلاسفة الالهيين (والثالث) ثبوتهما معاً و هو قول كثير من المحققين كالحليمي والغزالي والراغب وابوزيد الدبوسي و معمر من قدماء المعتزلة و جمهور من متاخري الامامية و كثير من الصوفية فانهم قالوا الانسان بالحقيقة هوالنفس الناطقة و هي المكلف والمطيع والعاصي والمثاب والمعاقب والبدن يجري منها مجرا الالة والنفس باقية بعد فساد البدن فاذا اراد الله حشرالخلائق خلق لكل واحد من الارواح بدنا يتعلق به و يتصرف فيه كما كان في الدنيا (والرابع) عدم ثبوت شي منهما و هذا قول القدماء من الفلاسفة الطبيعيين (والخامس) التوقف في هذه و هوالمنقول عن جالينوس فانه قال لم يتبين لي ان النفس هل هي المزاج فينعدم عندالموت فيستحيل اعادتها اوهي جوهر باق

(۱) صرف معاد جسمانی کا ثبوت اور یہہ اُن اکثر متکلمین کا مذہب هی جو نفس ناطقہ کا انکار کرتے هیں (۲) صرف معاد روحانی کا ثبوت، یہہ مذہب فلاسفۂ الٰہیین کا هی (۳) دونوں کا ثبوت، اور یہی اکثر محققوں کا مذہب هی مثلاً حلیمی - غزالی - راغب - ابو زید الدبوسی - معمر (جوکہ قدیم معتزلوں میں سے هی) اور عموماً متاخرین شیعہ اور اکثر صوفیوں کا - یہہ لوگ کہتے هیں کہ انسان حقیقت میں صرف نفس ناطقہ کا نام هی وهی مکلف هی وهی عاصی اور مطیع هی اُسی پر ثواب عذاب هوتا هی اور بدن تو بجائے ایک آلہ کے کام دیتا هی جسم خراب هوجاتا هی پھر بهی نفس باقی رهتا هی پس جب خدا قیامت کے دن مخلوقات کو اُٹھانا چاهیگا تو هرایک روح کے لیئے ایک مخصوص جسم بناویگا جس سے روح کا تعلق ویسا هی هوگا جیسا کہ دنیا میں تها (۴) ان دونوں میں سے کسیکا ثبوت نہیں فلاسفہ طبیعیین میں سے قدما کا یہی مذہب هی (۵) بالکل سکوت اختیار کرنا یہہ مذہب جالینوس سے منقول هی اُس کا قول هی کہ مجھکو یہہ نہیں ثابت هوتا کہ نفس آیا مزاج هی تو موت کے وقت معدوم هوجاویگا تو اُس کا اعادہ ناممکن هوگا یا وہ ایک جوهر هی جو بدن کے خراب هونے پر باقی رهتا هی

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

بعد فساد البنية فيمكن المعاد (شرح مواقف) * اس حالت میں معاد بهي ممکن هوگي *

میرے نزدیک قول ثالث جو مذهب اکثر محققین کا هی صحیح هی صرف اس قدر اختلاف هی که میں اُن بزرگوں کي اس راے کو که جب خدا تعالی حشر کرنا چاهیگا تو هر ایک روح کے لیئے ایک جسم پیدا کردیگا جس سے وه روح متعلق هوجاویگي تسلیم نهیں کرتا میرے نزدیک یهه بات هی که روح نسمه سے جب مل جاتي هی تو خود ایک جسم پیدا کرلیتي هی اور جب انسان مرتا هی اور روح اُس سے علاحده هوتي هی تو خود ایک جسم رکهتي هی ـ جیسیکه مسئله خامسه میں هم نے بیان کیا هی پس حشر میں کوئي نئي زندگي نهیں هی بلکه پهلي هي زندگي کا تتمه هی شاه ولي الله صاحب کا بهي یهي قول هی جیساکه اُنهوں نے حجة الله البالغه میں کها هی *

جسموں کا اُٹهنا اور روحوں کا اُن میں پهر آنا یهه کوئی نئي زندگي نهیں هی بلکه اُسي پهلي زندگي کا تتمه هی جس طرح زیاده کهاجانے سے بدهضمي هو جاتي هی اگر ایسا نهو تو لازم آوے که یهه کوئي دوسري خلقت هو اور اُن لوگوں کے کیئے کا (یعني جو دنیا میں تهے) کچهه بدلا هي نهو *

> ان حشر الاجساد و اعادة الارواح اليها ليست حيواة مستانفة انما هي دمة النشاة المتقدمة بمنزلة التخمة لكثرة الاكل كيف ولولا ذلك لكانوا غيرالاولين و لما اخذوا بما فعلوا ـ
> (حجة الله البالغه صفحه ۳۶)

قرآن مجید سے بهي یهي بات ثابت هوتي هی بشرطیکه تمام آیات ماسبق و مالحق پر بامعان نظر ایک مجموعي حالت سے غور کیا جاوے نه فرداً فرداً اور ایک مضمون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ـــ اول یهه بات قابل غور هی که کونسے عقیده کے رد کرنے کے لیئے قرآن مجید میں آیات حشر و نشر وارد هوئي هیں ـ خود قران مجید سے پایا جاتا هی که جن لوگوں کا عقیده یهه تها که روح کوئي چیز نهیں هی انسان پیدا هوتا هی اور پهر مرکر نسیا منسیا هوجاتا هی هوا هوا میں مٹي مٹي میں مل جاتي هی اور کچهه نهیں رهتا اُس عقیده کي تردید کے لیئے آیات حشر و نشر نازل هوئي هیں چنانچه خدا تعالی نے سورة جاثیه میں

اُن لوگوں کا قول نقل کیا هی که وه کهتے هیں که هماري دنیا کي یهه زندگي کیا هی هم مرتے هیں اور هم جیتے هیں اور همکو زمانه هي مارتا هی نه اور کوئي ـــ خدا نے کها

> و قالوا ما هي الاحياتنا الدنيا نموت و نحيي وما يهلكنا الا الدهر و ما لهم بذلك من علم ان هم الا يظنون و اذا تتلى عليهم آياتنا بينات

اور نه داخل هونگے جنت میں

ما كان حجتهم الا ان قالوا ائتوا بابائنا ان كنتم صادقين (۴۵ سورة جاثيه ۲۳ ـ ۲۴) ـ

که اُن کو اس کا علم نهیں هی وه صرف ایسا گمان کرتے هیں اور جب امر هماري واضح آیتیں پڑهي جاتي هیں تو اُن کي حجت بجز اس کے اور کچهه نهیں هوتي که وه کهتے هیں که همارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے هو *

اسي کي مانند سوره انعام میں بهي خدا تعالی نے اُن کا قول نقل کیا هی که وه کهتے

و قالوا ان هي الا حياتنا و ما نحن بمبعوثين ـ و لو ترى اذ وقفوا الى ربهم قال اليس هذا بالحق قالوا بلى و ربنا (۶ سورة انعام ۳۰ و ۳۱) ـــ

هیں که هماري یهه زندگي کیا هی صرف دنیا کي زندگي هی اور هم پهر اُٹهنے والے نهیں هیں خدا نے فرمایا که جب تو دیکهیگا اُن کو اپنے پروردگار کے سامنے کهڑا هوا تو خدا اُن سے کهیگا که کیا یهه سچ نهیں هی اُس وقت وه کهیں گے که هاں قسم همارے پروردگار کي یهه سچ هی *

سوره صافات میں هی که وه لوگ کهینگے که کیا جب هم مرجاوینگے اور مٹي اور هڈیاں

ائذا متنا و كنا ترابا و عظاما ائنا لمدينون ـ (۷ سورة صافات ـ ۵۱)

هو جاوینگے کیا بدلا دیے جاوینگے یعني اعمال کي سزا و جزا همکو دي جاویگي پس اس سے صاف ثابت هی که اُن لوگوں کو موت کے بعد جزا و سزا هونے سے استبعاد تها اور اس استبعاد کا سبب بجز روح کے انکار کے اور کچهه نهیں هوسکتا اور اس سے بخوبي روشن هوتا هی که اس مباحثه کا موضوع درحقیقت اس جسم کا جو هم دنیا میں رکهتے هیں دوباره پتلا بنکر اُٹهنے کا تها هي نهیں بلکه جزا و سزا کا بعد موت هونا موضوع تها ـ اور یهي سبب هی که هم ان تمام آیتوں کا معدوم جسم کے دوباره موجود هونے سے کچهه تعلق هي نهیں سمجهتے *

اب اسباب کو ذهن میں رکهه کر که آیات حشر واسطے تردید عقیده عدم یقین روح کے نازل هوئي هیں قرآن مجید پر غور کیا جاوے تو ظاهر هوتا هی که موضوع اُس بحث کا اس جسم کے جو هم اس دنیا میں رکهتے هیں دوباره اُٹهنے کا هے هي نهیں اور نه قرآن مجید میں اس جسم کے دوباره اُوٹهنے کا ذکر هی ـ جبکه وه لوگ روح کے قایل نه تهے تو ثواب و عقاب کا حال سنکر اُن کو تعجب هوتا تها کیونکه وه جانتے تهے که جب آدمي مرگیا تو

حتی یلج الجمل

گی سرکو معدوم ہوگیا ثواب و عذاب کیسا اور کس پر اور متعجب ہوکر کہتے تھے کہ کیا ہم پھر زندہ ہونگے کیا ہماری گلی ہوئی ہڈیاں پھر جی اُٹھینگی کیونکہ وہ لوگ بغیر اس دنیا کی زندگی اور بدون اس جسم کے جو دنیا میں تھا انسان کا موجود ہونا جس پر عذاب ہو یا ثواب ملے نہیں سمجھتے تھے — خدا نے متعدد طرح سے اس کو سمجھایا اور حشر کے ہونے پر یقین دلایا اور اُسپر اپنے قادر ہونے کو متعدد مثالوں سے بتایا مگر یہہ کہیں نہیں کہا کہ یہی جسم جو دنیا میں ہی پھر اُٹھیگا اور اُسی جسم میں پھر جان ڈالی جاویگی *

شاہ ولی اللہ صاحب اس جسم کے جو دنیا میں ہی دوبارہ اُٹھنے کے قایل نہیں ہیں چنانچہ اُنہوں نے تفہیمات الہیہ میں بعد بیان واقعات قیامت کے لکھا ہی که اُس کے بعد نفوس جو مرگئے ہیں یعنی جو صاحب نفوس که مرگئے ہیں اُن کے نفوس کھڑے ہو جاوینگے اور اُن کا تعلق جسم سے قوی تر ہوگا اور ریزہ کی ہڈی باقی رہ جاویگی یعنی ایک ایسا نشان جس سے پہچانا جاوے که یہہ فلاں شخص کا بدن ہی پھر وہ بدن سے ملجاویگی — ایک اَور قسم کی روحیں آوینگی جو حیران ہونگی که اُن کی ریزہ کی ہڈی کا نشان ہی باقی نرہا ہوگا تو وہ ایک ایسی زمین میں پہونچی جاوینگی جس سے اُن کو کچھہ مناسبت ہوگی — ایک اور قسم کی روحیں آوینگی جن کو روحوں کے برانگیختہ ہونے اور صور کے پھنکنے کے وقت ایک مثالی جسم اختیار کرنا ہوگا فرشتوں اور شیاطین کے جسم مثالی کی مانند — تو یہہ زندگی کوئی ابتدائی زندگی نہوگی بلکہ اُسیکی تکمیل کے لیئے ہوگی جو اُن میں ہی بطور بدلا دیئے کے — پھر یہہ جسم ایک ہیئت نسمیہ میں اوپر کو چڑھینگے اور حشر کے واقعات میں داخل ہونگے *

> فنقوم (اے بعد وقوع الواقعات) انفس ماتت وهي اشد ضماما بالجسد وبقيت عجب ذنبها اى الاثر الذي به تعرف انه بدن فلان فيلصق بالجسد — و يجي جنس اخر هائمة ولاكن لم يبق عجب ذنبها فينفخ في جسد من الارض باعتدال هناك — و جنس اخر يستوجب عند هيجان الارواح و انتفاخها ان يتجسد بجسد مثالي كالملائكة والشياطين — فلا يكون تلك الحياة مبتدءة بل لتكميل ما فيها مجازاة فيتصعد تلك الاجساد الى هيئة نسمية وتدخل في حوادث الحشر (تفهيمات الهيه صفحه ۳۸۸) —

اس مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب نے تین قسم کی روحیں ٹھرائی ہیں اور اُن کے لیئے

یہاں تک کہ گھس جاوے اونٹ

متعدد قسم کے جسد قرار دیئے ھیں مگر اس جسد کا جو دنیا میں قبل موت تھا اُس کا دوبارہ اُٹھنا اور اُس میں روح کا آنا بیان نہیں کیا اس سے ثابت ہوتا ھی کہ شاہ صاحب بھی اس جسد کے جو دنیا میں ھی اُٹھنے کے قایل نہیں ھیں بلکہ اُنہوں نے بھی اُسی قول ثالث کو اختیار کیا ھی جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ھی ۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے سوا اور مفسرین نے بھی اس قول کی تائید کی ھی چنانچہ

قوله — ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه — و تقریرہ ان الانسان ھو ھذا البدن فاذا مات تفرقت اجزاء البدن واختلطت تلک الاجزاء بسایر اجزاء التراب و تفرقت فی مشارق الارض و مغاربها فکان تمیزها بعد ذلک من غیرها محالا فکان البعث محالا — و اعلم ان ھذہ الشبھة ساقطة من وجهین — الاول — لا نسلم ان الانسان ھو ھذا البدن فلم لا یجوز ان یقال انه شی مدبر لھذا البدن فاذا فسد ھذا البدن بقی ھو حیا کما کان و حینئذ یکون اللہ تعالی قادرا علی ان یردہ الی ای بدن شاء و اراد و علی ھذا القول یسقط السوال و فی الایة اشارة الی ھذا لانه اقسم بالنفس اللوامه ثم قال ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه و ھو تصریح بالفرق بین النفس والبدن (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحه ۳۰۸)

تفسیر کبیر میں سورۃ قیامه کی تفسیر میں یہہ تقریر لکھی ھی کہ جو اعتراض کیا جاتا ھی کہ انسان تو یہی موجودہ بدن ھی پھر جب انسان مرگیا تو بدن کے اجزا متفرق ہوگئے اور مٹی میں ملکر مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک پھیل گئی اب ان اجزاء کا دوسری مٹی کے اجزاء سے ممتاز ہونا ناممکن ھی تو قیامت بھی ناممکن ہوگی تو یہہ اعتراض دو طور سے مندفع ہوتا ھی (۱) ہمکو یہہ تسلیم نہیں کہ انسان اس بدن کا نام ھی ممکن ھی کہ وہ ایک ایسی چیز ھو جو اس بدن کی مدبر ھو اور جب بدن خراب ھو جاوے تو وہ اپنی حالت پر زندہ رہے اب خدا کو اس بات پر قدرت ھی کہ اُس کو کوئی اور بدن دیدے چنانچہ اس آیت میں بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ھی کیونکہ خدا نے پہلے تو نفس لوامه کی قسم کھائی پھر فرمایا کہ کیا انسان یہہ خیال کرتا ھی کہ ہم اُس کی ہڈیاں نہ اکھٹی کرینگے اس سے صاف پیدا ہوتا ھی کہ نفس اور بدن دو چیزیں ھیں ۔

اب ہم یہہ بات ثابت کرتے ھیں کہ قران مجید سے بھی اس موجودہ جسم کا دوبارہ
نحن خلقنا کم فلولا تصدقون افرئیتم ما اُٹھنا نہیں پایا جاتا بلکہ ایک اور قسم کے

فِي سَمِّ الْخِيَاطِ

تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن الخالقون — نحن قدرنا بينكم الموت و ما نحن بمسبوقين على ان نبدل امثالكم و ننشئكم في ما لا تعلمون - (۵۶ سورة واقعه ۵۷ - ۶۱) -

جسم کا هونا ثابت هوتا هی خدا نے سورة واقعه میں فرمایا هی که - همنے تمکو پیدا کیا پھر کیوں نہیں تم مانتے - پھر کیا تم سمجھتے هو جوکچھه تم عورتوں کے رحم میں ڈالتے هو کیا تم اُس کو پیدا کرتے هو یا هم پیدا کرنے والے هیں - همنے مقدر کی هی تم میں موت اور هم اس بات سے پیچھے نہیں رهے یعنی عاجز نہیں هیں که هم بدل دیویں اوصاف تمهارے اور هم تمکو پیدا کریں اُس صفت میں جس کو تم نہیں جانتے *

اس آیت میں لفظ امثال کا جمع هی لفظ مثل بفتح المیم والثاء کی اور تمام آیات ماسبق و مالحق سے جو اس سورة میں هیں صاف ظاهر هی که حالات حشر اس میں مذکور هیں - خدا فرماتا هی که همنے موت کو تم میں مقدر کیا هی اور هم اس بات سے عاجز نہیں هیں که جو اس زندگی میں تمهارے اوصاف هیں اُن کو بدل دیں اور پیدا کریں ایسے اوصاف میں جن کو تم نہیں جانتے - لفظ پیدا کرنے سے صاف پایا جاتا هی که موجوده اوصاف کے معدوم هونے کے بعد پیدا کرنا مراد هی — جو لوگ روح کے قایل نہیں تھے اور وهی لوگ حیات بعدالموت کے قایل نه تھے اور وهی لوگ ان آیتوں میں مخاطب هیں اسی بدن کو جو انسان دنیا میں رکھتا هی انسان کے اوصاف سمجھتے تھے - طویل القامت بادي البشرة عريض الاظفار ماش على قدميه وغير ذلک - اب خدا نے فرمایا که ان اوصاف یعنی اس جسم کے فنا هونے کے بعد هم اس بات سے عاجز نہیں هیں که ان اوصاف کو بدل کر تمکو اَور اوصاف میں یعنی دوسری قسم کے جسم میں جس کو تم نہیں جانتے پیدا کریں — پس یهه آیت صاف دلیل اس بات کی هی که حیات بعدالموت میں روح کے لیئے یهه جسم جو دنیا میں هی نہوگا بلکه ایک اَور قسم کا جسم هوگا *

یهه وه حقایق هیں جو نه حکمت یونان میں پائے جاتے هیں اور نه فلسفه و علم کلام میں بلکه یهه انوار هیں مشکواة نبوت محمدی صلی الله علیه وسلم کے جو بلا واسطه سفینه سینه مابور محمدی سے سینه احمدی میں پہونچے هیں — گوکه نابلدان کوچه حقیقت ان انوار محمدی کو نعوذ بالله کفر و زندقه سے منسوب کریں *

و ما تلک الا شقشقة هدرت فجاشت النفس بما حبست لها ثم قرت مع ان لكل جواد كبوة و لكل سيف نبوة *

سوئي کے ناکے میں

لمؤلفه

فلاطوں طفلکے باشد به یونانے که من دارم * مسیحا رشک میدارد به درمانے که من دارم
ز کفر من چه میخواهي ز ایمانم چه می پرسي * همان یک جلوه عشق است ایمانے که من دارم
خدا دارم دلے بریاں ز عشق مصطفی دارم * ندارد هیچ کافر ساز و سامانے که من دارم
ز جبریل امیں قرآں به پیغامے نمیخواهم * همه گفتار معشوق است قرآنے که من دارم
فلک یک مطلع خورشید دارد با همه شوکت * هزاراں ابنچنیں دارد گریبانے که من دارم
ز برهاں تا به ایماں سنگ ها دارد ره واعظ * ندارد هیچ واعظ همچو برهانے که من دارم

اب هم قران مجید کي اور آیتوں کو جو اس مضمون سے زیادہ تعلق رکھتي هیں اس مقام پر لکھتے هیں اور بتاتے هیں که جب بامعان نظر اُن کو دیکھا جاوے اور منکرین روح کے عقاید کو بھي مد نظر رکھا جاوے تو اُن سے اس جسم کا جو دنیا میں هی دوبارہ اُٹھنا ثابت نہیں هوتا اور وہ آیتیں یہه هیں *

خدا نے سورہ نوح میں فرمایا که خدا نے اُگایا تمکو زمین سے ایک قسم کا اُگانا پھر تمکو

> ۱ — والله انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم فیها و یخرجکم اخراجا — (۷۱ سورہ نوح ۱۶ و ۱۷) —

پھیر کر لیجاویگا اُس میں اور نکالیگا تمکو ایک طرح کا نکالنا — انسان زمین سے مثل نباتات کے نہیں اُگا — اسي طرح نه مثل نباتات کے دوبارہ زمین سے نکلیگا پس یہه صرف تشبیہه معدوم هونے کے بعد پھر پیدا هونے کي هی نه اس بات کي که انسان بعد مرنے کے مثل نباتات کے پھر زمین میں سے نکلیگے و یخرجکم اخراجا میں لفظ منها کے ترک هونے سے یعني و یخرجکم منها اخراجا نه کہنے سے اس مطلب کو جو همنے بیان کیا اور زیادہ تقویت هوتي هی *

خدا تعالی نے سورہ اعراف میں اس طرح پر فرمایا هی که وہ وہ هی که بھیجتا هی

> ۲ — هو الذي یرسل الریاح بشرا بین یدي رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات کذلک نخرج الموتي لعلکم تذکرون — (۷ سورہ اعراف — ۵۵)

هواؤں کو خوش خبري دینے والیاں اپني رحمت کے آنے کي یہاں تک که جب اُٹھاتے هیں بوجھل بادل تو هم اُن کو هانک لیجاتے هیں مرے هوئے شہر کو پھر اُس سے برساتے

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۸﴾

هيں پاني پهر هم اُس سے نكالتے هيں هر طرح كے ميوے اسي طرح هم نكالينگے مردوں كو — ادنى تامل سے معلوم هوتا هى كه اس آيت ميں بهي صرف بعد معدوم هونے كے پهر موجود هونے كا بيان هى اس سے زيادہ اور كسي چيز كا بيان نهيں اور اس مطلب كو سورۂ ملايكه كي آيت جو ابهي هم لكهتے هيں زيادہ صاف كرديتي هى *

خدا تعالى نے سورۂ ملايكه ميں فرمايا هى اور الله وہ هى جس نے بهيجا هى هواؤں

۳ — والله الذي أرسل الرياح فتثير سحابا فسقناه الى بلد ميت فاحيينا به الارض بعد موتها كذلك النشور (۳۵ سورۂ ملايكه ۱۰) —

كو پهر أٹهاتے هيں بادلوں كو پهر هم اُس كو هانك ليجاتے هيں مرے هوئے شهر كي طرف پهر اُس سے زندہ كرتے هيں زمين كو اُس كے مرجانے كے بعد اسي طرح مردوں كا زندہ هونا هى — في القاموس — النشر — احياء الميت كالنشور والانشار — اس آيت ميں نخرج كا لفظ استعمال نهيں هوا بلكه نشر كا لفظ استعمال هوا هى جس سے صاف ظاهر هوتا هى كه صرف مردوں كے پهر موجود هونے كي تشبيهه هى نه اُس جسم كي جو دنيا ميں موجود تها قبر ميں سے نكلنے كي *

ظاهر ميں سورۂ طه كي آيت اس امر كي جو همنے بيان كيا مخالف معلوم هوتي هى كيونكه اُس ميں لفظ منها كا بهي موجود هى

۴ — منها خلقناكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة أخرى — (۲۰ طه — ۷۵) —

جو سورۂ اعراف كي آيت ميں نه تها مگر هرگز وہ آيت مخالف نهيں هى سورۂ طه ميں خدا تعالى نے فرمايا كه همنے تمكو زمين سے پيدا كيا اور أسي ميں پهر كر ليجاوينگے اور أسي سے تمكو دوسري دفعه نكالينگے — انسان كو خدا نے زمين ميں سے نهيں پيدا كيا بلكه ماں كے پيٹ سے پيدا كيا هى پس اُس كا زمين سے پيدا كرنا مجازاً بادنى ملابست بولا گيا هى اسي طرح اُس كے مقابله ميں زمين سے دوسري دفعه نكلنا بهي مجازاً بادنى ملابست بولا هى پس اس سے يهه مطلب كه يهى جسم جو دنيا ميں موجود تها پهر دوبارہ زمين سے نكليگا ثابت نهيں هوتا *

ايك اور آيت بهي هى جس كي تحقيق اسي مقام كے مناسب هى اور وہ سورۂ ق كى آيت هى خدا تعالى نے يوں فرمايا هى

واستمع يوم ينادي المناد من مكان قريب يوم يسمعون الصيحة بالحق ذلك يوم الخروج — انا نحن نحيي و نميت و الينا المصير يوم

كه — سن ايك دن پكاريگا پكارنے والا پاس كے مقام سے — ايك دن سنينگے زور كي آواز

اور اسي طرح هم بدلا دیتے هیں گنهگاروں کو ۳۸

تشقق الارض عنهم سراعا ذلک حشر علینا یسیر - (۵۰ - سورۃ ق - ۳۸ - ۴۳) -

یهه هی دن نکلنے کا یعني اپني اپني جگهه سے روحوں کے معه اُن اجسام کے جو مفارقت بدن کے وقت اُن کو حاصل هوئي تهي نکلنے کا اور ایک جگهه جمع هونے کا نه یهه که اُن اجسام کا جو دنیا میں موجود تهے دوبارہ پهلا سنکر نکلنے کا — اس کے بعد خدا نے فرمایا که بے شک هم زندہ کرتے هیں اور هم مار ڈالتے هیں اور هماري طرف پهر آنا هی جلدي کرتے هوئے اُس دن که پهٹ جاویگي اُن سے زمین یهه اکهٹا کرنا هم پر آسان هی — اس جمله سے یهه سمجهنا نه زمین کا پهٹنا مردوں کے جسموں کے نکلنے کا باعث هوگا محض غلط خیال هی بلکه یوم تشقق الارض سے یوم قیامت مراد هی — اور متعدد آیتوں میں یهه مضمون اسي مراد سے آیا هی نتیجه یهه هی که قیامت کے دن سب روحیں اکهٹي هونگي اس آیت کو اُن جسموں کے جو دنیا میں تهے دوبارہ اُٹهنے سے کچهه بهي تعلق نهیں هی *

خدا تعالی نے سورۃ نازعات میں فرمایا هی که

یقولون ائنا لمردودون فی الحافرۃ ائذا کنا عظاما نخرۃ قالوا تلک اذا کرۃ خاسرۃ فانما هی زجرۃ واحدۃ فاذا هم بالساهرۃ (۷۹ سورۃ النازعات ۱۰ - ۱۴) —

— کہتے هیں که کیا هم لوٹائے جاوینگے اُلٹے قدموں - کیا جب هونگے هم هڈیاں گلي هوئي — کہتے هیں که یهه (لوٹانا) اُس وقت پهرانا هی نقصان کا — اس کے سوا کچهه نهیں که وه ایک سخت آواز هی پهر یکایک وه ایک میدان میں هونگے جس میں نیند نه آتي هو - منکرین حشر کے جو یهه الفاظ — ائذا کنا عظاما نخرۃ — اس آیت میں اور مثل اُس کے اور آیتوں میں آئے هیں جیسےکه - ائذا کنا ترابا و عظاما - اور من یحیي العظام و هو رمیم - اور ائذا کنا عظاما و رفاتا ائنا لمبعوثون - یهه اُن کے اقوال اُسي خیال پر مبني هیں که وه انسان کو بجز اس جسم موجودہ کے اور کچهه نهیں جانتے تهے یعني روح کے وجود کے قایل نه تهے اور اسي سبب سے وه تعجب کرتے تهے که اس جسم کے گل جانے اور معدوم هوجانے کے بعد پهر کیونکر وه اُٹهے گا اور اسي استبعاد کے سبب وه اس قسم کے شبهات کرتے تهے - روح کي حقیقت وه نهیں سمجهه سکتے تهے بلکه اُس کي ماهیت مثل دیگر اشیاء کي ماهیت کے انسان کي سمجهه سے خارج تهي اور خدا تعالی طرح طرح سے اُن کے استبعاد کو دور کرتا تها اور حشر کے هونے پر یقین دلاتا تها کبهي تمثیل میں اور کبهي اپنے قادر مطلق هونے

لهم مِن جهنم مِهاد

میں پس اُن الفاظ سے جو منکرین روح استبعاد رکھتے تھے اور اُن کے جواب تسلي یا اُس کے مقابله میں اظهار قدرت کرنے سے یهه ثابت نهیں هوتا که اُسي جسم کا جو وه دنیا میں رکھتے تھے اور جس کا گل جانا اور معدوم هوجانا کهتے تھے اُسي جسم کو خدا پهر اُتهاویگا *

قالوا أئذا متنا و كنا ترابا و عظاما ائنا لمبعوثون
(انتهی)
و كانوا يقولون ائذا متنا و كنا ترابا و عظاما ائنا لمبعوثون او اباؤنا الاولون قل ان الاولين والاخرين لمجموعون الى ميقات يوم معلوم —
(٥٦ سوره واقعه ٤٦ — ٥٠)

سوره مومن — سوره صافات — سوره واقعه میں بالفاظ متحده خدا تعالی نے یهه فرمایا هی کهتے هیں که کیا جب هم مرجاوینگے اور هم هوجاوینگے مٹي اور هڈیاں کیا هم اُتهائے جاوینگے — اور سوره واقعه میں خدا نے فرمایا اور وه کهتے تهے که کیا جب هم مر جاوینگے اور هو جاوینگے مٹي اور هڈیاں کیا هم پهر اُتهائے جاوینگے کیا همارے اگلے باپ دادا بهي (اُتهائے جاوینگے) کهدے که بے شک اگلے اور پچهلے ضرور اکهٹے کیئے جاوینگے وقت دن معین میں — اس آیت میں سوال تها که کیا هم اور همارے باپ دادا اُتهائے جاوینگے اُس کا جواب یهه ملا که بے شک اکهٹے کیئے جاوینگے اس سے صاف ظاهر هی که جهاں جهاں قرآن مجید میں بعث کا لفظ آیا هی اُس سے جمع کرنا مراد هی نه اس جسم کو جو هم دنیا میں رکهتے هیں بعد معدوم هوجانے کے پهر پهلا بنا کر اُتهانا — بعث کا اطلاق لشکر پر ان معنوں میں آتا هی جبکه اُن کو ایک جگهه جمع هونے کا حکم دیا جاتا هی پس اس آیت میں خود خدا نے بعث کے معنوں کي تشریح کردي هی اور اس لیئے اُس کے اور کوئي دوسرے معني نهیں لیئے جاسکتے *

وتری الارض هامدة فاذا انزلنا عليها الماء اهتزت وربت وانبتت من كل زوج بهيج ذلك بان الله هو الحق و انه يحيي الموتى وانه على كل شيء قدير و ان الساعة اتية لاريب فيها و ان الله يبعث من في القبور —
(٢٢ — سورة الحج ٥ و ٦ و ٧) —

سوره حج میں خدا تعالی نے فرمایا هی — اور تو دیکهتا هی که زمین خشک هوگئي پهر جب هم برساتے هیں اُس پر پاني تو هلتي هی اور بڑهتي هی اور اوگاتي هی هرقسم کي خوش آیند چیزیں — یهه اسلیئے هی که الله وهي برحق هی اور یهه که وهي زنده کرتا هی مردوں کو اور یهه که وهي هرشی پر قادر هی اور یهه که قیامت آنے والي هی اُسمیں کچهه شک نهیں اور یهه که الله اُتهاویگا اُنکو جو قبروں میں هیں *

اُن کے لیئے جہنم سے بچھونا ہی

اور سورۂ یسین میں فرمایا ہی - پھونکا جاویگا صور میں پس یکایک وہ قبروں میں سے اپنے پروردگار کے پاس دوڑینگے کہینگے اے واے ہم پر کس نے اُٹھایا ہمکو ہمارے مرقد سے یہہ وہ ہی جس کا وعدہ کیا تھا خدا نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے یہہ نہیں تھا مگر ایک تند آواز میں پھر دفعتاً وہ سب ہمارے پاس حاضر ہونے والے ہیں *

ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون - قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ہذا ما وعد الرحمن و صدق المرسلون ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم جمیع لدینا محضرون (۳۶ - یسین ۵۱ - ۵۳) -

اگرچہ ان آیتوں میں خدا تعالی نے اُن لوگوں کا قبروں میں سے اُٹھنا اُن کو جو بعث کے بسبب نہ یقین کرنے روح کے منکر محض تھے زیادہ تر یقین دلانے کو بالفاظ " من فی القبور " اور " من الاجداث " کے بیان فرمایا ہی - یعنی جن کو تم قبروں میں گڑا ہوا اور گلا سڑا خاک میں ملا ہوا سمجھتے ہو وہی قبروں میں سے اُٹھینگے - مگر در حقیقت مضمون اور موضوع کلام کا یہہ نہیں ہی کہ وہ کہاں سے اُٹھینگے کیونکہ بہت سے ایسے ہیں جو قبروں میں نہیں ہیں آگ میں جلادیئے گئے ہیں جانور کھا گئے ہیں بلکہ مقصود مردوں کا یعنی جن کو ہم مرا ہوا سمجھتے ہیں اور جن پر مردے کا اطلاق ہوتا ہی قیامت میں اُنکا موجود ہونا ہی لیکن اگر ہم کچھہ غور نکریں اور یہی سمجھیں کہ جو لوگ قبروں میں دفن ہیں وہی اُٹھینگے تو بھی ان آیتوں سے یہہ بات کہ اُن کا یہی جسم ہوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے کسیطرح سے پایا نہیں جاتا *

قرآن مجید میں دو اور عجیب آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہی کہ قیامت کے دن نہ کسی معدوم جسم کا دوبارہ پتلا بناکر اُٹھایا جاویگا نہ کوئی جدید جسم اُن کو ملیگا بلکہ وہی جسم ہوگا جو روح و نسمہ کے اختلاط سے روح نے حاصل کیا تھا اور بعد مفارقت بدن روح نے معہ اُس جسم کے مفارقت کی تھی پس جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا کہ نشاد آخرت تکملہ اسی حیات کا ہوگا نہ خلق جدید بالکل ٹھیک معلوم ہوتا ہی - خدا تعالی نے سورۃ الاسری میں فرمایا ہی - اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور گلے ہوئے ہوجاوینگے تو کیا ہم پھر اُٹھائے جاوینگے نئے پیدا ہوکر - کہدے کہ تم پتھر ہوجاؤ یا لوہا یا اُس قسم کی پیدایش جو تمہارے دل کو بڑی مستحکم

و قالوا ائذا کنا عظاماً و رفاتا ائنا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم فسیقولون من یعیدنا

وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ

قل الذي فطركم اول مرة فسينغضون اليك رؤسهم ويقولون متى هو قل عسى ان يكون قريبا (۱۷ سورۃ الاسری ۵۱ و ۵۳) –

لگتي ہو تب بھي تم کہوگے کہ کون ہم کو لوٹا لاویگا — کہدے کہ وہ جس نے پیدا کیا تمکو پہلي دفعہ پھر جھکا دینگے اپنے سروں کو تمہاري طرف اور کہینگے وہ کب ہوگا – کہدے کہ شاید یہہ ہووے قریب *

اور سورہ سجدہ میں خدا نے فرمایا ہی — اور اُنہوں نے کہا کہ جب ہم زمین میں

وقالوا ائذا ضللنا في الارض ائنا لفي خلق جديد بل هم بلقاء ربهم كافرون قل يتوفاكم ملك الموت الذي وكل بكم ثم الى ربكم ترجعون (سورہ سجدہ — ۹ و ۱۰) —

گم ہو جاوینگے (یعني گل گلا کر مٹي ہوکر اُس میں مل جاوینگے) تو کیا ہم ایک نئي پیدایش میں آوینگے — بلکہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں – کہدے کہ تم کو ملک الموت ماریگا جو تم پر متعین ہی پھر اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤگے — ان دونوں آیتوں میں باوجودیکہ سوال متعلق جدید سے تھا مگر خدا نے اُس کو قابل جواب نہیں سمجھا کیونکہ خود سوال ہي باطل تھا نہ خلق جدید خلق سابق کے اعمال کي جزا و سزا کي مستحق نہیں ہوسکتي ایک جگہہ تو یہہ فرمایا کہ تمکو پھر وہي حشر میں لاویگا جس نے تمکو اول مرتبہ پیدا کیا تھا اور لانیکي کچھہ تفصیل نہیں بتلائي — اور دوسري آیت میں فرمایا کہ اُن کي یہہ باتیں اس بنا پر ہیں کہ اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں اور یہہ جواب دیا کہ جب مروگے تو اپنے پروردگار کے پاس جاؤگے — غرضکہ ان آیتوں سے بھي اس جسم کا جو دنیا میں ہی دو بارہ پتلا بنکر اُٹھنا ثابت نہیں ہوتا *

دو آیتیں اَور ہیں جن کا ہم اس مقام پر ذکر کرینگے ایک آیت سورہ یسین کي ہی –

وضرب لنا مثلا ونسي خلقه قال من يحيي العظام وهي رميم - قل يحييها الذي انشأها اول مرة وهو بكل خلق عليم – (۳۶ سورہ یسین ۷۸ و ۷۹)

خدا نے فرمایا کہ ہمارے لیئے یہہ مثال تو لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کون زندہ کریگا ہڈیوں کو اور وہ تو گل گئي ہونگي اور اپنے پیدا ہونے کو بھول جاتے ہیں کہدے کہ اُن کو زندہ کریگا وہ جس نے تمکو پیدا کیا پہلي دفعہ اور وہ ہر قسم کي آفرینش کو جانتا ہی *

ايحسب الانسان ان لن نجمع عظامه – بلى قادرين على ان نسوي بنانه (۷۵ سورہ قیامہ ۳ و ۴) —

اور سورہ قیامہ میں فرمایا ہی کہ – کیا گمان کرتا ہی کہ ہم ہڈیوں کو اکھٹا نکرینگے

اور ان کے اوپر سے بالاپوش

يهه بات نهيں هی بلکه هم اس پر قادر هيں که انگليوں کي پوريوں کو بهي درست کرديں *

قل الله يحييكم ثم يميتكم ثم يجمعكم الى يوم القيامة (۴۵ ـ جاثيه ۲۵) ـ

اور سورة جاثيه ميں خدا نے فرمايا هی که — کهدے که الله تمکو جلاتا هی پهر تمکو مار ڈاليگا پهر تم کو قيامت کے دن اکهٹا کريگا *

ان تين آيتوں ميں سے پهلي دو آيتيں ايسي هيں جن پر متکلمين نافي نفس ناطقه استدلال کرسکتے هيں جيساکه شرح مواقف ميں مذهب اول بيان کيا گيا هی اور کهه سکتے هيں که جسم انهي گلي هوئي هڈيوں کے زنده کرنے کا بيان هوا هی اور انگليوں کے پوروں تک کا بنا دينا بتايا هی تو اس سے اسي جسم کا جو دنيا ميں هی دو باره پتلا بنکر اٹهنا پايا جاتا هی *

مگر يهه خيال دو طرح پر غلط هی ايک اسليئے که هم پهلے بيان کر آئے هيں که کسي سوال کے جواب ميں صرف اظهار قدرت سے اس بات کا ثبوت که يهي جسم جو دنيا ميں هی دو باره پتلا بناکر اٹهايا جاويگا لازم نهيں آتا — دوسرے يهه که اسي کے ساتهه بيان هوا هی که وه بکل خلق عليم يعني وه هرقسم کے پيدا کرنے کو جانتا هی که گلي هوئي هڈيوں کي زندگي کيا چيز هی اور وه کيونکر هوتي هی — پهر اس سے يهه سمجهنا که وه گلي هوئي هڈياں دوباره ايسي هي هو جاوينگي جيسيکه اب اس زندگي ميں هيں ايک صريح غلطي هی — ايک آيت کے معني دوسري آيت سے حل هوتے هيں سورة جاثيه ميں صاف لفظوں ميں خدا نے فرما ديا هی که الله تم کو جلاتا هی پهر تمکو مارتا هی پهر تم کو قيامت کے دن اکهٹا کريگا پس يهه آيت نهايت صاف هی اور اسي آيت کے سياق سے تمام آيتوں کے معني حل هوتے هيں *

يهه مسئلے جو هم نے اس مقام پر بيان کيئے معاد کے مشکله مسايل ميں سے تهے اور جهاں تک هم سے هوسکا هم نے ان تمام آيتوں کو جو ان سے علاقه رکهتي تهيں ايک جگهه جمع کرديا اور بقدر اپني طاقت کے ان کو حل بهي کيا اور اسکي تائيد ميں علماء محققين کے اقوال بهي نقل کيئے اب معاد کے متعلق کيفيت حساب و کتاب عذاب و ثواب کا بيان باقي هی جس کو اگلے علماء نے اور خصوصاً امام غزالي اور شاه ولي الله نے نهايت خوبي سے بيان کيا هی اور هم بهي اس کو آينده موقع بموقع بيان کرينگے انشا الله تعالی *

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ
رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ
وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا
قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْاَعْرَافِ
رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ
تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٥﴾

اور اسیطرح ہم بدلا دیتے ہیں ظالموں کو ۳۹ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں — ہم کسیکو تکلیف نہیں دیتے مگر بقدر اُسکی طاقت کے — وہی لوگ ہیں بہشت میں جانے والے اور وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے ۴۰ اور ہم نکال لینگے ناخوشی کو جو کچھہ کہ اُن کے دلوں میں ہو (یعنی بہشت میں کسیکے دل میں ناخوشی نہیں رہیگی) اُنکے نیچے بہتی ہونگی نہریں ، اور وہ کہینگے شکر خدا کا جس نے ہمکو اسکے لیئے ہدایت کی اور ہم ایسے نہ تھے کہ ہدایت پاتے اگر ہمکو خدا ہدایت نکرتا — بے شک آئے تھے ہمارے پروردگار کے رسول برحق — اور انکو پکار کر کہہ جاویگا کہ یہہ ہی جنت تم اُسکے وارث کئے گئے ہو اُس کام کے سبب سے جو تم کرتے تھے ۴۱ اور پکار کر کہینگے اہل بہشت اہل دوزخ کو کہ بے شک ہم نے پایا جو کچھہ ہم سے ہمارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا سچ — پھر کیا تم نے بھی پایا جو کچھہ تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا سچ — وہ کہینگے ہاں ، پھر ایک آواز دینے والا اُن میں آواز دیگا کہ لعنت خدا کی ظالموں پر ۴۲ جو لوگوں کو روکتے تھے اللہ کے رستہ سے اور اُس رستہ کو ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے ، اور آخرت کے منکر تھے ۴۳ اور اُن دونوں (یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے) بیچ میں حجاب ہوگا († یعنی کفر پر مرنے کے سبب سے جنتیوں اور دوزخیوں میں ایک ایسی روک ہوگی کہ وہ اُن نعمتوں سے جو جنتیوں کو حاصل ہونگی کچھہ فائدہ نہیں اوٹھا سکینگے) اور اعراف ‡ پر (یعنی معرفت کے مرتبہ پر) لوگ ہونگے جو پہچانتے ہونگے ہر ایک کو (یعنی بہشتیوں اور دوزخیوں کو) اُنکی پیشانیوں سے — اور پکار کر کہینگے اہل جنت کو (یعنی اُنکو جو جنت میں جانے والے ہونگے) سلام علیکم یعنی سلامتی ہو تم پر — (حالانکہ) وہ ابھی نہیں داخل ہوئے اُس میں (یعنی جنت میں) اور وہ اُمید رکھتے ہیں ۴۴ اور جب پھیری جاوینگی اُنکی آنکھیں اہل دوزخ کی طرف (یعنی اُنکی طرف جو دوزخ میں جانے والے ہیں) کہینگے اے ہمارے پروردگار مت کریو ہمکو ظالم لوگوں کے ساتھہ ۴۵

---

† الحجاب — ان تموت النفس مشرکة ومنه یغفر للعبد مالم یقع الحجاب — (قاموس) —

‡ قول الحسن و قول الزجاج فی احد قولیه ان قوله وعلی الاعراف ای علی معرفة اهل الجنة واهل النار رجال یعرفون کل واحد من اهل الجنة ومن اهل النار بسیماهم (تفسیر کبیر) —

وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا
مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ
وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ
اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٨﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا
وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ
هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ
فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ هَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ
مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ
فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥١﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور پکارینگے پہچاننے والے (دوزخ میں جانے والے) لوگوں کو پہچانینگے اُنکو اُنکی پیشانیوں سے کہینگے کہ نہ بے پرواہ کیا تمکو تمہارے جمع کئے ہوئے نے جسپر کہ تم تکبر کرتے تھے ۴۶ (اور بہشت میں جانے والوں کی طرف اشارہ کرکے دوزخ میں جانے والوں سے کہینگے) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر تم قسم کھاتے تھے کہ خدا اُنکو ہرگز رحمت نہیں پہونچانے کا — (اُسوقت خدا اُن بہشت میں جانے والوں سے کہیگا) کہ جنت میں داخل ہو تمکو نہ کچھہ ڈر ہی اور نہ تم غمگین ہوگے ۴۷ اور پکار کر کہینگے اہل دوزخ اہل جنت کو کہ ڈال دو ہم پر تھوڑا سا پانی میں سے یا اُس میں سے جو خدا نے تمکو دیا ہی — اہل جنت کہینگے کہ خدا نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہی ۴۸ جنہوں نے ٹھہرا لیا تھا اپنے دین کو تماشا اور کھیل اور اُنکو دھوکا دیا دنیا کی زندگی نے — پھر آجکے دن اُنکو ہم بھول جاوینگے جیسےکہ وہ بھول گئے تھے اپنے ملنے کے دن کو جو یہہ ہی اور جیسےکہ وہ ہماری نشانیوں سے انکار کرتے تھے ۴۹ اور بے شک ہم نے اُنکو لادی کتاب ' ہم نے اُسکو مفصل کردیا ہی اپنے † علم پر ہدایت ‡ کرنے والی اور رحمت والی اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں ۵۰ کس بات کا وہ انتظار کرتے ہیں بجز اُسکے (یعنی اُس وعدہ کے) سچے ہونیکی جسدن کہ آجاویگا اُسکا سچا ہونا کہینگے وہ لوگ جو پہلے سے اُسکو بھول گئے تھے بے شک آئے تھے ہمارے پروردگار کے رسول برحق ' پھر کیا ہمارے لیئے ہیں شفاعت کرنے والوں میں سے تاکہ ہماری شفاعت کریں یا ہمکو پلٹا دیا جاوے (یعنی دنیا میں) تاکہ ہم عمل کریں برخلاف اُسکے جو ہم عمل کرتے تھے — بے شک اُنہوں نے نقصان کیا اپنا آپ اور کھویا گیا اُنکے پاس سے جو وہ افترا کرتے تھے ۵۱ بے شک تمہارا پروردگار وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

---

† علی علم اے بعلم منا (تفسیر ابن عباس) —

‡ قولہ هدی و رحمة قال الزجاج هدی فی موضع نصب اے فصلناه هادیا وذا رحمة (تفسیر کبیر)

فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

---

(۵۸) (ستة ایام) توریت میں هی که خدا نے نور و ظلمت کو ایک دن میں — آسمانوں کو ایک دن میں — کواکب اور شمس و قمر کو ایک دن میں — زمین و دریا و اشجار کو ایک دن میں — حیوانات آبی و هوائی کو ایک دن میں — حیوانات زمین پر رهنے والے اور انسان کو ایک دن میں پیدا کیا — یهه سب ملکر چهه دن هوئے *

قران مجید میں بهی تمام چیزوں کا چهه دن میں پیدا کرنا بیان کیا هی — سورہ فصلت میں اُسکی تفصیل کی هی — اُس سورہ میں — نور و ظلمت کا جسکا زیادہ تر اثر زمین پر محسوس هوتا هی اور زمین و اشجار و حیوانات هوائی و آبی و ارضی کا پیدا هونا چار دن میں — اور آسمانوں اور کواکب کا دو دن میں بیان هوا هی غرضکه جس طرح پر یهودیوں کا اعتقاد تها اُسیکا بطور حکایت اُنکے اعتقاد کے قران مجید میں ذکر آیا هی *

ساتواں دن یهودیوں کے هاں خدا نے آرام کرنے کا تها جس سے یهه پایا جاتا تها که گویا چهه دن تک کام کرنے سے خدا تهک گیا تها یهه خیال خدا کی عظمت اور شان کے موافق درست نه تها اسلیئے اُسکی تردید کردی که " بے شک هم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچهه که اُن دونوں میں هی چهه دن میں اور همکو ذرا بهی ماندگی نے نهیں چهوا " اور اُسکی جگهه فرمایا " ثم استوی علی العرش " اُن کے پیدا کرنے کے بعد اُنکے اوپر حکومت و سلطنت کی — نه یهه که تهک کر ساتویں دن آرام کیا *

ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما في ستة ايام وما مسنا من لغوب (سورۃ ق آیت ۳۷)

توریت میں جو چهه دن میں دنیا کا پیدا کرنا بیان هوا هی اُسپر سخت اعتراضات کیئے گئے هیں اور علمی دلایل سے ثابت کیا هی که چهه دن میں دنیا پیدا نهیں هوئی بلکه بهت زیادہ عرصه میں پیدا هوئی هی وہ دلیلیں ایسی مستحکم تهیں که ٹل نهیں سکتی تهیں اسلیئے عیسائی علماء نے کبهی تو کها که هر ایک دن کی مقدار هزار هزار برس کی تهی — مگر یهه زمانه بهی دنیا کے پیدا هونے کے لیئے کافی نه تها اسلیئے آخرکار اُنهوں نے دن کے معنی ایک زمانه کے لیئے هیں جسکی مقدار مقرر نهیں کی *

جو مسلمان عالم یهه سمجهتے هیں که خدا نے قران مجید میں دنیا کا پیدا هونا چهه دن کے عرصه میں بطور اخبار کے بیان کیا هی اُنکو بهی وهی مشکلیں پیش آتی هیں جو عیسائی علماء کو پیش آئی هیں چنانچه بعض عالموں نے باستدلال آیت سورہ سجدہ کے

خیال کیا هی که یهه ایک دن دنیا کے هزار برس کی برابر تها — بعض عالموں نے دن سے ایک حالت اور ایک زمانه مراد لیا هی اور یهه راے عیسائی علماء کی اُس راے کے مشابه هی جس میں اُنهوں نے دن سے ایک زمانه مراد لیا هی اور اُسکی مقدار معین نهیں کی چنانچه تفسیر کبیر میں لکها هی که چهه دن سے اشاره هی دیکهنے والوں کی نگاه میں چهه حالتوں کی طرف اور یهه اس طرح پر هی که آسمان و زمین اور جو کچهه که اُن میں هی تین چیزیں هوئیں اور اُن میں سے هرایک کے لیئے ذات هی اور صفت هی — پس آسمان کی بلحاظ اسکی ذات کے پیدا کرنے کے ایک حالت هی اور بلحاظ اُنکی صفات کے پیدا کرنے کے دوسری حالت هی اور یهی حال هی زمین کی ذات اور اُسکی صفات کے پیدا کرنیکے لحاظ سے اور اسی طرح اُن دونوں کے بیچ میں جو کچهه هی اُنکی ذات و صفات کے پیدا کرنیکے لحاظ سے هی — پس یهه چهه چیزیں هیں چهه حالتوں میں — مگر چهه حالتوں کی جگهه جو چهه دن کا ذکر کیا هی اسکا سبب یهه هی که جب انسان خلق کو دیکهتا هی تو ایک فعل سمجهتا هی اور فعل زمانه میں واقع هوتا هی اور دن اُن ظرفوں میں جنسے زمانه تعبیر کیا جاتا هی سب سے زیاده مشهور هی ورنه آسمانوں کے پیدا هونے کے پهلے نه رات تهی نه دن تها — اور یهه ایسی بات هی جیسے کوئی دوسرے سے کهے که جس دن میں میں پیدا هوا هوں وه مبارک دن تها — حالانکه ممکن هی که رات کو پیدا هوا هو مگر ایسا هونا اُسکے مطلب سے خارج نهیں هی کیونکه اُسکی مراد دن کهنے سے وه زمانه هی جس میں وه پیدا هوا هی *

فی ستة ایام اشارة الی ستة احوال فی نظر الناظرین وذلک لان السموات والارض ومابینهما ثلاثة اشیاء ولکل واحد منها ذات و صفة فنظرا الی خلقة ذات السموات حالة ونظرا الی خلقة صفاتها اخری ونظرا الی ذات الارض و الی صفاتها کذلک و نظرا الی ذوات مابینهما والی صفاتها کذلک وهی ستة اشیاء فی ستة احوال وانما ذکر الایام لان الانسان اذا نظر الی الخلق رآه فعلا والفعل ظرفه الزمان والایام اشهر الازمنة و الا قبل السموات لم یکن لیل ولانهار وهذا مثل مایقول القایل لغیره ان یوما ولدت فیه — کان یوما مبارکا — وقد یجوز ان یکون ذلک قد ولد لیلا ولا یخرج عن مراده لان المراد هو الزمان الذی هو ظرف ولادته (تفسیر کبیر تفسیر سورة سجده) صفحه ۲۱۶ —

میرے نزدیک امر محقق یهه هی که جهاں جهاں قرآن مجید میں چهه دن کے عرصه میں دنیا کا پیدا هونا بیان هی وه نه اخبار هی اور نه کلام مقصود بلکه مخاطبین کے اعتقاد

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ

کو بطور نقل تسلیم کرکے اُسپر دلیل قایم کی ہی یعنی خدا تعالی نے یہودیوں اور عیسائیوں اور مومنین ہی کہ مشرکین کو بھی مخاطب کرکے یہہ فرمایا ہی کہ جسکی نسبت تمہارا یہہ اعتقاد ہی کہ اُس نے چھہ دن میں دنیا پیدا کی ہی وہی خدائے واحد ذوالجلال ہی مخاطبین کے مسلمہ امر یعنی خدا کے ہونے پر اور اُسکی عظمت اور استحقاق عبادت پر استدلال کیا ہی نہ یہہ کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ اُس نے چھہ دن میں دنیا کو پیدا کیا ہی یہی رائے بعضے اگلے عالموں کی بھی ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ ایک سوال کرنے والا یہہ پوچھہ سکتا ہی کہ ان چیزوں کا چھہ دن میں پیدا ہونا ممکن نہیں ہی کہ اُسکو صانع کے وجود کے اثبات پر دلیل کیا جاوے — اس کا بیان کئی طرح پر ہی — اول یہہ کہ ان محدث یعنی پیدا ہوئی ہوئی چیزوں سے وجود صانع پر دلیل ہونے کی وجہہ یا یہہ ہی کہ وہ پیدا شدہ ہیں یا یہہ ہی کہ ممکنات سے ہیں یا دونوں باتیں اُسکی دلیل ہیں لیکن اس بات کا کہ وہ چھہ دن میں پیدا ہوتی ہیں یا ایک دنمیں اُس سے بلاشبہہ دلیل پر کچھہ اثر نہیں ہی * * پھر مصنف تفسیر کبیر اس کا جواب یہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالی نے تورات کے شروع میں کہا ہی کہ اُسنے چھہ دن میں آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اور اہل عرب یہودیوں کے ساتھہ مخلوط ہوگئے تھے اور ظاہر ہی کہ اُنہوں نے یہودیوں سے یہہ بات سنی تھی — پس گویا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ تم بتوں کی پرستش پر مشغول مت ہو کیونکہ تمہارا پروردگار وہ ہی ہی کہ جسکی نسبت تم نے عقلمند لوگوں سے سنا ہی کہ بے شک وہ وہ ہی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بے انتہا عظمت اور بہت بڑی منزلت پر چھہ دن میں پیدا کیا ہی *

لسایل ان یسئل فیقول کون هذه الاشیاء مخلوقة في ستة ایام لایمکن جعله دلیلا علی اثبات الصانع و بیانه من وجوه (الاول) ان وجه دلالة هذه المحدثات علی وجود الصانع هو حدوثها او امکانها اومجموعهما فاما وقوع ذلک الحدوث في ستة ایام اوفي یوم واحد فلااثرله فی ذلک البتة * * * فجوابه انه سبحانه ذکر في اول التوراة انه خلق السموات والارض في ستة ایام والعرب کانوا یخالطون الیهود والظاهر انهم سمعوا ذلک منهم فکانه سبحانه یقول لاتشتغلوا بعبادة الاوثان والاصنام فان ربکم هوالذي سمعتم من عقلاء الناس انه هوالذی خلق السموات والارض علی غایة عظمتها و نهایة جلالتها في ستة ایام (تفسیر کبیر) —

اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ ستة ایام کا لفظ صرف نقلاً مخاطبین کے اعتقاد یا اذعان کے مطابق آیا ہی نہ بطور بیان حقیقت پس لفظ ستة ایام کا کلام مقصود بالذات نہیں ہی

ڈھانک دیتا ھی دن رات کو

بلکہ بطور نقل و حکایت اعتقاد مخاطبین آیا ھی — اگر اس بات پر ھمیشہ خیال رکھا جاوے کہ انبیا علیہم السلام کا کام نہ حقایق اشیاء سے بحث کرنے کا ھی اور نہ تمام اُن چیزوں پر رد و قدح کرنے کا ھی جو فی الواقع حقایق اشیاء کے برخلاف ھیں بلکہ اُن کا کام صرف یہہ ھی کہ جو چیزیں خدا کی وحدانیت اور قدرت و عظمت کے برخلاف لوگوں کے دلوں میں ھوں اُن کو نیست و نابود کریں پس خلقت سماوات و الارض کی نسبت جو کچھہ کہ مخاطبین کا اعتقاد برخلاف شان خدا تعالی تھا یعنی صرف تھک کر ساتویں دن اُس کا آرام لیتا تھا اُسی مٹانا ایک پیغمبر کو بلحاظ اپنے منصب پیغمبری کے ضرور تھا چنانچہ اُس کو الفاظ " و ما مسنا من لغوب " سے مٹا دیا اور باقی امور سے کچھہ تعرض نہیں کیا پس کوئی ذی عقل انسان جس کو قرآن مجید کے طرز بیان سے ذرا بھی مس ھی یہہ نہیں کہہ سکتا کہ لفظ ستة ایام کا قرآن مجید میں بطور بیان حقیقت کے واقع ھی *

(استوی علی العرش) عرش کے معنی لغت میں تخت رب العالمین کے — اور تخت بادشاہ کے — اور عزت کے — اور جس سے کہ کوئی امر قایم ھو — اور گھر کی چھت کے — اور سردار قوم کے — اور اُس چیز کے جسپر جنازہ اوٹھایا جاتا ھی لکھے ھیں *

تمام مفسرین عرش سے تخت رب العالمین مراد لیتے ھیں اور اُسکو موجود فی الخارج سمجھتے ھیں — تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ تمام مسلمان اسبات پر متفق ھیں کہ آسمانوں کے اوپر ایک جسم عظیم ھی اور وہ تخت رب العالمین ھی *

قرآن مجید میں جہاں عرش کا لفظ آیا ھی وہ دو قسم کی آیتیں ھیں ایک وہ جن میں صرف عرش کا ذکر ھی اور دوسری وہ کہ جن میں استوی علی العرش کا ذکر ھی اول ھم اُن دونوں قسم کی آیتوں کو اس مقام پر لکھتے ھیں *

آیات قسم اول جن میں صرف عرش کا ذکر ھی

لاإله إلا هو عليه توكلت و هو رب العرش العظيم - ۹ توبه - ۱۳۰ *

قل لوكان معه آلهة كما يقولون اذا لابتغوا الى ذي العرش سبيلا - ۱۷ اسرئيل - ۴۲ *

فسبحان الله رب العرش عما يصفون - ۲۱ الانبياء - ۲۲ *

قل من رب السموات السبع و رب العرش العظيم - ۲۳ المومنون - ۸۸ *

فتعالى الله الملك الحق لااله الا هو رب العرش الكريم - ۲۳ المومنون - ۱۱۷ *

الله لااله الا هو رب العرش العظيم - ۲۷ النمل - ۲۶ *

یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا

و تری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربہم و قضی بینہم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین – ۳۹ زمر – ۷۵ *

رفیع الدرجات ذوالعرش – ۴۰ مومن – ۱۵ *

سبحان رب السموات والارض رب العرش عما یصفون – ۴۳ زخرف – ۸۲ *

عند ذی العرش مکین – ۸۱ تکویر – ۲۰ *

ذوالعرش المجید فعال لما یرید – ۸۵ بروج – ۱۵ *

والملک علی ارجائہا و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ – ۶۹ الحاقہ – ۱۷ *

الذین یحملون العرش و من حولہ یسبحون بحمد ربہم و یومنون بہ و یستغفرون للذین امنوا – ۴۰ مومن – ۷ *

و ہوالذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا – ۱۱ ہود – ۹ *

آیات قسم ثانی جن میں استوی علی العرش کا ذکر ھی

ان ربکم اللہ الذی خلق السماوات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش – ۷ الاعراف ۵۲ و سورہ ۱۰ یونس ۳ *

الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الرحمن فاسئل بہ خبیرا – ۲۵ فرقان – ۶۰ *

اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون – ۳۲ السجدہ – ۳ – ۴ *

ہوالذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش – ۵۷ – حدید – ۴ *

اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونہا ثم استوی علی العرش – ۱۳ رعد – ۲ *

الرحمن علی العرش استوی – ۲۰ طہ – ۴ *

ہوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسواہن سبع سموات وہو بکل شیء علیم – بقر – ۲۸ *

قل أ انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ اندادا ذلک رب العلمین وجعل فیہا رواسی من فوقہا و بارک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین

بلاتا ہی اسکو جلد جلد

ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین فقضاہن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرہا وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذلک تقدیر العزیز العلیم — ۴۱ فصلت — ۹ لغایت ۱۱ *

باوجود اس کے کہ تمام مسلمان عرش رب العالمین کو ایک جسم عظیم موجود فی الخارج فوق السموات مانتے ہیں مگر لفظ استوی سے استقرار یعنی بیٹھنا مراد نہیں لیتے — بلکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نہ کبھی خدا اس تخت پر بیٹھا اور نہ کبھی آیندہ بیٹھیگا اور نہ تخت پر اس کا بیٹھنا ممکن ہی — تفسیر کبیر میں لکھا ہی "واعلم انہ لایمکن ان یکون المراد منہ کونہ مستقرا علی العرش" کیونکہ اگر خدا تخت پر بیٹھا یا بیٹھا ہوا ہو تو وہ متناہی ہوجاویگا اور جب متناہی ہوتا تو حادث ہوجاویگا — اور حیز معین اور جہت خاص میں محدود ہوتا اور حیز اور مکان کی اس کو احتیاج ہوگی — پھر وہ مقدار میں عرش سے بڑا ہوگا یا عرش اس سے بڑا ہوتا یا دونوں برابر ہونگے ہر طرح سے خدا پر مشکل لازم آتی ہی — [illegible] بہہ ثابت ہی کہ زمین یا دنیا تو کروی ہی اور جب خدا ایک تخت پر بیٹھا تو ایک طرف کی دنیا کے لوگوں سے تو وہ اوپر ہوگا اور دوسری طرف کی دنیا کے لوگوں سے نیچے، تو سب سے اوپر ہونا اس کا منتفی ہوجاویگا — اسی قسم کی بہت سی دلیلیں خدا کے تخت پر بیٹھنے کے امتناع میں تفسیر کبیر میں مندرج ہیں — غرض کہ تمام اہل سنت و جماعت بلکہ تمام فرق اسلامیہ سوائے بعض کے خدا تعالے کے جلوس کو ممتنع بیان کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہہ ہی کہ عرش جب سے بنا ہی خالی پڑا ہی اور ہمیشہ خالی پڑا رہیگا — مگر کسی نے یہہ نہ بتلایا کہ پھر وہ بنایا کیوں ہی اور کس کے لیئے ؟ *

جب ہمارے علماء اس مشکل میں پڑے تو انہوں نے استوی اور عرش دونوں کے معنی بدلے اور کہا کہ ان آیتوں میں جن میں استوی علی العرش کا ذکر ہی وہ چوڑا چکلا جسم عظیم جسکو تخت رب العالمین موجود فی الخارج فوق السموات قرار دیا ہی مراد نہیں ہی بلکہ عرش سے بادشاہت اور مملکت اور استوی سے اس پر استعلا یعنی غلبہ و قدرت مراد ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ "قفال نے کہا ہی کہ عرش کلام عرب میں وہ تخت ہی جسپر بادشاہ بیٹھتا ہی پھر عرش سے ملک اور سلطنت سمجھی جاتی ہی کہا جاتا ہی (ثل عرشہ) جبکہ سلطنت میں خرابی آ جاوے اور

فقال (ای القفال رحمۃ
اللہ علیہ) العرش فی کلامہم
ہو السریر الذی یجلس علیہ الملوک

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

ثم جعل العرش كناية عن نفس الملك، يقال ثل عرشه اي انتقض ملكه وفسد واذا استقام له ملكه واطرد امره وحكمه قالوا استوى على عرشه واستقر على سرير ملكه هذا ما قاله القفال واقول ان الذي قاله حق وصدق وصواب ونظيره قولهم للرجل الطويل فلان طويل النجاد وللرجل الذي يكثر الضيافة كثير الرماد وللرجل الشيخ فلان اشتعل راسه شيبا وليس المراد في شيء من هذه الالفاظ اجراءها على ظواهرها انما المراد منها تعريف المقصود على سبيل الكناية فكذا ههنا يذكر الاستواء على العرش والمراد نفاذ القدرة وجريان المشيئة ثم قال القفال رحمه الله تعالى والله تعالى لما دل على ذاته وعلى صفاته وكيفية تدبيره العالم على الوجه الذي الفوه من ملوكهم ورؤسائهم استقر في قلوبهم عظمة الله وكمال جلاله الا ان كل ذلك مشروط بنفي التشبيه فاذا قال انه عالم فهموا منه انه لا يخفى عليه تعالى شيء ثم علموا بعقولهم انه لم يحصل ذلك العلم بفكرة ولا روية ولا باستعمال حاسة واذا قال قادر علموا منه انه متمكن من ايجاد الكائنات وتكوين الممكنات ثم علموا بعقولهم انه غني فبذلك

جبکہ سلطنت درست ہو اور کام اچھا چلتا ہو اور حکم نافذ ہوتا ہو تو کہتے ہیں کہ (استوی علی عرشہ و استقر علی سریر ملکہ) یعنی اچھی طرح اپنی سلطنت پر قائم ہے اور اپنے سریر مملکت پر مستقر ہے — یہہ وہ ہے جو قفال نے کہا ہے اور صاحب تفسیر کبیر کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہہ حق اور سچ اور صواب ہے اور یہہ ایسا ہے جیسا کہ طویل دست کے لیئے عرب کا یہہ قول ہے (طویل النجاد) لمبی پرتلہ والا اور بہت زیادہ ضیافت کرنے والے کے لیئے (کثیر الرماد) بہت خاکستر والا اور بوڑھے آدمی کے لیئے یہہ کہنا کہ اُس کا سر بڑھاپے سے روشن ہوگیا (اشتعل راسہ شیبا) ان سب الفاظ سے یہہ مراد نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری معنی میں جاری ہیں بلکہ اُن سے یہی مراد ہے کہ اصلی مضمون کو بطور کنایہ کے سمجھا دیا جاوے ایسا ہی اس موقع پر کہا جاتا ہے (استوی علی العرش) اور مراد ہے اُسکی قدرت کا نافذ ہونا اور اُس کی خواہش کا جاری ہونا — قفال نے کہا ہے اللہ تعالے نے جبکہ سمجھایا اپنی ذات اور اپنی صفات اور اپنی کیفیت تدبیر عالم کو اُس طرح جس طرح کہ اُنہوں نے اپنے بادشاہوں اور سرداروں کو پایا تھا تو اللہ تعالی کی عظمت اُن کے دلوں میں اُسی طرح قائم ہوئی مگر ان سب میں یہہ شرط ہے کہ اللہ تعالے کو تشبیہہ نہ دے جب اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ عالم ہے تو اُس سے یہہ سمجھے کہ اُس سے کچھہ مخفی نہیں ہے پھر اپنی سمجھہ سے یہہ جانا کہ یہہ علم اللہ تعالے کو فکر اور غور سے نہیں حاصل ہوا اور نہ حواس کے استعمال سے اور جبکہ فرمایا ہے کہ وہ قادر ہے تو جانا کہ وہ پیدا کرنے عالم پر اور ممکنات کے پیدا کرنے پر قادر ہے

اور (پیدا کیا) سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو

الايجاد والتكوين عن الآلات والادوات وسبق المادة والمدة والفكرة والروية وهكذا القول في كل صفاته واذا اخبر ان له بيتا يجب على عباده حجه فهموا منه انه نصب لهم موضعا يقصدونه لمسألة ربهم وطلب حوائجهم كما تقصدون بيوت الملوك والرؤساء لهذا المطلوب ثم علموا بعقولهم نفي التشبيه وانه لم يجعل ذلك البيت مسكنا لنفسه ولم ينتفع به في دفع الحر والبرد عن نفسه فاذا امرهم بتحميده وتمجيده فهموا منه انه امرهم بنهاية تعظيمه ثم علموا بعقولهم انه لا يفرح بذلك التحميد والتعظيم ولا يغتم بتركه والاعراض عنه اذا عرفت هذه المقدمة فنقول انه خلق السموات والارض كما اراد وشاء من غير منازع ولا مدافع ثم اخبر انه استوى على العرش اي حصل له تدبير المخلوقات على ما شاء واراد فكان قوله ثم استوى على العرش اي بعد ان خلقها استوى على عرش الملك والجلال ثم قال القفال والدليل على ان هذا هو المراد من قوله في سورة يونس ان ربكم الله الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يدبر الامر فقوله يدبر الامر جري مجري

پھر اُسی سمجھ سے یہہ جانا کہ الله تعالے اس ایجاد اور پیدا کرنے میں اوزاروں اور مادہ کا محتاج نہیں ہے اور اس کا بھی محتاج نہیں ہے کہ کچھہ مادہ ہوی اور پھر اُس میں کچھہ مدت تک غور کرنے کام آئے اور ایسا ہی اور [illegible] سب [illegible] الله تعالی میں جبکہ اُس نے خبر دی کہ اُس کا ایک گھر ہے اُس کا حج اُن پر واجب ہے اس سے اُنہوں نے سمجھا کہ اُس نے ایک جگہہ کو مقرر کردیا ہے خدا تعالے سے سوال کرنے کیلئے اور اُس سے اپنی حاجتیں طلب کرنے کے لیئے تا اُس کا قصد کریں جیسے کہ بادشاہ اور سرداروں کے گھروںکا اس غرض سے قصد کرتے ہیں پھر اپنی عقل سے سمجھا کہ وہ تشبیہ سے پاک ہے اور اُس نے یہہ گھر اپنے رہنے کے لیئے نہیں بنایا ہے اور اس گھر سے اُسکو یہہ فائدہ نہیں ہے کہ وہ اپنے سے گرمی یا سردی کو دفع کرے پھر جبکہ اُنکو حکم کیا کہ اُسکی حمد کریں اور اُس کی بزرگیاں مانیں تو اُس سے سمجھے کہ اُس نے نہایت درجہ کی تعظیم کا حکم دیا ہے پھر سمجھے کہ خدا تعالے اس تحمید اور تمجید سے نہ خوش ہوتا ہے اور نہ اسکے ترک کرنے سے رنجیدہ ہوتا ہے — جبکہ یہہ مقدمات تونے سمجھہ لیئے تو ہم کہتے ہیں کہ الله تعالے نے زمین آسمان کو جسطرح سے چاہا پیدا کیا بغیر کسي جھگڑہ کرنے اور تکرار کرنے والیکے پھر اُس نے خبر دی (انه استوى على العرش) یعنی وہ اپني سلطنت پر قایم ہوا مراد یہہ ہے کہ حاصل ہوئی اُسکو تدبیر مخلوقات جس طرح کہ اُس نے چاہا تھا اور ارادہ کیاتھا پس یہہ قول کہ عرش پر قایم ہوا ایسا ہے کہ بعد پیدایش عالم کے اپنے عرش حکومت اور سلطنت پر قایم ہوا پھر قفال نے

مسخرات بامره

المقصود لقوله استوى على العرش وقال في هذه الآية التي نحن في تفسيرها ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر فدل على ان قوله ثم استوى على العرش اشارة الى ما ذكرنا فان قيل انا حملنا قوله ثم استوى على العرش على ان المراد استوى على الملك وجب ان يقال انه لم يكن مستويا قبل خلق السموات والارض قلنا انه تعالى كان قبل خلق العالم قادرا على تخليقها وتكوينها اما ما كان مكونا ولا موجدا لشخوصها باعيانها لان احياء زيد واماتة عمرو واطعام هذا وارواء ذلك لا يحصل الا عند هذه الاحوال فاذا فسرنا العرش بالملك والملك بهذه الاحوال صح ان يقال انه تعالى انما استوى على ملكه بعد خلق السموات والارض وهذا جواب حق صحيح في هذا الموضع (تفسير كبير) جلد ۳ صفحه ۲۳۱ —

کہا کہ اس بات کی دلیل کہ یہی معنی مراد ہیں اللہ تعالے کے قول کے جو سورہ یونس میں ہی کہ بیشک ہمارا پروردگار وہ اللہ تعالے ہی جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھہ دن میں پھر قایم ہوا اپنے عرش پر کہ تمام چیزوں کی تدبیر کرتا ہی پس یہہ قول " کہ یدبر الامر " بمنزلہ تفسیر کے ہی جو قول استوی علی العرش کے مطابق کہ واقع ہوا ہی اور اس آیت میں جسکی ہم تفسیر کر رہے ہیں فرمایا ہی ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یطلبه حثیثا پہر — قایم ہوا عرش پر کہ چھپاتا ہی رات سے دن کو کہ طلب کرتی ہے اسکو دوڑکر والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره — الا له الخلق والامر اور چاند اور سورج فرمانبردار ہیں اس کے حکم کے جان تو کہ اسکے اپنے پیدا کرنا اور حکم کرنا یہہ اسی پر دلالت کرتا ہی کہ اسکا یہہ کہنا کہ ثم استوی علی العرش اسیکی طرف اشارہ ہی جو ہمنے ذکر کیا اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ معنے قول (استوی علی العرش) کو اسطرح قیاس کیا کہ مراد ہی کہ اپنی حکومت پر قایم ہوا تو یہہ لازم آیا کہ پہلے پیدا کرنے آسمان اور زمین کے امر قایم نہ تھا تو ہم اسکا یہہ جواب دینگے کہ وہ قبل پیدایش عالم کے وہ اس کے پیدا کرنے اور تکوین پر قادر تھا لیکن نہیں تھا پیدا کرنے والا اور موجد اشیاء معینہ کا اسلئے کہ زید کا زندہ کرنا اور عمر کا مارنا اس کو کھانا دینا اور اسکو پانی دینا یہہ نہیں حاصل ہوتا مگر ان احوال کے ساتھہ پس جبکہ ہمنے عرش کی تفسیر ملک سے کی اور ملک خود یہی احوال ہیں تو صحیح ہی کہ یہہ کہا جاوے کہ اپنے ملک پر قایم ہوا بعد پیدا کرنے آسمان اور زمین کے اور یہہ جواب صحیح ہی اس موقع پر *

جو تابعدار کیئے گئے اُسکے حکم کے ساتھہ

اب میں نہایت ادب سے اُن لوگوں کی خدمت میں جنہوں نے اُن آیتوں میں عرش کے لفظ سے سلطنت اور مملکت مراد لی ہے عرض کرتا ہوں کہ جن آیتوں میں صرف لفظ " رب العرش " کا یا " رب العرش العظیم " کا یا " ذی العرش " کا یا " رب العرش الکریم " کا یا " ذوالعرش المجید " کا آیا ہے وہاں بھی عرش کے معنی سلطنت و مملکت کے کیوں نہیں لیئے جاتے — جو ایک چیز جسمانی مجسم موجود فی الخارج کے جسکا بنانا بھی ظاہرا بیہودہ معلوم ہوتا ہے جسپر خدا نہ کبھی بیٹھا ہے نہ بیٹھے گا اور نہ بیٹھہ سکتا ہے لیئے جاتے ہیں *

ہماری اِس تقریر کے برخلاف شاید چار آیتیں پیش ہوسکتی ہیں اور یہاں کہا جاسکتا ہے کہ اُن آیتوں میں ایسے مضامین ہیں جنکے سبب عرش کو مثل سریر بادشاہی موجود فی الخارج تسلیم کرنیکی ضرورت پڑتی ہے *

پہلی آیت سورۂ زمر کی ہے جہاں قیامت کے حالات میں خدا نے فرمایا ہے کہ " تو فرشتوں کو عرش کے گرد کھڑے ہوئے دیکھے گا پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں ساتھہ تعریف کے اپنے رب کو " *

دوسری آیت سورۂ الحاقہ کی ہے جہاں خدا نے قیامت کے حال میں فرمایا ہے " اور اوٹھاوینگے تیرے پروردگار کے تخت کو اپنے اوپر اُس کے دن آٹھہ " *

تیسری آیت سورۂ مومن کی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ " وہ جو اوٹھاتے ہیں عرش کو اور وہ جو اُسکے گرد ہیں پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں تعریف کے ساتھہ اپنے پروردگار کو اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور معافی چاہتے اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لائے ہیں " *

چوتھی آیت سورۂ ہود کی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ " وہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھہ دن میں اور اُسکا عرش تھا پانی پر " *

سورۂ زمر کی آیتیں جن میں عظمت و جلال خدا کا بیان ہوا ہے وہ سب تمثیلی ہیں مفسرین بھی اُنکا تمثیلی ہونا قبول کرتے ہیں — مثلاً اُس میں فرمایا ہے " والارض جمیعا قبضته یوم القیامة والسموات مطویات بیمینه " پس ظاہر ہے کہ خدا کے نہ مٹھی ہے اور نہ اُسکا داہنا ہاتھہ ، یہہ ایک تمثیل یا استعارہ یا مجاز ہے جس سے مقصود خدا کی عظمت و قدرت کا ظاہر کرنا ہے نہ یہہ کہ حقیقتاً خدا زمین کو مٹھی میں لے لیگا اور آسمانوں کو ہاتھہ پر لپیٹ لیگا *

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

قال صاحب الكشاف الغرض من هذا الكلام اذا اخذته كما هو بجملته و مجموعه تصوير عظمته والتوقيف على كنه جلاله من غير ذهاب بالقبضة ولا باليمين الى جهة حقيقة او جهة مجاز وكذلك حكم ما يروى ان جبريل عليه السلام جاء الى رسول الله صلعم فقال يا ابا القاسم ان الله يمسك السموات يوم القيامة على اصبع والارضين على اصبع والجبال على اصبع والشجر على اصبع والثرى على اصبع وسائر الخلق على اصبع ثم يهزهن فيقول انا الملك فضحك رسول الله صلعم تعجبا مما قال — ثم قرء تصديقا له وما قدروا الله حق قدره الاية — قال صاحب الكشاف و انما ضحك افصح العرب و تعجب لانه لم يفهم منه الا ما يفهمه علماء البيان من غير تصور امساك ولا اصبع ولا هز ولا شی من ذلک ولكن فهمه وقع اول كل شی و آخره على الزبدة والخلاصة التي هي الدلالة على القدرة الباهرة و ان الافعال العظام التي تتحير فيها الافهام ولا تكتنهها الاوهام هينة عليه هوانا لايوصل السامع الى الوقوف عليه الا اجراء العبارة في مثل هذه الطريقة من التخييل قال ولا نرى بابا في علم البيان

صاحب کشاف نے کہا هی که غرض اس کلام سے جب که اس سب کو پوري طرح سمجهه لے جویسا که وه سب هی الله تعالے کي عظمت کي تصویر هی اور کنه جلال الهي کی سمجهنے میں توقف کرنا هی نه نه قبضه اور دائیں هاتهه کے حقیقي اور مجازي معنوں کي طرف جانا اور ایسا هي هی حکم اُس روایت کا که جبریل آئے رسول الله صلی الله علیه وسلم کے پاس اور کہا اے ابوالقاسم الله تعالی اوتهالیگا اسمانوں کو قیامت کے دن ایک اونگلی پر اور سب زمینوں کو ایک اونگلي پر اور پہاڑوں کو ایک اونگلي پر اور درختوں کو ایک اونگلي پر اور جو زمینوں کے نیچے هی اُسکو ایک اونگلي پر اور سب خلقت کو ایک اونگلی پر پهر اُنکو هلاوے گا پهر کہیگا که میں هی بادشاه هوں پس هنسے رسول الله صلی الله علیه وسلم تعجب کرکے اُس کے قول پر پهر بطور تصدیق اسیاق کے یهه آیت پڑهي وما قدروا الله حق قدره الاية — کہا صاحب کشاف نے که صرف اس وجهه سے هنسے افصح العرب اور تعجب کیا که اُنهوں نے اس سے بجز اُسکے اور کچهه نهیں سمجها جو که علماء علم بیان سمجهتے هیں بغیر خیال کرنے اوتهانے اور اونگلي اور حرکت کے معنوں کے اور نهیں سمجها کچهه اس میں سے بلکه سمجها واقع هونا اول هرشی کا اور آخر هر شی کا بطور خلاصه اور انتخاب کے که وه دلالت هی الله تعالی کي قدرت کامله پر اور اسپر که وه بڑے کام جن میں سب عقلا کي عقلیں حیران هیں اور ذهن اُنکو نهیں سمجهه سکتے الله تعالی پر آسان هی نهایت آسان — سننے والا اُس سے واقف هونے تک پهونچ نهیں سکتا بجز اسکے که کلام کو اسي طریقه پر خیال میں لانیکو

جان لو کہ اُسیکے لیئے پیدا کرنا ہی اور حکم کرنا

ادق ولا ارق ولا الطف من هذا الباب (تفسير كشاف صفحه ۱۲۶۷)

بولا جاوے کہا صاحب کشاف نے کہ ہم علم بیان میں کوئی باب اس سے زیادہ دقیق اور لطیف نہیں پاتے ہیں *

قوله قبضته ملكه بلا مدافع و لا منازع و بيمينه قدرته (كشاف) — جلد دوم صفحه (۱۲۶۷)

علاوہ اسکے صاحب تفسیر کشاف نے ان لفظوں کی مراد اس طرح بیان کی ہی کہ کہا گیا ہی کہ اللہ تعالی کا قبضہ اُس کا ملک ہی جس میں کوئی تکرار کرنے والا اور جھگڑنے والا نہیں ہی اور داہنی ہاتھہ سے مراد اُس کی قدرت ہی *

صاحب تفسیر کبیر مصنف کشاف کی اس تحریر سے کسقدر خفا ہوگئے ہیں اور ارقام فرماتے ہیں کہ ”میں کہتا ہوں کہ اس آدمی کا یہہ حال کہ وہ متوجہہ ہی اپنے طریقہ کی خوبی بیان کرنے پر اور پہلوں کے طریقہ کی برائی بیان کرنے پر نہایت ہی عجیب ہی اگر اُس کا یہہ مذہب ہی کہ لفظ کے ظاہری معنی کا چھوڑنا اور مجازی معنی کی طرف جانا بغیر کسی دلیل کے جایز ہی تو یہہ تو قرآن میں طعن کرنا ہی اور قرآن کو دلیل کے درجہ سے خارج کرنا ہی کہ وہ کسی امر میں حجت نہیں ہوسکیگا اور اگر اُس کا یہہ مذہب ہی کہ کلام میں اصل یہہ ہی کہ معنی حقیقی مراد ہوں اور معنی حقیقی سے بغیر کسی جداگانہ دلیل کے پھرنا نہیں چاہیئے پس یہہ وہی طریقہ ہی جسپر سب پہلے علماء نے اتفاق کیا ہی پس کہاں ہی وہ علم جسکو وہ خاص اپنا علم بیان کرتا ہی اور کہاں ہی وہ علم جسکو دوسرا نہیں جانتا ہی باوصف اس کے یہہ بھی خود بہت تنگ تاویلات میں پھنسا ہی اور اور بہت رکیک کلمات کہے ہیں اگر یوں کہیں کہ مراد یہہ ہی کہ جب دلیل سے یہہ ثابت ہوگیا کہ لفظ قبضہ اور یمین سے یہہ اصلی اعضا مراد نہیں ہیں تو ہم پر واجب ہی کہ اسیقدر پر اکتفا کریں اور جو کچھہ مراد ہی اُس کے معین کرنے میں نہ مشغول ہوں بلکہ اس

اقول ان حال هذا الرجل في اقدامه على تحسين طريقته و تقبيح طريقة القدماء عجيب جدا فانه ان كان مذهبه انه يجوز ترك ظاهر اللفظ و المصير الى المجاز من غير دليل فهذا طعن في القرآن و اخراج له من ان يكون حجة في شي و ان كان مذهبه ان الاصل في الكلام الحقيقة وانه لا يجوز العدول عنه الا بدليل منفصل فهذا هو الطريقة التي اطبق عليها جمهور المتقدمين فاين كلام الذي يزعم انه علمه و اين العلم الذي لم يعرفه غيره مع انه وقع في التاويلات العسيرة و الكلمات الركيكة فان قال المراد انه لما دل الدليل على انه ليس المراد من لفظ القبضة و اليمين هذه الاعضاء وجب علينا ان نكتفي بهذا القدر ولا نشتغل بتعيين المراد بل نفوض علمه الى الله تعالى فنقول هذا هو طريق الموحدين الذين

تبرک الله رب العلمین ۵۲

یقولون انا نعلم انه لیس مراد الله من هذا الالفاظ هذه الاعضاء فاما تعیین المراد فالا نفوض ذلک العلم الی الله تعالی و هذا هو طریق السلف المعرضین عن التاویلات فثبت ان هذه التاویلات التی اتی بها هذا الرجل لیس تحتها شی من الفائدة (تفسیر کبیر) —

کے علم کو الله تعالے پر چھوڑ دیں پس ہم کہتے ہیں کہ یہی ہی طریقہ موحدین کا جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں ہی مراد الله تعالے کی ان الفاظ سے یہہ اعضا خاص لیکن الله کی مراد کو معین کرنا پس ہم اسکو الله تعالے پر چھوڑتے ہیں یہی ہی طریقہ علماء سلف کا جو کہ تاویلات سے الگ رہیں ہیں پس ثابت ہوا کہ تاویلات جنکو یہہ شخص لایا ہی اُن میں کچھہ فائدہ نہیں ہی ٭

صاحب تفسیر کبیر کا اسقدر ناراض ہونا بے فائدہ ہی کیونکہ ہر شخص جو ظاہر لفظ کو چھوڑکر مجاز کی طرف لیجاتا ہی اُسکے نزدیک دلیل قاطع اسبات کی ہوتی ہی کہ اس مقام پر اس لفظ سے حقیقت مراد نہیں ہی باقی رہی یہہ بات کہ اتنے ہی پر اکتفا کیا جاوے اور اُسکی تاویل و مراد کو خدا کے علم پر چھوڑ دیا جاوے ایک ایسی بے معنی بات ہی جس سے قرآن مجید کی صدہا آیات کا نازل ہونا لغو اور بیکار ہوجاتا ہی نعوذبالله منہا اور صرف لغو و بیکار ہی نہیں ہوتا بلکہ ایسا کرنا نعوذ بالله قرآن مجید کو مضحکہ بناتا ہی — ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں ید الله — وجہ الله — قبضہ — یمینہ اور کہتے ہیں کہ ان لفظوں سے — خدا کا ہاتھہ — خدا کا منہہ — خدا کی مٹھی — خدا کا داہنا ہاتھہ مراد نہیں ہی — جب پوچھتے ہیں کہ اور کیا مراد ہی تو کہا جاتا ہی کہ خدا ہی کو معلوم ہی — ارے میاں اگر یہی منظور تھا کہ خدا ہی کو معلوم رہے تو ان الفاظ کا نازل کرنا اور بندوں کو پڑھوانا ہی کیا ضرور تھا ٭

اصل منشاء اس غلطی کا یہہ ہی کہ قرآن مجید جو بلاشبہہ کلام الہی ہی — مگر بعضے وقت لوگوں کو یہہ خیال نہیں رہتا کہ وہ انسانوں کی زبان میں بولا گیا ہی — پس اگر وہ درحقیقت انسانوں کی زبان میں بولا گیا ہی اور درحقیقت ایسا ہی ہی تو جس طرح ایسے موقع پر انسان کے کلام کے معنی و مراد قرار دیئے جاتے ہیں اُسی طرح قرآن مجید کے الفاظ کے بھی معنی و مراد قرار دیئے جاوینگے — اس طرح معنی قرار دینے کو تاویل کہنا ہی غلطی ہی کیونکہ درحقیقت اُس میں کچھہ تاویل نہیں ہی بلکہ ہمکو یقین ہی کہ قایل نے اسی مراد سے وہ الفاظ استعمال کیئے ہیں ٭

اب میں کہتا ہوں کہ سورۂ زمر میں صرف یہی دو لفظ نہیں ہیں جو مجازا استعمال

برکت والا هی الله پروردگار عالمونکا ﴿۵۴﴾

کهولے گئے هیں بلکه اور بهي بهت سے هیں مثلاً نفخ صور که وه صرف استعارة هی وقت معین کے آجانے سے — " مقالید السموات والارض " کا استعمال مجازاً هوا هی اخیر سورة کا تمام مضمون بطور خطابیات کے زبان حال اهل دوزخ و اهل بهشت سے بیان کیا گیا هی جیسےکه سورة فصلت میں زمین و آسمان کي زبان حال سے بیان هوا هی جهاں فرمایا هی — " ثم استوى الى السماء وهي دخان فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طائعين " دوزخ و بهشت میں دروازوں کا هونا اور دوزخیوں اور بهشتیوں کے لیئے انکا کهولا جانا دوزخ پر چوکیداروں کا هونا اور دوزخ میں جانے والوں کو طعنه دینا بهشت پر دربانوں کا هونا اور بهشت میں جانے والوں کو مبارکباد دینا یه سب بطور تمثیل کے بیان هوا هی خدا تعالی همیشه معاد کے معاملات کو دنیاوي حالات کي تمثیل سے بیان کرتا هی اور اس تمثیل سے وه چیزیں بذاته مقصود نهیں هوتیں بلکه صرف ماحصل اسکا مقصود هوتا هی — دوزخ کو دنیا کے جیلخانوں کي مانند سمجهنا جیسے چوکیدار اس غرض سے متعین هوتے هیں که قیدي بهاگ نه جاویں یا بهشت کو دنیا کے باغوں کي مانند سمجهنا جیسے دربان اس غرض سے متعین هوتے هیں که کوئي غیر اس میں نه چلا جاوے اسکے پهل نه توڑلے خدا کي قدرت اور عظمت اور حکمت پر بٹه لگاتا هی جو اسکي شان کے شایاں نهیں اور یهي دلیل اسبات کي هی که ان الفاظ سے انکے ظاهري معني مراد نهیں *

اسي طرح سورة زمر کي اس آیت میں که " تو فرشتوں کو عرش کے گرد کهڑے هوئے دیکهیگا پاکیزگي سے یاد کرتے هیں ساتهه تعریف کے اپنے رب کو " جو که دنیا میں بادشاهونکا طریقه اپني عظمت و جلال دکهانے کا یهي هی که تخت پر بیٹهتے هیں تخت کے چاروں طرف هالي موالي کهڑے هیں بادشاه کا ادب بجالا رهے هیں اسکي تعریف کر رهے هیں اسکي تمثیل میں خدا نے بندوں کے سمجهانے کے لیئے اپنے جلال و عظمت کو بتایا هی — اس سے یه مقصد نهیں نکالا جاسکتا که در حقیقت وهاں کوئي تخت هوگا اور درحقیقت وهاں مجسم فرشتے بطور هالي موالي کے اسکے گرد کهڑے هونگے اور خدا کي تعریف میں جو تخت پر بیٹها هوگا قصیدے پڑه رهے هونگے — نهایت تعجب هوتا هی ان علماء سے که خدا کا تخت پر بیٹهنا تو محال و ممتنع قرار دیتے هیں اور پهر تخت کو اور اسکے سامان جلوس کو حقیقي اور واقعي سمجهتے هیں *

سورة الحاقه کي جو آیت هی اس سے پهلي آیتوں میں خدا تعالی نے قیامت کا اور

*

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً

تمام دنیا کے برباد ہوجانے کا اس طرح پر ذکر کیا ہی کہ — صور پھونکی جاویگی اور زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاوینگے اور آسمان کے پرزچے اوڑ جاوینگے اور فرشتے اُسکے کناروں پر ہٹ جاوینگے — یہہ سنکر انسان کے خیال میں آتا ہی کہ جب سب چیز برباد ہوجاویگی تو خدا کی بادشاہت کس پر ہوگی، کیا خدا کی بادشاہت ہی ختم ہوجاویگی؟ اس شبہہ کے رفع کرنے کو خدا نے اُسکے ساتھہ فرمادیا کہ " و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ " یعنی جبکہ سب کچھہ برباد ہوجاویگا اُس دن بھی تیرے پروردگار کی بادشاہت بے انتہا چیزوں پر جو اُسکی مخلوق ہیں اُسی طرح پر قایم رہیگی *

" حمل " کے معنی اوٹھانے کے ہیں مگر اُسکا استعمال شی مادی موجود فی الخارج کی نسبت بھی ہوتا ہی اور شی عقلی غیر مادی غیر موجود فی الخارج پر بھی ہوتا ہی — جیسیکہ خدا تعالی نے توریت کے عالموں کی نسبت فرمایا ہی " الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها " اور جیسیکہ حافظان قرآن کو حاملان قرآن یا قاضیوں اور مفتیوں کو حاملان شریعت اور گنہگاروں کی نسبت گناہوں کا اوٹھانا " حملنا اوزارا " کہا جاتا ہی — پس حمل کے لفظ سے اُسی چیز کا اوٹھانا مراد نہیں ہوتا جو موجود فی الخارج ہو *

جب کسیکو کسی شی کا حامل کہتے ہیں اُس سے اُسکا ظہور لازمی تصور کیا جاتا ہی — حاملان توراة اسی لیئے کہتے تھے کہ اُن سے احکام توراة ظاہر اور معلوم ہوتے تھے اور حاملان شریعت سے احکام شریعت پس جس شی سے جو چیز ظاہر ہو اُسکو اُسکا حامل کہتے ہیں — خدا کی مخلوق سے جو خدا کی سلطنت و بادشاہت ظاہر ہوتی ہی اُنپر حاملان عرش کا اطلاق ہوسکتا ہی — پس خدا فرماتا ہی کہ جب یہہ سب چیزیں جو تم دیکھتے ہو برباد ہوجاوینگی تب بھی خدا کی بادشاہت اُسکی اور بے انتہا مخلوقات اوٹھائے ہوئے ہوگی *

ثمانیہ کا لفظ صرف فصاحت کلام کے لیئے آیا ہی اُس سے کوئی عدد خاص مقصود نہیں ہی اور اس میں بہت بڑی بلاغت یہہ ہی کہ اُسکے دو رکن کے یعنی اُسکے مضاف الیہ اور مضاف الیہ کے بیان کے محذوف کرنے سے عدد غیر متناہی اور اجناس غیر محصور کا اظہار ہوتا ہی — جیسیکہ ثمانیة الاف یا ثمانیة الاف الاف الی غیر النہایة من المخلوقات الغیر المحصورة — پس اس آیت سے عرش کا وجود فی الخارج ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف اسقدر پایا جاتا ہی کہ بعد فنا ہونے اس تمام موجودات کے بھی خدا

پکارو اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر چپکا کر

کی بادشاہت بدستور قایم رہیگی ٭

تفسیر کشاف میں جو قول حسن بصری اور ضحاک کا نقل کیا ہی اُس سے بھی ٹھیک ٹھیک یہی مراد معلوم ہوتی ہی جو ہم نے بیان کی ہی — اُس میں لکھا ہی کہ —

و عن الحسن الله اعلم کم هم اثمانیة ام ثمانیة الاف و عن الضحاک ثمانیة صفوف لایعلم عددهم الا الله و یجوز ان تکون الثمانیة من الروح او من خلق اخر فهو القادر علی کل خلق سبحان الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض و من انفسهم و مما لایعلمون تفسیر کشاف صفحه ۱۵۲۲ —

حسن سے مروی ہی کہ اللہ خوب جانتا ہی کہ وہ کتنے ہیں آٹھ ہیں یا آٹھ ہزار ہیں اور ضحاک سے مروی ہی کہ آٹھ صفیں ہیں اور یہہ کہ اُنمیں کتنے ہیں اللہ تعالی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جائز ہی کہ مراد ہو آٹھ روحیں یا اور مخلوق خدا کی پس اللہ تعالی ہی قادر ہی سب کی پیدایش پر پاک ہی اللہ جسنے پیدا کیا ہی سب جوڑوں کو جنکو اوگاتی ہی زمین اور جو خود اُنکے ہیں اور جنکو وے نہیں جانتے ٭

سورہ مومن میں جو آیت ہی وہ نہایت غور طلب ہی اُسکے شروع میں ہی ‟ الذین یحملون العرش ‟ پس بحث یہہ ہی کہ الذین کا اشارہ کسکی طرف ہی — تمام مفسرین کہتے ہیں کہ ‟ الذین ‟ کا اشارہ فرشتوں کی طرف ہی — صاحب تفسیر کبیر اُسکی وجہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ ‟ اس آیت سے پہلے خدا تعالے نے ایمان والوں کے ساتھہ کفار کی عداوت کا حال بیان کیا ہی اُس کے بعد بطور تسلی کے کہا کہ اشرف طبقات مخلوقات فرشتے ہیں اور خصوصاً حملة العرش وہ ایمان والوں سے نہایت محبت رکھتے ہیں پس ان کمینہ لوگوں کی عداوت پر کچھہ التفات کرنا نہیں چاہیئے ٭

مگر تعجب یہہ ہی کہ کفار دنیا میں ایمان والوں کے ساتھہ عداوت کرتے تھے اور ایذا پہونچاتے تھے اگر اُسکے مقابل کوئی ایسی چیز بیان کی جاتی جو اُس دنیاوی ایذا میں معاونت کرسکتی تو البتہ ایک تسلی کی بات تھی مگر اُس دنیاوی تکلیف کے مقابلہ میں یہہ کہنا کہ فرشتے ہمارے گناہوں کی معافی چاہ رہے ہیں کسطرح پر تسلی دے سکتا ہی علاوہ اس کے اُس مقام پر فرشتوں کا کچھہ ذکر نہیں آیا ہی اور جبکہ عرش سے سلطنت مراد لی جاوے نہ ایک شے مجسم موجود فی الخارج تو کوئی قرینہ بھی نہیں جس سے ‟ الذین ‟ کا اشارہ فرشتوں کی طرف سمجھا جاوے ٭

قرآن مجید کا مطلب نہایت صاف ہی اس سے پہلی آیتوں میں خدا نے فرمایا ہی کہ

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۵۳ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ
إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِينَ ۵۴ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ
رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ
فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ
نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۵۵ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ
نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ
نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۵۶ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

" خدا تعالے کي نشانیوں " (یعنی احکام) میں کوئي جھگڑا نهیں کرتا بجز کافروں کے پھر أنکا شهروں میں پڑے پھرنا یعنی أن کي خوشحالي تجھکو دھوکے میں نه ڈالے * * * هرایک امت نے اپنے رسول کے پکڑنے و مار ڈالنے کا قصد کیا هی * * * اور أن لوگوں کي نسبت جو کافر هیں خدا کا حکم هوچکا هی که وه دوزخ میں جانے والے هیں *

اس کے بعد خدا نے فرمایا " الذین یحملون العرش " کفار کے مقابله میں ایمان والے تھے بس صاف ظاهر هی که " الذین " سے اهل ایمان انسان مراد هیں نه فرشتے - عرش کے معني سلطنت کے هم ابھي ثابت کرچکے هیں پس آیت کے معني صاف ظاهر هیں که " جو لوگ خدا کي سلطنت کو اوٹھائے هوئے هیں یعنی وه جو " انعمت علیهم " میں داخل هیں اور جو أس کے قریب هیں یعني صلحا و خیار امت پاکیزگي سے الله کي تعریف کرتے هیں اور أسپر ایمان لاتے هیں اور معافي چاهتے هیں أن لوگوں کے لیئے جو ایمان لائے هیں " الي اخره ـــ اسکے بعد پھر کافروں کا ذکر کیا هی پس قرآن مجید میں تو اس مقام پر فرشتوں کا پته بھي نهیں اور نه الذین کے وه مشار الیه هیں *

بے شک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو ﴿٥٣﴾ اور مت فساد کرو زمین میں اسکی اصلاح ہونے کے بعد اور پکارو اسکو ڈرکر اور امید رکھکر — بے شک رحمت اللہ کی قریب ہے نیک کام کرنے والوں کے ﴿٥٤﴾ اور وہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں خوش خبری دیتے ہوئیں اسکی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب وہ اٹھاتی ہیں بھاری بادل کو تو ہم اسکو ہنکاتے ہیں مری ہوئی زمین کی طرف پھر برساتے ہیں ہم اس سے پانی پھر اوگاتے ہیں ہم اس سے ہر ایک طرح کے میوے — اسیطرح ہم نکالینگے مردونکو شاید کہ تم نصیحت پکڑو ﴿٥٥﴾ اور زمین جو اچھی ہے اس کی کھیتی اوگتی ہے اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو بری ہے اس کی نہیں اوگتی مگر تھوڑی سی — اسطرح ہم الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں نشانیونکو ان لوگونکے لیئے جو شکر کرتے ہیں ﴿٥٦﴾ بے شک ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم کے پاس

سورہ ہود میں جو آیت ہے جسمیں چھہ دن میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے ساتھہ یہہ بھی آیا ہے کہ " وکان عرشه علی الماء " جسکو زیادہ بحث طلب نہیں ہے ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں کہ ستة ایام میں آسمان و زمین کا پیدا کرنا ازروی الحقیقت نہیں ہے نہ کلام مقصود بلکہ نقلاً اعتقاد یہود کا بیان ہے — یہود کا یہہ بھی اعتقاد تھا کہ خدا کی روح پانی پر چھائی ہوئی تھی چنانچہ توریت میں آیا ہے ٭

و روح الوهيم مرحفت عل فني هماييم

یعنی خدا کی روح چھائی ہوئی تھی پانیوں کے منہہ کے اوپر — " مرحفت " کے ٹھیک معنی مرغی کے انڈے سینے کے ہیں یعنی جس طرح مرغی تمام انڈوں کو پروں کے اندر لیکر اور ان کو گھیر کر بیٹھہ جاتی ہے اسیطرح خدا کی روح پانیوں پر تھی اس آیت میں اسی اعتقاد یہود کی نقل ہے روح کی جگہہ خدا کا عرش یعنی خدا کی سلطنت یا غلبہ بیان ہوا ہے پس کوئی لفظ اس آیت کا عرش کے وجود خارجی ہونے کا مثبت نہیں ہے ٭

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵۷ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۸ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۹ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۰ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۶۱
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝۶۲ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ
هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ۝۶۳ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۴ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ
سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ
رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝۶۶ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

پھر اُس نے کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں ھی تمھارے لئے کوئي خدا سواے اُس کے — بے شک میں تم پر خوف کرتا ھوں بڑے دن کے عذاب کا (٥٧) اُسکي قوم کے سرداروں میں سے کہا کہ ھم تجھکو دیکھتے ھیں کھلي ھوئي گمراھي میں (٥٨) (نوح نے) کہا کہ اے میري قوم مجھکو گمراھي نہیں ھی ولیکن میں تمام عالموں کے پروردگار کیطرف سے پیغمبر ھوں (٥٩) میں تمکو اپنے پروردگار کے پیغام پہونچاتا ھوں اور تمھارے لئے بھلائي چاھتا ھوں اور میں الله کے بتانے سے وہ جانتا ھوں جو تم نہیں جانتے (٦٠) کیا تم اس میں تعجب کرتے ھو کہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار سے نصیحت آئي تمھارے ھی میں سے ایک آدمي پر تاکہ وہ تمکو ڈراوے اور تاکہ تم پرھیز گاري کرو اور تاکہ تم پر رحم کیا جاوے (٦١) پھر اُنھوں نے اُسکو جھٹلایا پھر بچالیا ھم نے اُسکو اور جو اُسکے ساتھہ کشتي میں تھے — اور ھم نے اُن لوگوں کو ڈبودیا جنھوں نے ھماري نشانیوں کو جھٹلایا — بے شک وہ لوگ اندھے تھے (٦٢) اور (بے شک ھم نے بھیجا) عاد کي قوم کے پاس اُنکے بھائی ھود کو (ھود نے) کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں ھی تمھارے لئے کوئي معبود سواے اُس کے کیا تم نہیں ڈرتے (٦٣) اُسکي قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے کہا جو کافر تھے کہ بے شک ھم دیکھتے ھیں تجھکو بیوقوفي میں اور بے شک ھم گمان کرتے ھیں تجھکو جھوٹوں میں سے (٦٤) (ھود نے) کہا کہ اے میري قوم میرے ساتھہ بیوقوفي نہیں ھی ولیکن میں رسول ھوں پروردگار عالموں کي طرف سے (٦٥) پہونچاتا ھوں تمکو پیغام اپنے پروردگار کے اور بے شک میں تمھارے لئے خیر خواہ ھوں امانت دار (٦٦) کیا تم نے تعجب کیا کہ آوے تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار سے ایک شخص پر تم میں سے تا کہ تمکو ڈراوے — اور یاد کرو جب تمکو کیا جانشین

مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ

عاد اور ثمود کی نسبت کچھ لکھنے سے پہلے مندرجہ ذیل شجرہ انساب کا لکھنا مناسب ہے

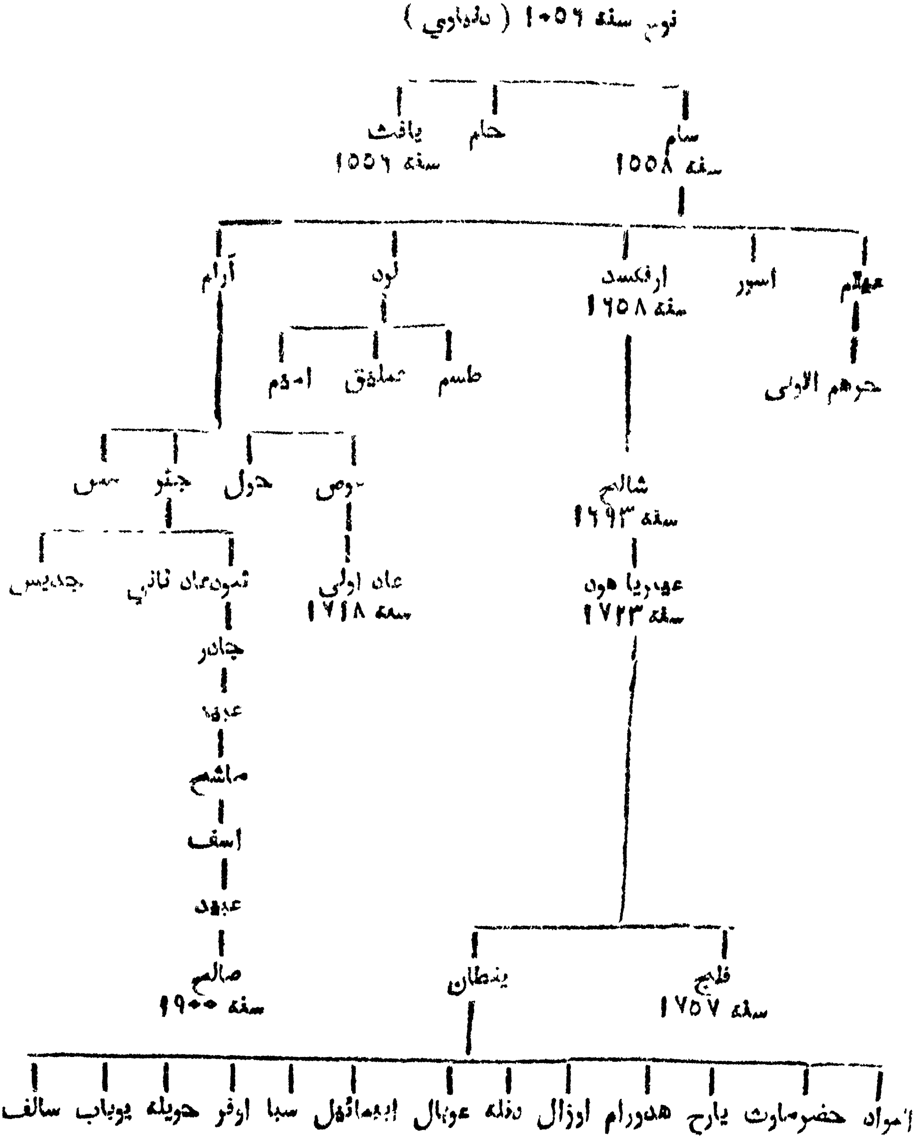
نوح سنہ ۱۰۵۶ (طوفانی)
سام سنہ ۱۵۵۸
حام
یافث سنہ ۱۵۵۶
عیلام
اسور
ارفکسد سنہ ۱۶۵۸
لود
آرام
جرہم الاولی
طسم
عملیق
امیم
شالح سنہ ۱۶۹۳
عوص
حول
جثر
مش
عاد اولی سنہ ۱۷۱۸
ثمود عاد ثانیہ
جدیس
عابر یا ہود سنہ ۱۷۲۳
جادر
عبید
ماشج
اسف
عبید
صالح سنہ ۱۹۰۰
فالج سنہ ۱۷۵۷
یقطان
الموداد حضرماوت یارح ہدورام اوزال دقلہ عوبال ابیمائیل سبا اوفر حویلہ یوباب سالف

قوم عاد اولی

عاد اولاد سام بن نوح سے هی — سام کا بیٹا آرام اور اُسکا بیٹا عوص اور اُسکا بیٹا عاد — معالم التنزیل میں لکھا هی ۔ هو عاد بن عوص بن آرام بن سام وهم عاد الاولی — قوم عاد کی آبادی عریبیا ڈزرٹا یعنی عرب کے ریتلے میدان میں تھی اور الاحقاف کہلاتی تھی معالم التنزیل میں لکھا هی کانت منازل قوم عاد بالاحقاف وهی رمال بین عمان و حضرموت — عرب کے نقشہ میں جو ریگستان پچاس درجہ طول اور بیس درجہ عرض پر واقع هی وہ جگہہ الاحقاف هی جہاں قوم عاد آباد تھی *

یہہ قوم عاد اولی کہلاتی هی جسکی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا هی ” وانه اهلک عادا الاولی (سوره نجم آیت ۵۱) هود جسکا ذکر آگے آویگا وہ عاد ثانی کہلاتا تھا اور ایک تیسرا عاد هی جو عبد شمس یعنی سبا اکبر کی اولاد میں هی اور جسکا بیٹا شداد هی جو سنه ۲۰۹۲ دنیوی میں پیدا هوا تھا پہلی دونوں قومیں عاد کی حضرت ابراهیم سے پہلے تھیں اور تیسری قوم حضرت ابراهیم کے زمانه میں همارے مفسروں نے علاوہ اُن لغو قصوں کے جو قوم عاد کی نسبت لکھے هیں ایک اور غلطی یہہ کی هی کہ ان تینوں قوموں کے واقعات کو گڈمڈ کردیا هی *

قوم عاد اولی کا واقعی زمانہ بتلانا نہایت مشکل هی مگر انگریزی مورخوں نے جو توریت میں بیان کیئے هوئے حساب کے زمانے قائم کیئے هیں اُسی حساب کی بنا پر هم بیان کرتے هیں کہ سام سنه ۱۵۵۸ دنیوی میں پیدا هوا تھا اور ارفکسد جو ارام کا بھائی هی سنه ۱۶۵۸ دنیوی میں یعنی سو برس بعد پس یہی زمانہ قریبا ارام کی پیدایش کا خیال هوسکتا هی اور عاد دو پشت بعد ارام سے هی پس اگر ساٹھہ برس دو پشت کے لیئے هم اضافہ کریں تو ظاهر هوتا هی کہ عاد سنه ۱۷۱۸ دنیوی یعنی اٹھارهویں صدی دنیوی میں تھا *

هود جنکا نام توریت میں عیبر لکھا هی وہ بھی اولاد سام بن نوح سے هیں عیبر کی پیدایش توریت کے حساب سے سنه ۱۷۲۳ دنیوی کی هی اور اس سے ثابت هی کہ عاد اور هود ایک هی زمانہ میں تھے — اسی صدی میں نمرود نے بابل یا سریا میں بادشاهت قائم کی تھی اور حام پدر مصریم نے مصر میں اور عاد بن عوص نے الاحقاف میں اور عیبر یعنی هود کے بیٹے یقطان نے یمن اور اُسکے اطراف میں — حضرموت یقطان کا ایک بیٹا تھا جسکے نام سے یمن کے قریب کا وہ ملک جو انڈین اوشن یا بحر عرب کے کنارہ پر هی

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً

مشہور ہی *

یہہ قوم عاد اولی کی نہایت قوی اور قداور تھی جیسےکہ اب بھی بعض ملکوں کے لوگ قوی اور قداور ہوتے ہیں یہی بات خدا تعالی نے اس قوم کی نسبت فرمائی ہی کہ " و زادکم فی الخلق بصطہ " (سورہ اعراف ٦٧) اُنکے قد معمولی قداور آدمیوں سے زیادہ نہ تھے —— تفسیروں میں جو یہہ بات لکھی ہی کہ چھوٹے سے چھوٹا آدمی اُن میں کا ساٹھہ ذراع کا لمبا تھا اور اوسط آدمی سو ذراع کا لمبا تھا اور لمبے سے لمبا چار سو ذراع کا محض غلط ہی نہ قرآن مجید سے یہہ بات ثابت ہی نہ اور کسی سند سے —— قدیم علماء نے بھی اس سے انکار کیا ہی تفسیر کبیر میں لکھا ہی " منہم من حمل ہذا اللفظ علی الزیادۃ فی القوۃ و ذلک لان القوی متفاوتۃ فبعضہا اعظم و بعضہا اضعف " یعنی بعض عالموں نے " زادکم فی الخلق بصطہ " سے اُنکا زیادہ قوی ہونا مراد لیا ہی نہ لمبا قد ہونا — بعض عالموں نے ان لفظوں سے یہہ مراد لی ہی کہ اُس قوم کے لوگ کثرت سے تھے اور آپسمیں محبت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے تھے اور اس ارتباط کے سبب سے گویا ایک جسم ہوگئے تھے نہ یہہ کہ اُنکے قد بہت لمبے تھے اور وہ تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ چوڑے چکلے تھے *

سورۃ الفجر میں خدا تعالی نے فرمایا ہی " الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد " *

وقال قوم يحتمل ان يكون المراد من قوله و زادكم في الخلق بسطة كونهم من قبيلة واحدة متشاركين في القوة و الشدة والجلادة و كون بعضهم محبا للآخرين ناصرا لهم وزوال العداوة والخصومة من بينهم فانه تعالى لما خصهم بهذه الانواع من الفضائل والمناقب فقد قرر لهم حصولها فصح ان يقال وزادكم في الخلق بسطة (تفسير كبير)

اس آیت میں بھی اسی قوم عاد اولی کا تذکرہ ہی —— ارم عاد کے دادا کا نام ہی جو کہ متعدد قومیں عاد کے نام سے مشہور تھیں جیسےکہ ہم نے اوپر بیان کیا اسی لیئے خدا تعالی نے ایک جگہہ اس قوم کو عاد اولی کرکے بیان کیا اور اس جگہہ اُسکے دادا کے نام سے پس ارم بیان ہی یا بدل ہی لفظ عاد سے یعنی ارم کی اولاد والا عاد ذات العماد سے بھی اسیطرح اُنکا قوی اور قداور ہونا بتایا ہی جیسےکہ لفظ زادکم فی الخلق بسطۃ سے بتایا ہی لفظ لم یخلق مثلہا فی البلاد سے صاف پایا جاتا ہی کہ عماد سے اُنکے مخلوق قد مراد ہیں نہ کہ کسی مکان کے مصنوعی ستون —— چنانچہ اکثر تفسیروں میں اور نیز تفسیر کبیر میں

اور زیادہ قوی ہیکل کیا تمکو پیدایش میں

جیسا کہ حاشیہ پر منقول ہے اسی کے مطابق علماء و مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں مگر اسکے سوا اور قول بھی ہیں جن میں غلطی سے ارم کو شہر کا نام سمجھا ہے اور ذات العماد سے عمارات رفیعہ مراد لی ہے اور یہہ محض غلط ہے اسلیئے کہ قوم عاد اولی ریگستان میں رہتی تھی اور اُنکی کوئی عالیشان عمارتیں نہ تھیں — بعض عالموں نے غلطی پر غلطی یہہ کی ہے کہ ارم کو باغ تصور کیا ہے اور لکھا ہے کہ عدن کے پاس شداد نے بنایا تھا مگر یہہ محض ناواقفیت سے لکھا ہے شداد کے باپ کا نام بھی عاد ہے مگر وہ اُس زمانہ میں نہ تھا اور نہ اُس نے کوئی ایسا باغ جیسا کہ مفسر بیان کرتے ہیں بنایا تھا *

اما ارم فهو اسم لجد عاد و فی المراد منه فی هذه الایه اقوال احدها ان المتقدمین من قبیلة عاد کانوا یسمون بعاد الاولی فلذلک یسمون بارم تسمیة لهم باسم جدهم (تفسیر کبیر)

فی قوله ارم وجهان وذلک لانا ان جعلناه اسم القبیلة کان قوله ارم عطف بیان لعاد وایذانا بانهم عاد الاولی القدیمة (تفسیر کبیر)

بعض مفسرین کی یہہ راے ہے کہ قوم ارم خیموں میں رہتی تھی اور خیموں میں ضرور ہے کہ عماد یعنی استادے ہوں جن پر خیمے کھڑے ہوتے ہیں اور عمد کی جمع عماد آتی ہے مگر اس راے سے یہہ الفاظ قران مجید کے کہ لم یخلق مثلها فی البلاد مساعدت نہیں کرتے ریورنڈ فاستر نے ایک تاریخانہ جغرافیہ عرب کا لکھا ہے اور اُس میں نویری کے تاریخانہ جغرافیہ سے بعض حالات نقل کیے ہیں سنہ ٦٦٠ عیسوی و سنہ ١٨٧٠ عیسوی کے درمیان یعنی مطابق سنہ ۴۰ و سنہ ۵۰ ہجری کے معاویہ ابن ابی سفیان کے عہد حکومت میں عبدالرحمن یمن کا حاکم تھا اُس نے چند کتبے قدیم زمانہ کے یمن و حضرموت کے نواح کے کھنڈرات میں پائے تھے اور پڑھے گئے تھے اور لوگوں نے خیال کیا تھا کہ یہہ کتبے قوم عاد کے زمانہ کے ہیں — اُنکا عربی ترجمہ نویری کے جغرافیہ میں مندرج ہے اُن میں سے چند کتبوں کے ترجموں کو اُس کتاب سے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں *

ترجمہ کتبہ اول مندرجہ جغرافیہ نویری

غنینا زمانا فی عراصة ذا القصر * بعیش غیـــر ضنک ولا نزر
یفیض علینا البحر بالمد زاجرا * فانهـــار نا مبزعـــة یجری
خلال نخیل باسقات نواطرها * نفق بـــالقسب المجزع والتمر
نصطاد صید البر بالخیل و القنا * و طورا نصید النون من لجج البحر

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ

ونرفل في الخز المرقم تارة * وفي القز احيانا وفي الحلل الخضر
يليها ملوك يبعدون عن الخنا * شديد علي اهل الخيانه والغدر
يقيم لنا من دين هود شرايعا * ونؤمن بالايات والبعث والنشر
اذا ما عدو حل ارضاً يريدنا * برزنا جميعا بالمثقفة السمر
نحامي على اولادنا و نسائنا * على الشهب والكميت المنيق والشقر
نقارع من يبغي علينا و يعتدي * باسيافنا حتى يولون بالدبر

دوم ـــ ترجمه کتبه مندرجه جغرافیه نویری

عشنا بهذا القصر دهرا فلم يكن * لنا همة الا البلد ذو القطف
تروح علينا كل يوم هنيدة * من الابل يعشو في معاطنها الطرف
و اضعاف تلك الابل شاء كانها * من الحسن ارام او البقر القطف
فعشنا بهذا القصر سبعة احقب * باطيب عيش جل عن ذكره الوصف
فجاءت سنون مجدب بات قوا حل * اذا ما مضا عام اتى اخر يقفو
فظلنا كان لم نغن في الخير لمحة * فماتوا ولما يبق خف ولا ظلف
كذلک من لم يشكر الله لم يزل * معالمه من بعد ساحته تعفو

سوم ـــ کتبه مندرجه کتاب ابن هشام

قال ابن هشام حفر السيل عن قبر باليمن فيه امراة في عنقها سبع مخانق من بر وفي يديها و رجليها من الاسورة والخلاخيل والدماليج سبعة سبعة وفي كل اصبع خاتم فيه جوهرة مثمنة و عند راسها تابوت مملو مالا ولوح فيه مكتوب *

باسمک اللهم اله حمير

انا تاجة بنت ذي شفر بعثت مايرنا الى يوسف

فابطا علينا فبعثت لاذتي بمد من ورق لتاتيني بمد من طحين
فلم تجده فبعثت بمد من ذهب فلم تجده فبعثت بمد من بحري
فلم تجده فامرت به فطحن فلم انتفع به فاقتفلت
فمن سمع بي فليرحمني واية امراة لبست حليا من حليي

فلا ماتت الا ميتتي

پھر یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو

سنہ ۱۸۳۳ع میں سرکار انگریزی نے یمن کی پیمایش کے لیئے کچھ افسر بھیجے اُنہوں نے حضر موت میں جو سمندر کے کنارہ پر ہی ایک پہاڑ پر ایک قلعہ کے کھنڈرات معلوم کیئے اور ان کھنڈرات میں پتھر پر کھدے ہوئے کتبے دیکھے تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ قلعہ حصن غراب کے نام سے مشہور ہی (طول بلد ۳۸ درجہ ۳۰ دقیقہ اور عرض بلد ۱۳ درجہ) وہاں ایک اونچی جگہہ پر ایک کتبہ ملا پرانے حرفوں میں پتھر پر کھدا ہوا جو حرف کہ کوفی حرفوں سے بھی بہت پہلے کے ہیں — اور اُس سے کچھ قدر نیچے ایک اور کتبہ پایا اور ایک پہاڑی کی چوٹی پر ایک اور چوتھا سا کتبہ ملا علاوہ اسکے حصن غراب سے پچاس میل کے فاصلہ پر اور کھنڈرات ملے نقب الحجر کے نام سے اور اُسکے دروازہ پر ایک کتبہ ملا ان کتبوں کی بعینہ نقل کرلی گئی *

ان کتبوں کی تحقیقات ہوتی رہی جب وہ پڑھے گئے تو معلوم ہوا کہ نویری کے جغرافیہ میں جو کتبہ ہی وہ ترجمہ ہی حصن غراب کے بڑے کتبہ کا چنانچہ اصلی کتبہ کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا جسکا اُردو ترجمہ ہم اس مقام پر لکھتے ہیں *

ترجمہ حصن غراب کے بڑے کتبہ کا

ہم رہتے تھے رہتے ہوئے مدت سے عیش و عشرت میں زمانہ میں اس وسیع محل کے ہماری حالت بری تھی مصیبت اور بدبختی سے بہتا تھا ہمارے تنگ راستہ میں *

سمندر زور سے لہراتا ہوا اور غصہ سے ٹکراتا ہوا ہمارے قلعہ سے — ہمارے چشمہ بہتے تھے گنگناتی ہوئی آواز سے گرتے تھے *

کھجور کے بلند درختوں سے اوپر جنکے رکھوالے کثرت سے بکھیرتے تھے خشک کھجور (یعنی اُنکی گٹھلیاں) ہماری گھاٹی کی کھجور کی زمین میں وہ اپنے ہاتھہ سے پھیلاتے تھے سوکھے چانول (یعنی بوتے تھے) *

ہم شکار کرتے تھے پہاڑی بکروں کو اور نیز خرگوش کے بچوں کو پہاڑیوں رسیوں اور سرکنڈوں سے بہکاکر بلاتے تھے جھگڑتی ہوئی مچھلیوں کو *

ہم چلتے تھے آہستہ مغرور چال سے پہنے ہوئے سوئی کا کام کیئے ہوئے مختلف رنگ کے ریشمی کپڑے بالکل ریشم کے کاہی سبز رنگ کی چار خانہ دار پوشاک *

ہمپر حکومت کرتے تھے بادشاہ جو بہت دور تھے ذلت سے اور سخت سزا دینے والے تھے بدکار اور ملکر آدمیوں کے اور اُنہوں نے لکھی ہمارے واسطے مطابق اصول ہود کے *

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾

عمدہ نمونے ایک کتاب میں محفوظ رکھنے کے لئے اور ھم یقین کرتے تھے معجزہ کے بیچ میں مردوں کے بھید میں اور ناک کے سوراخ کے بیچ میں *

ایک حملہ کیا لٹیروں نے اور ھمکو ایذا پہونچاتے تھے ھم اور ھمارے فیاض نوجوان جمع ھوکے سوار ھوکر چلے مع سختی اور تیز نوکدار برچھیوں کے آگے کو جھپٹتے ھوئے *

مغرور بہادر حمایتی ھمارے خاندانوں اور ھماری بیبیوں کے لڑتے ھوئے دلیری سے گھوڑوں پر سوار جنکی لمبی گردنیں تھیں اور جو سمند اور لوھیا رنگ اور سرنگ تھے *

ھم اپنی تلواروں سے زخمی کرتے ھوئے اور چھیدتے ھوئے اپنے دشمنوں کو یہاں تک کہ دھاوا کرکے ھم نے فتح کیا اور کچل ڈالا ان ذلیل آدمیوں کو *

ترجمہ اُس کتبہ کا جو اس کتبہ کے نیچے کھدا ھوا ھی

علحدہ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور لکھا گیا سیدھے ھاتھہ سے اُلٹے ھاتھہ کی طرف اور نقطہ لگے ھوئے یہہ کہتا فتح کا سرش اور وزرغا نے عوص نے چھید ڈالا (یعنی زخمی کردیا) اور تعقب کیا بنی عک کا اور اُنکے چہروں کو سیاھی سے بھردیا *

ترجمہ چھوٹے کتبہ کا جو پہاڑی کی چوٹی پر ھی

دشمن کی سی عداوت سے گناھگار آدمیوں پر *

ھم نے حملہ کیا آگے کو دوڑاکر اپنا گھوڑوں کو اُنکو پانوں کے نیچے روند ڈالا *

ترجمہ کتبہ کا جو نقب الحجر کے دروازہ پر ھی

رھتے تھے اس محل میں اب (ابو) محارب اور بعدہ جبکہ یہہ ابتدا میں تیار ھوا رھتے تھے اس میں خوشی سے فرزندانہ اطاعت کے ساتھہ نواس اور وثیا حاکم اعلی حزبحل مالک محل کا جس نے فیاضی سے بنایا کاروان سرائے اور کنوار ...... اُسنے نوو بنایا عبادت خانہ فوارہ اور تالاب اور بنایا زنانہ اپنے عہد میں *

ریورنڈ فاسٹر نے اس بڑے کتبہ کے نیچے جو کتبہ ھی اُس میں عک کا نام دیکھہ کر اس کتبہ کا زمانہ قرار دینے پر توجہ کی اور کہا کہ عک بیٹا تھا عدنان کا اور مسلمانوں کی حدیث کے مطابق جو ام سلمہ سے منقول ھی عدنان حضرت اسمعیل کی چوتھی پشت میں تھا پس اس حساب سے کہ ایک پشت کا زمانہ تیس برس لگایا جاوے تو عک یعقوب کی زندگی کے اُس زمانہ میں ھوگا جبکہ یوسف بھی موجود تھے اور قریب پچاس برس کے قبل اُسوقت کے جبکہ مصر اور اُس کے قرب و جوار کے ملکوں میں قحط ھوا تھا *

تاکه تم فلاح پاؤ ۞

ریورنڈ فاسٹر لکھتے هیں که یوسف کی تاریخ سے همکو معلوم هوتا هی که اُس زمانه میں اسمعیل کی اولاد مختلف فرقوں اور قوموں میں منقسم هوکر پهیل گئی تهی ـــ اور توریت کے جغرافیه میں جو دوسرا کتبه هی اُس سے قحطان کا حال معلوم هوتا هی جس میں وه قوم تباه هوگئی ـــ ان وجوه سے وه اُن کتبوں کو یعقوب علیه السلام کے زمانه کا قرار دیتے هیں *

چونکه ریورنڈ فاسٹر نے یهه تسلیم کرلیا که یهه کتبے قوم عاد کے هیں جسکا قرآن مجید میں ذکر هی اور اُنکا زمانه اُنهوں نے حضرت یعقوب کے زمانه کے مطابق قرار دیا تو اب وه قرآن مجید پر گویا دو اعتراض کرتے هیں ایک یهه که قوم عاد کا نوح کی قوم کے بعد هونا جیسا که قرآن مجید میں بیان هوا هی که " اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح " صحیح نهیں هی ـــ دوسرے یهه که کتبه سے ظاهر هوتا هی که وه لوگ اپنے بادشاهوں کے قوانین پر عمل کرتے تهے اور حضرت هود کا اُن لوگوں میں هونا جیسا که قرآن مجید میں بیان هوا هی که " والی عاد اخاهم هودا " ثابت نهیں هوتا *

مگر یهه دونوں اعتراض جیسے عجیب هیں ویسے غلط بهی هیں ـــ اول یهه که قوم عاد اولی جسکا ذکر قرآن مجید میں هی وه یمن یا حضرموت میں نهیں بستی تهی ـــ یمن و حضرموت و حویله میں خود حضرت هود کی اولاد بستی تهی اور حضرموت اور حویله اور سبا جنکے نام سے اب تک وه مقامات مشهور هیں حضرت هود کے پوتے تهے ـــ اور یقطان ابن عیبر یعنی هود وهاں جاکر بسے تهے پس اُنهوں نے جو ان کتبوں کو عاد کی قوم کے کتبے قرار دیئے هیں یهه محض غلطی هی *

دوسرے یهه که جو زمانه ان کتبوں کا ریورنڈ فاسٹر نے قرار دیا هی وه بهی غلط هی ـــ ام سلمه کی روایت جسکی بنا پر ریورنڈ فاسٹر نے عدنان کو حضرت اسمعیل کی چوتهی پشت میں قرار دیا هی وه روایت هی غلط اور محض نا معتبر و بے سند هی صحیح نسب نامه کے بموجب جو برخیا کاتب وحی ارمیا نبی نے لکها هی (دیکهو خطبات احمدیه) اُسکے مطابق عدنان باپ معد و عک کا اکتالیسویں پشت میں حضرت ابراهیم سے تها حضرت ابراهیم بموجب حساب مندرجه توریت کے سنه ۲۰۰۸ دنیوی میں پیدا هوئے تهے پس جو حساب نسلوں کے پیدا هونیکا هی اُس حساب سے عک قریبا سنه ۳۴۰۰ دنیوی میں هوگا یعنی چوده سو برس بعد حضرت ابراهیم کے اور کتبه میں عک پر فتح پائی نهیں لکهی هی بلکه بنی عک پر لکهی هی جس سے ثابت هوتا هی که عک کی بهی کئی پشت

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

کے بعد کا ھی *

نویری کے دوسرے کتبہ کو جس میں قحط کا ذکر ھی مسٹر فاسٹر پہلے کتبہ کا تتمہ سمجھتے ھیں تاکہ پہلے کتبہ کو بھی یعقوب و یوسف کے زمانہ کا قرار دیں — مگر وہ اصلی کتبہ دستیاب نہیں ھوا اور نہ یہہ معلوم ھی کہ وہ کہاں تھا نہ یہہ معلوم ھی کہ کس خط میں تھا پس کوئی دلیل نہیں ھی کہ نویری کے پہلے و دوسرے کتبہ کو ایک زمانہ کا قرار دیا جاوے *

کچھہ عجب نہیں کہ یہہ کتبے قوم حمیر کے ھوں جس میں سلاطین نامدار اور باوقار گذرے ھیں یقطان ابن عیبر یا ابن ھود یمن میں آباد ھوا اُسکا بیٹا سبا تھا اور سبا کا بیٹا حمیر اُسکی اولاد میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ھیں اور اُسکی اولاد کی سکونت حضر موت میں تھی جو اُسکے ایک بیٹے کے نام سے مشہور ھی پس یہہ کتبے قوم حمیر کے ھوسکتے ھیں نہ قوم عاد کے — اسکی تائید اُس کتبہ سے ھوتی ھی جسکا ذکر ابن ھشام نے کیا ھی جو اطراف یمن کی ایک قبر میں سے نکلا ھی کیونکہ اُسکے شروع میں لکھا ھی " باسمک اللھم الہ حمیر " اور یہہ ایک ایسا ثبوت ھی جس سے قوم حمیر کے کتبہ ھونے سے انکار ھی نہیں ھوسکتا *

حصن غراب کے چھوٹے کتبہ میں بلاشبہہ بنی عک پر فتح پانے کا ذکر ھی عک جو حضرت اسمعیل کی اولاد میں سے تھا اور جنکا مسکن حجاز میں تھا معلوم ھوتا ھی کہ اُسکی اولاد یعنی بنی عک نے کسی زمانہ میں یمن پر یا حضر موت پر حملہ کیا ھوگا زمانہ کے حساب سے معلوم ھوتا ھی کہ یہہ واقعہ اُس زمانہ میں ھوا جس زمانہ میں کہ بخت نصر نے مصر اور عرب پر حملے کیئے تھے اُس حملہ میں بنی عک کو شکست ھوئی ھوگی جسکا ذکر اس کتبہ میں ھی *

حصن غراب کے بڑے کتبہ سے جو اب بھی موجود ھی نہایت استحکام سے قرآن مجید کے اس تاریخی واقعہ کا ثبوت ھوتا ھی کہ خدا تعالے نے عرب میں ھود پیغمبر کو لوگوں کی ھدایت کے لیئے مبعوث کیا تھا اور بعث و نشر کے عقاید انھوں نے تعلیم کیئے تھے اور چونکہ قوم حمیر اور تمام بادشاھان یمن حضرت ھود کی اولاد میں تھے اُن کے بادشاھوں نے اُن تمام عقاید کو جو حضرت ھود نے تعلیم کیئے تھے اپنی کتابوں میں لکھے تھے جسپر وہ یقین کرتے تھے مگر افسوس ھی کہ اُن تمام عقاید کے ساتھہ آخر کو اُن لوگوں میں بت پرستی بھی

اُنھوں نے کہا کہ کیا تو ھمارے پاس آیا ھی تاکہ ھم عبادت کریں اللہ واحد کی

پھیل گئی تھی جسکو محمد رسول اللہ نبی آخر الزماں نے تمام جزیرۂ عرب سے بلکہ دنیا کے بہت بڑے حصہ سے معدوم کیا اور خدا کی وحدانیت کے اصول کو ایسی وضاحت اور عمدگی سے بتا دیا جس سے اُمید ھی کہ اُن کے پیروؤں میں بت پرستی قدم ھونی ممتنعات عقلی سے ھی اور یہی ایک امر ھی جس کے سبب ابراہیم خلیل اللہ کے پوتے اور عبداللہ کے بیٹے نے خاتم الانبیاء ھونے کا تاج پہنا اور اُس کے دین نے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" کا خطاب حاصل کیا وصلی اللہ تعالی علی سیدی محمد رسول اللہ وعلی آلہ و اصحابہم اجمعین *

اب ھمکو اُس عذاب کا بیان کرنا باقی ھی جو قوم عاد پر نازل ھوا تھا اور جسکا ذکر اُن آیتوں میں آیا ھی جو حاشیہ پر مندرج ھیں † وہ عذاب آندھی تھی جو اُس ریگستان کے رھنے والوں پر نازل ھوئی تھی آٹھ دن اور سات رات برابر آندھی چلتی رھی اور ضروری یہہ بات خیال میں آتی ھی کہ جب ایسی آندھی ریگستان کے ملک میں چلی جو گرم ملک تھا اور جس میں نہایت سخت لو کی یہی کیفیت ھوگی تو وھاں کے رھنے والوںکا بدحال ھوا ھوگا بے شک اُن کی لاشیں ایسی ھی پڑی ھو گئی کہ گویا درخت جڑ سے اُکھڑ کر گر پڑے ھیں جس کی تشبیہ خدا نے دی ھی "کانهم اعجاز نخل منقعر - کانهم اعجاز نخل خاویه" لو کی گرمی کے مارے اُن کے بدن بھکری ھوکر بکس گئے ھونگے جیسے لو زدہ انسان کا بدن ھوجاتا ھی جس کی تشبیہ خدا نے اسطرح پر دی ھی کہ "ماتذر من شی اتت علیه الا جعلته کالرمیم" *

ارفکسد بن سام کی اُولاد میں حضرت ھود تھے اور ارام بن سام کی اُولاد میں عاد اور قوم عاد تھی اسیوجہہ سے خدا نے حضرت ھود کو قوم عاد کا بھائی کہا حضرت ھود احقاف میں گئے جہاں قوم عاد بستی تھی اور بت پرستی

---

† فارسلنا علیهم ریحا صرصرا فی ایام نحسات لنذیقهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ولعذاب الاخرة اخزی وهم لا ینصرون ۴۱ سورة فصلت — ۱۵ —

كذبت عاد فكيف كان عذابی ونذر - انا ارسلنا علیهم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر - تنزع الناس كانهم اعجاز نخل منقعر ۵۴ سورة القمر ۱۸و۱۹ و ۲۰ —

واما عاد فاهلكوا بریح صرصر عاتیة سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما فتری القوم فیها صرعی كانهم اعجاز نخل خاویة - ۶۹ سورة الحاقة ۶و ۷ —

فان اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود - ۴۱ فصلت ۱۲ —

واذكر اخا عاد اذ انذر قومه بالاحقاف و قد خلت النذر من بین یدیه و من خلفه الا تعبدوا الا الله انی اخاف علیكم عذاب یوم عظیم — قالوا اجئتنا لتافكنا عن

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا

آلهتنا فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصادقين — قال انما العلم عند الله ابلغكم ما ارسلت به ولكني اراكم قوما تجهلون — فلما راوه عارضا مستقبل اوديتهم قالوا هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم — تدمر كل شي بامر ربها فاصبحوا لا يرى الا مساكنهم كذلك نجزي القوم المجرمين — ۴۶ سورة احقاف ۲۰ لغايت ۲۴ — وفي عاد اذ ارسلنا عليهم الريح العقيم — ماتذر من شي اتت عليه الا جعلته كالرميم ۵۱ سورة ذاريات ۴۱ و ۴۲ — وانه اهلك عادا الاولى ۵۳ سورة النجم ۵۱ —

کرتي تهیں تین بت تهے جنکو وه پوجتے تهے حضرت هود نے اُن کو بت پرستي سے منع کیا اور کها که سواے خدا کے اور کسیکي عبادت مت کرو مجهکو خوف هی تم پر کسي دن سخت عذاب آویگا — اُن لوگوں نے کها که کیا تم اس لیئے آئے هو که همارے خداؤں سے همکو چهڑا دو اور جس عذاب سے تم ڈراتے هو اُسکو لاؤ اگر تم سچے هو حضرت هود نے کها که اسکا علم تو خدا کو هی میں تو خدا کا پیغام تم تک پهونچا دیتا هوں — ایک دن اُنهوں نے دیکها که اُن کے ریگستان کیطرف کچهه گهٹا سی چلی آتي هی اُنهوں نے خیال کیا که بادل هی جو خوب برسیگا مگر وه نهایت سخت آندهي تهي جس نے سب چیز کو اوکهاڑ کر پهینک دیا *

یهه تو قصه قوم عاد کے عذاب کا هی مگر جو بحث که اس واقع پر اور مثل اس کے دیگر واقعات ارضي و سماوي پر هوسکتي هی جنکو قرآن مجید میں کسي قوم کي معصیت کے سبب سے اُس واقعه کا بطور عذاب کے اُس قوم پر نازل هونا بیان هوا هی غورطلب هی آندهي اور طوفان — پهاڑوں کي آتش فشاني اُن سے ملکونکا اور قوموں کا برباد هونا زمین کا دهنس جانا قحط کا پڑنا کسی قسم کے حشرات کا زمین میں یا پانی میں هوا میں پیدا هوجانا کسي قسم کے وباؤنکا آنا اور قومونکا هلاک هونا سب اُمور طبعی هیں جو اُن کے اسباب جمع هوجانے پر موافق قانون قدرت کے واقع هوتے رهتے هیں انسانوں کے گنهگار هونے یا نهونے سے فی الواقع اُسکو کچهه تعلق نهیں هی اگرچه توریت میں اور دیگر صحف انبیا میں اس قسم کے آرضي و سماوي واقعات کا سبب انسانوں کے گناه قرار دیئے هیں جو مثل ایک پوشیده بهید کے سمجهه سے خارج هی اُس سے همکو اس مقام پر بحث نهیں هی مگر قران مجید میں بهي ایسے واقعات کو انسانوں کے گناهوں سے منسوب کرنا بلاشبهه تعجب سے خالي نهیں *

اس قسم کے شبهے بلا شبهه انسان کے دل میں پیدا هوتے هیں اور وه شبهات بے شک اصلي هوتے هیں کیونکه حوادث آرضي و سماوي حسب قانون قدرت واقع هوتے هیں اُن کو

اور چهوڑ ديں جو پوجا کرتے تهے همارے باپ

انسانوں کے گناهوں سے کچهه تعلق نهيں هوتا اور نه انسانوں کے گناه اُن حوادث کے وقوع کا باعث هوتے هيں مگر ان شبهات کے پيدا هونے کا منشاء يهه هی که لوگ حقيقت نبوت اور اُس کي غايت کے سمجهنے ميں بهلے غلطي کرتے هيں اور پهر اُس غلطي کي بنا پر اُس شبهه کو قايم کرتے هيں — نبوت هميشه فطرت کے تابع هوتي هی اُس کا مقصد حقايق اشياء کو علي ماهي عليه بيان کرنا نهيں هوتا بلکه اُس کي غايت تهذيب نفس هوتي هی پس جو اُمور که کسي قوم ميں يا انسانوں کے خيال ميں ايسے پائے جاتے هيں جو مويد تهذيب نفس کے هيں گو که وه مطابق حقايق اشياء علي ماهي عليه کے نهيں تو انبياء اُن سے کچهه تعرض نهيں کرتے بلکه وه اُسکو باللحاظ اس بات کے که وه مطابق حقيقت اشياء علي ماهي عليه کے هی يا نهيں بطور ايک امر مسلمه مخاطب کے تسليم کرکے لوگونکو هدايت کرتے هيں اس کي مثال ايسي هی جيسيکه ايک شخص بحث کرنے والا اپنے مخالف کے امر مسلمه کو باوجوديکه وه اس کو صحيح نه جانتا هو تسليم کرکے مخالف هی کے امر مسلمه سے مخالف کو ساکت کرنا چاهيے پس ايسے مواقع پر يهه سمجهنا که جو کچهه انبياء نے تسليم کيا يا اُسکو اپنے مقصد کے ليئے کام ميں لائے اُسکے مطابق حقايق اشياء بهي هيں يهه پهلي غلطي هی اور يهي غلطي باعث اس قسم کے شبهات کے پيدا هونيکي هوتي هی — مثلاً لوگ يقين کرتے تهے که خدا نے چهه دن ميں زمين و آسمان و تمام کائنات پيدا کي هی - اب ايک پيغمبر اُس قوم کو نصيحت کرتا هی که جس نے چهه دن ميں آسمان و زمين پيدا کيئے اُسکي عبادت کرو پس اس بيان سے يهه نتيجه نکالنا که اُس پيغمبر کا بيان نسبت چهه دن ميں آسمان و زمين کي پيدايش کے بطور بيان حقيقت اشياء علي ماهي عليه کے هی سخت غلطي هی کيونکه اُس پيغمبر نے اُس قوم کے امر مسلمه هي کو تسليم کرکے آسمان و زمين کے پيدا کرنے والے کے استحقاق عبادت کو ثابت کيا هی ٭

انسان کي ابتدائي حالت کي فلاسفي پر غور کرنے سے جو وحشي قوموں کي حالت يا وحشي زمانه سے شروع هوتے هي ثابت هوتا هی که جسطرح انسان کے دلميں اپنے سے زياده قوي و زبردست اشياء کو اپنے گرد ديکهه کر کسي وجود قوي کا جسکو اُنهوں نے خدا تسليم کيا خيال آيا هی اُسيکے ساتهه ساتهه اُسکے خوش رکهنے کے ليئے اُسکي عبادت کا بهي خيال هوا هی اور اُسيکے ساتهه يهه خيال بهي پيدا هوا هی که دنيا ميں جو مصيبتيں آتي هيں وه اُس کي خفگي کے اور انسانوں کے افعال سے ناراض هوجانے کے سبب آتي هيں پس يهه خيال

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٦٨﴾

که تمام آفات ارضی و سماوی انسانوں کے گناهوں کے سبب سے هوتی هیں ایک ایسا خیال تها جو تمام انسانوں کے دلوں میں بیٹها هوا تها اور اس زمانه میں بهی جاهل قوموں کے دلوں میں ویسی هی مضبوطی سے جما هوا هی — یهه خیال خواه وه حقیقت اشیاء علی ماهی علیه کے مطابق هو یا نهو ایک ایسا خیال هی جو تهذیب نفس انسانی کا نهایت موید هی اور بموجب اُس اصول فطرت کے جس کے تابع انبیاء علیهم السلام هوتے هیں اُنکو ضرور تها که اُس امر مسلمه کو تسلیم کرکے لوگوں کو تهذیب نفس کی هدایت کریں — پس قرآن مجید کے اس قسم کے بیانات کو جن میں حوادث ارضی و سماوی کو انسانوں کے گناهوں سے منسوب کیا هی یهه سمجهنا که وه ایک حقیقت اشیاء علی ماهی علیه کا بیان هی اُن سمجهنے والوں کی غلطی هی نه قرآن مجید کی *

یهه اصول جو همنے بیان کیا ایک ایسا اصول هی که اگر وه ذهن میں رکها جاوے تو بهت سے مقامات قرآن مجید کی اصلی حقیقت منکشف هوتی هی مگر یهه اصول ایسا نهیں هی جسکو میں نے ایجاد کیا هو اور نبوت کو ماتحت فطرت قرار دیا هو بلکه اور محققین علماء کی بهی یهی راے هی جسکا بیان بهت مختصر طور پر "سنة ایام" کے بیان میں گذرا هی مگر شاه ولی الله صاحب نے تفهیمات الهیه میں اس اصول کو زیاده تر وضاحت سے بیان کیا هی اور شاه ولی الله صاحب نے جو کچهه اسکی نسبت لکها هی اُسکا مطلب بالکل اُسکے مطابق هی جو میں نے بیان کیا گو که دونوں کے طرز ادا اور طریق تحریر اپنی اپنی طور پر جداگانه مذاق سے هو *

اعلم ان النبوة من تحت الفطرة كما ان الانسان قد يدخل في صميم قلبه و جذر نفسه علوم وادراكات عليها تبتني ما يفيض عليه من رؤياه وترى الامور متشبحة بما اخترته دون غيرها كذلك كل قوم واقليم لهم فطرة فطروا عليها امورهم بلها كاستقباح

شاه ولی الله صاحب تحریر فرماتے هیں که " یهه بات جان لینی چاهئیے که نبوت فطرت کے ماتحت هی جیسا که انسان کے کبهی دل میں بهت سے علوم اور ادراکات جمکر بیٹهه جاتی هیں اور اُنهی پر مبنی هوتی هیں وه چیزیں جو اُسپر اُسکے رویا میں فائض هوتی هیں پهر وه اُن چیزوں کی صورتوں کو دیکهتا هی جسکو اُس نے پیدا کیا هی نه اُسکے سوا اور کسیکو ایسے هی هرایک قوم اور اقلیم کی ایک فطرت هی جسپر اُنکی سب باتیں پیدا کی گئی هیں جیسے جانور کے ذبح کرلے کو برا جاننا اور عالم کو قدیم کهنا یهه ایک فطرت هی

تو همارے پاس لے آ جس سے تو همکو دهمکی دیتا هی اگر تو هی سچوں میں سے (٧٠)

الذبح والقول بالقدم فطرة فطر الهنود عليها وجواز الذبح والقول بحدوث العالم فطرة فطر عليها بنو سام من العرب والفارس وانما يجيء النبي يتامل فيما عندهم من الاعتقاد والعمل فما كان موافقا لتهذيب النفس يثبته ويرشدهم اليه وما كان يخالف تهذيب النفس فانه ينهاهم عنه وقد يحصل بعض الاختلاف من قبل اختلاف نزول الجود كما ذكرنا في توجه المجوس الى القوى الفلكية وتوجه الحنفاء الى الملاء الاعلى لا غير وما ذكرنا في عموم بعثة النبي وختمه بخلاف سائر النبوة فالنبوة تسويه وتهذيبه وجعله كاحسن ما ينبغي سواء كان ذلك الشيء شمعا او طينا والفطرة والملة بمنزلة المادة كالشمع والطين فلا تعجب باختلاف احوال الانبياء عليهم السلام واختلافاتهم عما يتعلق بالمادة فاصل النبوة تهذيب النفس واعتقاد تعظيم الله والتوجه اليه وكسب ما ينجي من عذاب الله في الدنيا والاخرة واما مجازاة السيئة ففي الدورة الاولى كان لا يتوقف على معرفة البعث بعد الموت والملائكة وفي الدورة الاخرى توقف على الايمان بالله بصفاته العظيمية وملائكته وكتبه ورسله

که فطرت هندوں کی اسپر هی اور ذبح جانور کو جائز ماننا اور عالم کو حادث کهنا فطرت هی جسپر بنی سام یعنی عرب اور فارس مخلوق هوئے هیں نبی جو آیا کرتا هی وه انکے علوم اور اعتقادات اور اعمال میں تامل کیا کرتا هی جو ان میں سے موافق تهذیب نفس کے هوتا هی اسکو ثابت رکهتا هی اور انکو وه هی راه چلاتا هی اور جو که تهذیب نفس کے خلاف هو اس سے منع کرتا هی اور کبهی کچهه اختلاف هوجاتا هی بوجهه اختلاف فیض الهی جیسا که همنے ذکر کیا هی بیچ معامله متوجه هونے مجوس کے قوای فلکیه کی جانب اور متوجه هونے حنفاء کے ملاء اعلی کیجانب اور جیسا که همنے ذکر کیا هی بعثت نبی کے عام هونے اور خاتم النبیین کے بیان میں بخلاف اور نبیوں کے پس نبوت اس فطرت کا درست اور آراسته کرنا هی اور اسکو درست کرنا جسقدر اسکا عمده تر هونا ممکن هی خواه وه شی موم هو خواه گارا فطرت مذهب کے لیئے بمنزله ماده کے هی مثل موم اور گوندهی مٹی کے پس تعجب نه کرنا چاهیئے اختلاف احوال انبیاء سے اور انکے اس اختلاف سے جو ان امور سے متعلق هیں جو بمنزله ماده کے هی پس اصل نبوت تهذیب نفس کی هی الله تعالی کی عظمت کے اعتقاد سے اور اسکی طرف متوجه هونے سے اور ان امور کے کرنے سے جو الله تعالی کے عذاب سے دنیا اور آخرت میں بچاوے برائی کا بدلا پہلے زمانه میں اس پر موقوف نه تها که مرنے کے بعد اٹهنے کو جانیں اور فرشتوں کو جانیں اور پچهلے زمانه میں اس پر موقوف هی که الله پر ایمان لاویں اور اسکی صفات تعظیمیه پر اور فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے سب رسولوں پر اور مرنے کے بعد اوٹهنے پر ایمان

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

والایمان بالبعث بعد الموت اما مسئلة قدم العالم وحدوثه ومسئلة التناسخ ومسئلة تحریم الذبح وحله ومسئلة الصفات اللہ التي من التجدد والتنقل و الصفات المحدثة کالرؤیة والنزول والارادة المتجددة والبداء وغیر ذلک فانها کلها من الفطرة والمادة لیست ببحث عن ذلک بالاصالة
(تفہیمات)

لادین اور مسئلہ قدم عالم اور حدوث عالم اور مسئلہ تناسخ اور مسئلہ حرام ہونے ذبح جانور کا اور حلال ہونے ذبح جانور کا اور مسئلہ صفات کا جو کہ بدلتے رہتے ہیں اور صفات جو کہ حادث ہیں جیسے دیکھنا اور اوترنا اور نیا ارادہ اور ایسے ہی اور صفات پس یہہ مسئلہ فطرتی ہی اور بمنزلہ مادہ کے ہی ایسے مسائل سے اصلی طور پر نبی بحث نہیں کرتا ہی — یہہ بیان شاہ ولی اللہ صاحب کا ہماری دلیل سے بالکل مطابق ہی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہماری دلیل کا ماخذ یہی بیان ہی جو نہایت عالی دماغی اور بلا خوف لومة لایم کے شاہ صاحب نے فرمایا ہی *

قوم ثمود

ثمود جسکے نام سے قوم ثمود مشہور ہوئی جثر بن آرام بن سام بن نوح کا بیٹا ہی - اور عاد اولی اور ہود کا ہم عصر ہی حضرت صالح پیغمبر اسکی چھٹی پشت میں ہیں اور اسیلیئے زمانہ حضرت صالح کا اخیر انیسویں یا شروع بیسویں صدی دنیاوی میں اور قریبا سو برس پیشتر حضرت ابراہیم سے پایا جاتا ہی *

(ہود نے) کہا بیشک تم پر پڑی ہی تمہارے پروردگار سے برائی اور غضب — کیا تم مجھسے جھگڑتے ہو ناموں میں کہ وہ نام رکھہ لیئے ہیں تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں بھیجی اللہ نے اُسکے لیئے کوئی دلیل — پس منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھہ انتظار کرنے والوں میں ہوں (۶۹) پھر نجات دی ہم نے اُسکو اور اُنکو جو اُسکے ساتھہ تھے ساتھہ اپنی رحمت کے اور کاٹ دی ہم نے جڑ اُن لوگوں کی جنھوں نے جھٹلایا تھا ہماری نشانیوں کو اور وہ نہ تھے ایمان والے (۷۰) اور (بھیجا ہم نے) ثمود کی قوم کے پاس اُنکے بھائی صالح کو اُس نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہی تمہارے لیئے کوئی معبود بجز اُسکے

بیشک آئی ہی تمہارے لیئے ایک دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے

قوم ثمود الحجر میں آباد تھی اور پہاڑ کو کھود کر اُس میں گھر بناتے تھے تقویم البلدان میں اسمعیل ابوالفدا نے ابن حوقل کا قول نقل کیا ہی کہ وہ اُن پہاڑوں میں گیا تھا اور اُس نے اُن مکانات کو دیکھا تھا جو پہاڑ کو کھود کر بنائے تھے — افسوس ہی کہ سلاطین اسلامیہ نے اس طرح پر عرب کے قدیم حالات کی تحقیقات نہیں کی کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا کہ جزیرہ عرب میں بہت سی ایسی چیزیں موجود ہونگی جنسے پرانے تاریخی حالات کی صحت پر بہت کچھہ مدد مل سکتی ہی *

عاد اولی حضرت نوح سے پانچویں پشت میں تھا اور عاد اور ثمود دونوں آپس میں بھائی تھے قوم عاد کے برباد ہونے کے بعد قوم ثمود نے ترقی کی تھی جسکی نسبت خدا نے فرمایا "واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد" اور جو کہ قوم ثمود نے قوم عاد کے بعد ترقی کی تھی اسی سبب سے ثمود کو عاد ثانی کہتے ہیں جیسیکہ نوح کو آدم ثانی *

حضرت صالح قوم کی ہدایت کے لیئے مبعوث ہوئے جو واقعات کہ اُنکے زمانہ نبوت میں گذرے اُنکا بیان مندرجہ حاشیہ آیتوں میں ہی اُنکا خلاصہ یہہ ہی کہ حضرت صالح نے اُن لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگوں خدا کی عبادت کرو تمہارے لیئے اُسکے سوا کوئی خدا نہیں ہی — اُن لوگوں نے کہا کہ تم تو سحر زدہ ہو تم تو ہم ہی جیسے ایک آدمی ہو — اگر تم سچے ہو تو

والى ثمود اخاهم صالحا قال
يا قوم اعبدوا الله ما لكم من اله
غيره قد جاءتكم بينة من ربكم
هذه ناقة الله لكم اية فذروها
تاكل في ارض الله ولا تمسوها
بسوء فياخذكم عذاب اليم —

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا
بِسُوْءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۷۳)

واذكروا اذ جعلكم خلفاء من بعد عاد وبوأكم في الارض تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون الجبال بيوتاً فاذكروا آلاء الله ولا تعثوا في الارض مفسدين فعقروا الناقة وعتوا عن امر ربهم واخذتهم الرجفة فاصبحوا في دارهم جاثمين (الاعراف)

قال يا قوم ارأيتم ان كنت على بينة من ربي واتاني منه رحمة فمن ينصرني من الله ان عصيته فما تزيدونني غير تخسير — ويا قوم هذه ناقة الله لكم آية فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب قريب فعقروها فقال تمتعوا في داركم ثلثة ايام ذلك وعد غير مكذوب — فلما جاء امرنا نجينا صالحا والذين امنوا معه برحمة منا ومن خزي يومئذ ان ربك هو القوي العزيز واخذ الذين ظلموا الصيحة فاصبحوا في دارهم جاثمين — ۱۱ هود — ۶۶ — ۷۰

قالوا انما انت من المسحرين ما انت الا بشر مثلنا فأت باية ان كنت من الصادقين — قال هذه ناقة لها شرب ولكم شرب يوم

کوئي نشاني لاؤ — حضرت صالح نے کہا که تمهارے پاس ایک دلیل تمهارے پروردگار کے پاس سے آئي هی — یهه الله کي اونٹني تمهارے لیئے نشاني هی اُسکو چهوڑدو که خدا کي زمین میں چرتي پهرے — باقي رها پاني ایک دن اُسکو پي لینے دیا کرو اور ایک دن تم پي لیا کرو اور اُسکو کچهه برائي مت پهونچاؤ نهیں تو تمکو دکهه دینے والا عذاب پکڑلے گا — وه لوگ اُس اونٹني سے تنگ آگئے اُنهوں نے اُسکو ذبح کر ڈالا یا اُسکي کونچیں کاٹ دیں که مرگئي — حضرت هود نے کہا که تم تین دن اپني جگهه میں چین کرلو عذاب آنیکا وعده نهیں ٹلنے کا اُسکے بعد اُن پر یهه خدا کا عذاب پڑا که بڑي گڑگڑاهٹ سے اور حد سے زیاده بهونچال آیا اور وه اپنے رهنے کي جگهه میں گهٹنوں کے بل گرکر مر گئے *

قران مجید میں تو یهه قصه اسیقدر هی مگر همارے مفسرین نے اس قصه کو ایک تودہ طوفان بنادیا هی جسکے لیئے کوئي معتبر سند بهي نهیں هی — اُنهوں نے قران مجید کے ان لفظوں کو که " فأت باية ان كنت من الصادقين" اور ان لفظوں کو که " قد جاءتكم بينة من ربكم " دیکهه کر یهه تصور کیا که وه اونٹني کسي عجیب و معجز طریقه سے پیدا هوئي هوگي — کچهه عجب نهیں که پهلے سے عرب میں اُس اونٹني کي نسبت عجیب باتیں مشهور هونگي مفسروں نے اُن افواهي باتوں کو قران مجید کے اُن الفاظ کے خیال سے سچ سمجها اور تفسیروں میں لکهدیا حالانکه اُسکے لیئے کوئي معتبر سند نهیں هی *

یہہ اونٹنی اللہ کی تمہارے لیے نشانی ہی پھر اسکو چھوڑ دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اسکو کوئی تکلیف مت پہونچاؤ پھر پکڑیگا تمکو عذاب دکھہ دینے والا

معلوم — ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم — فعقروها فاصبحوا نادمین — فاخذهم العذاب ان فی ذلک لاٰیة وما کان اکثرهم مؤمنین (۲۶ — الشعراء — ۱۵۳ — ۵۸)

واما ثمود فهدیناهم فاستحبوا العمی علی الهدی فاخذتهم صاعقة العذاب الهون بما کانوا یکسبون (۴۱ — فصلت — ۱۶)

انا مرسلوا الناقة فتنة لهم فارتقبهم واصطبر — ونبئهم ان الماء قسمة بینهم کل شرب محتضر — فنادوا صاحبهم فتعاطی فعقر — فکیف کان عذابی ونذر — انا ارسلنا علیهم صیحة واحدة فکانوا کهشیم المحتظر (۵۴ — سورة القمر — ۲۷ — ۳۱)

فاما ثمود فاهلکوا بالطاغیة — (۶۹ — الحاقة — ۶)

کذبت ثمود بطغواها — اذ انبعث اشقاها — فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقیاها — فکذبوه فعقروها فدمدم علیهم ربهم بذنبهم فسواها (۹۱ — سورة الشمس — ۱۱ — ۱۳)

اُنہوں نے لکھا ہی کہ جب حضرت صالح نے بتوں کی پرستش سے اُنکو منع کیا اور خداے واحد کی پرستش کی ہدایت کی تو قوم ثمود نے جس میں کے خود حضرت صالح بھی تھے معجزہ طلب کیا — حضرت صالح نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو — اُنہوں نے کہا کہ تم ہمارے تیوہار کے دن ہمارے ساتھہ چلو ہم اپنے بتوں کو نکالینگے تم خدا سے معجزہ مانگنا ہم اپنے بتوں سے مانگینگے اگر تمہاری دعا کا اثر ہوا تو ہم تمہارے مرید ہوجاوینگے اور اگر ہماری دعا کا اثر ہوا تو تم ہمارے مرید ہوجانا — اس اقرار پر دونوں شہر کے باہر گئے اُنہوں نے اپنے بتوں سے کچھہ دعا مانگی مگر کچھہ نہوا حضرت صالح سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس پہاڑ کے ٹکڑے میں سے ایک اونٹنی نکلے حضرت صالح نے اُن سے اقرار لیا کہ اگر نکلے تو تم ایمان لے آؤگے سب نے اقرار کیا جب بات پکی ہوگئی تو حضرت صالح نے دو رکعت نماز کی پڑھی اور خدا سے دعا مانگنی شروع کی — وہ پہاڑ کا ٹکڑا پھولنا شروع ہوا اور حاملہ کے پیٹ کی مانند پھول گیا — پھر پھٹا اور اُس میں سے نہایت بڑی موٹی مستانی اونٹنی نکلی — اور اُسیوقت اُس نے اپنی برابر کا بچا بھی دیا ٭

اُس اونٹنی کا پیدا ہونا ہی عجیب طرح پر بیان نہیں کیا بلکہ اُسکی عجیب عجیب صفاتیں بھی بیان کی ہیں — لکھا ہی کہ جہاں قوم ثمود رہتی تھی وہاں پانی بہت کم تھا اور ٹھیرا تھا کہ ایک دن وہ پانی اونٹنی پیا کرے اور ایک دن وہ لوگ لیا کریں اونٹنی میں یہہ عجیب صفت تھی کہ وہ سارا پانی جسکو تمام لوگ پی سکتے تھے سوکہا جاتی

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ
تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا
فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (۷۲)

تھي اور پہاڑ پر چلي جاتي تھي پھر وہاں سے آتي تھي اور لوگ اُسکا دودھ دوہتے تھے اور اسقدر کثرت سے دودھ ہوتا تھا کہ تمام قوم کے اپنے بدلے پاني کو کافي ہوتا تھا *

حضرت صالح نے کہا کہ تمہارے شہر میں ایک لڑکا پیدا ہونے کو ہی کہ تمہاري موت اُسکے ہاتھہ سے ہوگي اُنہوں نے یہہ بات سنکر جو لڑکا پیدا ہوا اُسکو مار ڈالا یہاں تک کہ نو لڑکوں کو مارا جب دسواں لڑکا پیدا ہوا کہا کہ بھئي اب تو ہم نہ ماریں گے مگر بدقسمتي سے یہہ وہي لڑکا تھا جسکے ہاتھہ سے اُنکي موت ہونے والي تھي *

بہر حال وہ لڑکا بڑا ہوا جوان ہوا یاروں میں بیٹھنے لگا ایک دن وہ اپنے یاروں کي مجلس میں تھا اور سب نے شراب پینے کا ارادہ کیا اور شراب میں پاني ملانے کو پاني چاہا مگر وہ دن اونٹني کے پاني پینے کا تھا وہ سب پاني پي گئي تھي ایک قطرہ شراب میں ملانے کو بھي نہیں چھوڑا تھا *

اُس جوان کو نہایت غصہ آیا وہ پہاڑ میں گیا اور اونٹني کو بلایا جب آئي تو اُسکو ذبح کر ڈالا یا کونچیں کاٹ ڈالیں کہ وہ مرگئي — پھر اُن پر تین دن میں عذاب آیا پہلے دن سب کے بدن سرخ ہوگئے — دوسرے دن زرد ہوگئے — تیسرے دن کالے ہوگئے — اسپر بھي نہ مرے تب بھونچال آیا اور اُسکے سبب سے مرگئے — اس قصہ کا لغو اور مہمل ہونا خود اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہی مفسرین نے بھي اس قصہ کو اگرچہ لکھا ہی مگر چنداں اعتبار نہیں کیا بعضوں نے تو "روي" کہکر لکھا ہی کہ یہہ لفظ خود قصہ کے ضعیف اور بے سند ہونے پر دلالت کرتا ہی — صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہی کہ قران سے پایا جاتا ہی کہ اُس اونٹني میں کچھہ نکچھہ ایک نشاني تھي مگر یہہ بات کہ وہ کیا نشاني تھي اور کس طرح پر تھي بیان نہیں ہوئي مگر اتني بات معلوم ہی کہ وہ کسي نہ کسي وجہ سے معجزہ تھي — مگر میں کہتا ہوں کہ جس وجہ سے صاحب تفسیر کبیر نے اُسکو معجزہ مافوق الفطرت قرار

اعلم ان القران قد دل على ان فيها آية فاما ذكر انها كانت آية من اي الوجوه فهو غير مذكور والعلم حاصل بانها كانت معجزة من وجه ما لا محالة — تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۲۶۱

اور یاد کرو جبکہ کیا تمکو جانشین عاد کی قوم کے بعد اور ٹھہرایا تمکو زمین میں ـ بناتے هو اُسکے میدانوں میں محل اور پہاڑوں کو کھود کر گھر پس یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اور مت پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے ④

دیا هی وہ بھی صحیح نہیں هی *

ثمود کی قوم نے بتوں کی پرستش اختیار کی تھی اور نئی نسلیں اُنکی بت پرستی میں گذر گئی تھیں جب حضرت صالح نے ایسے خدائے واحد کی پرستش کی هدایت کی جسکی نہ کوئی صورت هی نہ شکل هی نہ اُسکا وجود دکھائی دیتا هی نہ کوئی اُسکے پاس جاکر اُسکو دیکھ سکتا هی صرف خیال هی خیال میں وہ هی اور خیال میں بھی بےچون و بےچگون مبرا حیز و مکان اور شکل و صورت و جہت و مثال سے تو ایک فطرتی بات تھی کہ یقینی بت پرست کہتے کہ اگر تم سچے هو تو اُسکی نشانی لاؤ جسکے ذریعہ سے وہ اُس ان دیکھے خدا کی پرستش کریں کیونکہ بغیر کسی ظاهری وجود کے اُنکے دلکو تسلی نہیں هوسکتی تھی — اُنہوں نے ایک اونٹنی کو بطور سانڈ کے چھوڑ دیا کہ یہہ خدا کی اونٹنی هی اور تمہارے لیئے خدا کی نشانی هی اُسکو کسی قسم کی ایذا مت پہونچاؤ اور چرنے پھرنے دو — معلوم هوتا هی کہ اس طرح پر جانوروں کے چھوڑنے کی قدیم رسم تھی عرب متعدد طرح پر سانڈ چھوڑتے تھے — اونٹنی جب پانچ بچے جن چکتی تھی تو اُسکو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور جہاں وہ چرتی چرنے دیتے تھے اور پانی پینے سے نہ ہٹاتے تھے — بیماری سے اچھا هونے یا سفر سے آنے پر یا دس برس خدمت لینے کے بعد اونٹ کو بتوں کے نام پر بطور سانڈ کے چھوڑتے تھے جو بحیرہ اور سائبہ اور حام کے نام سے مشہور هیں حضرت صالح نے بھی اسیطرح اُس اونٹنی کو چھوڑا صرف اتنا فرق تھا کہ کسی بت یا کسی مخلوق کے نام پر نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے نام پر چھوڑا *

آیت کے لفظ کے معنی معجزہ کے نہیں هیں اور اس لیئے مصنف تفسیر کبیر کا یہہ لکھنا کہ "والعلم حاصل بانها كانت معجزة بوجه ما لامحالة" صحیح نہیں هی — آیت کے معنی نشانی کے هیں — محمد ابن ابی بکر الرازی نے لغات قرآن میں لکھا هی کہ الاية العلامة و منه قوله تعالى ' ان اية ملكه ' و قوله تعالى ' و جعلنا الليل والنهار آيتين ' اے علامتين " پس آیت کے لفظ سے یہہ قرار دینا کہ وہ اونٹنی یا سانڈنی ایک معجزہ

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

بھی جو خلاف قانون قدرت یا مافوق الفطرت پیدا ہوئی تھی دلیل تسلیم نہیں ہے ۔

دوسرا لفظ اس آیت میں "بینۃ من ربکم" کا ہے — اس آیت کا جو قرآن مجید میں ہے ترجمہ یہہ ہے کہ "کہا (صالح نے) اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی خدا سوائے اُسکے — بےشک آئی ہے تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار سے — یہہ اونٹنی اللہ کی تمہارے لیئے نشانی ہے" اگر یہہ کہا جاوے کہ اونٹنی ہی وہ دلیل تھی تو الفاظ لکم آیۃ بیکار ہوجاتے ہیں کیونکہ اُس حالت میں صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ قد جاءتکم ناقۃ من ربکم ھذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ — دوسرے یہہ کہ خدا کی تمام مخلوقات وہ کسی طرح پر پیدا ہو خدا پر دلیل ہیں اونٹنی کے پیدا ہونے سے گو وہ کسی عجیب طرح سے پیدا ہوئی ہو اُس پر دلیل ہونے کی کچھہ خصوصیت نہیں ہوسکتی پس صاف ظاہر ہے کہ قد جاءتکم بینۃ من ربکم جدا جملہ ہے اور اُس سے وہ دلیل مراد ہے جو انبیاء اپنی اُمت کو خدا تعالی کے وجود اور اُسکی توحید اور اُس کے استحقاق عبادت کی نسبت بتاتے ہیں اور "ھذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ" الی آخرہ جملہ مستقلہ ہے اُس کو بینۃ من ربکم سے کچھہ تعلق نہیں ہے ۔

اگر ہم یہہ بھی تسلیم کرلیں کہ اُس کو بینۃ من ربکم سے تعلق ہے تو بھی اُس سے کوئی نتیجہ سوائے اس کے نہیں نکلتا کہ حضرت صالح نے اُس اونٹنی کو جس طرح اپنی نشانی بتایا تھا اسی طرح اور اُسی مقصد سے اُس کو دلیل یا گواہ بھی کہا تھا — بینۃ کے لفظ سے اُس سانڈھنی کا معجزہ ہونا اور خلاف قانون قدرت یا ما فوق الفطرت پیدا ہونا کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے — تعجب ہے کہ خدا تعالی نے تمام قصہ حضرت صالح کا بیان کیا اور جو بات سب سے مقدم اور سب سے زیادہ عجیب تھی کہ پہاڑ کو [illegible] اونٹنی کا حمل رہا اور وہ مثل حاملہ کے پیٹ کے پھولنا شروع ہوا اور شق ہوگیا اور اونٹنی بلبلاتی ساتھہ گز چوڑی اور معلوم نہیں کس قدر لمبی سنڈ مسنڈ اُس میں سے پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے ہی اپنی برابر کا بچا جنا اور قدرتی مسئلہ المظروف اقصر من الظرف و الجزء اقصر من الکل کو بھی

کہا اُس قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے اُنکو جو اُن لوگوں میں سے ایمان لائے تھے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ہی — اُن لوگوں نے کہا کہ بیشک ہم اُسپر جو اُسکے ساتھہ بھیجا گیا ہی ایمان لائے ہیں ۝

باطل کردیا — اُس کا بیان بالکل چھوڑ دیا — اور مفسروں کو اُس کا الہام کیا کیونکہ اُنہوں نے بغیر غور و فکر اور بغیر کسی معتبر سند کے اُس قصہ کو لکھا ہی جو بغیر الہام کے اور کسی طرح لکھا نہیں جاسکتا تھا — افسوس ہی کہ ہمارے مفسروں نے ایسے ہی لغو بے معنی قصوں کو قرآن مجید کی تفسیروں میں داخل کرکے مسائل مستحکمۂ اسلام کو ضحکۂ اطفال بنایا ہی اور اُس کے نور تمام افروز کو لغو باتوں کے گرد و غبار سے دھندلا کردیا ہی — خدا اُن پر رحم کرے آمین *

جبکہ اُن لوگوں نے اُس سانڈنی کو مار ڈالا اور کفر و بت پرستی کو نہ چھوڑا تو حضرت صالح نے فرمایا کہ تم تین دن اور چین کرلو پھر تم پر خدا کا عذاب ضرور آویگا — اعداد جو ایسے مقام پر بیان ہوتے ہیں اُن سے وہی عدد مقصود نہیں ہوتا بلکہ ایک زمانہ مراد ہوتا ہی اس طرح کے کلام کے یہہ معنی ہوتے ہیں کہ چند روز تم اور چین کرو پھر تم پر عذاب ہوگا بدکار انسان کی نسبت بھی کہا جاتا ہی کہ تین دن کا یا چند روز کا یہہ عیش آرام ہی اور اُس سے اُس کی تمام عمر مراد ہوتی ہی اور مقصد یہہ ہوتا ہی کہ مرنے کے بعد اس کا حال معلوم ہوگا بس اسی طرح حضرت صالح نے فرمایا "تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام" *

جو آفت کہ قوم ثمود پر آئی وہ شدید بھونچال تھا لفظ طاغیہ جو بعض آیتوں میں ہی وہ اُس کی شدت اور حد سے زیادہ ہونے پر دلالت کرتا ہی — لفظ صیحہ کا اُس بھونچال کی آواز یا گڑگڑاہٹ پر اشارہ کرتا ہی اور رجفہ کے معنی بھونچال کے ہیں غرضکہ جس طرح عادت اللہ جاری ہی بھونچال کے آنے سے وہ قوم غارت ہوگئی یعنی اُس کے بہت سے آدمی مرگئے اور بہت سے بچے بھی رہے — قوم ثمود کے مکانات پہاڑوں میں بھی تھے اور میدانوں میں بھی تھے میدانوں کے مکانات پر بھونچال سے صدمہ تو ظاہر ہی مگر پہاڑ کے اندر کے مکانات پر بھی معمولی طرح سے صدمہ پہونچ سکتا ہی — یہہ واقعہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہی جسکو معجزہ یا خلاف قانون قدرت یا مافوق الفطرت تصور کیا جاوے ابھی یہہ واقعہ ہوا ہی کہ اندلس کے علاقہ میں ایک بھونچال کے سبب ایکہزار آدمی مرگیا *

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۷۴ فَعَقَرُوا
النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷۵ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۷۶ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ
لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ
النّٰصِحِيْنَ ۝۷۷ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ
مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۸ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۷۹ وَمَا كَانَ
جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۸۰ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ۝۸۱ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُجْرِمِيْنَ ۝۸۲ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

حضرت لوط کا قصہ سورۃ هود میں زیادہ تفصیل سے هی اور اُسی مقام پر اُس سے بحث کرني زیادہ مناسب هی اسلیئے اُس بحث کو سورۃ هود کي تفسیر میں لکھینگے مگر حضرت شعیب کے قصہ کا اس مقام پر بیان کرتے هیں *

۸۲ (و الی مدین اخاهم شعیبا) — مدین — حضرت ابراهیم کے بیٹے کا نام هی

کہا اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے کہ بے شک هم اُس شخص کے جسکے ساتهه تم ایمان لائے هو منکر هیں (74) پهر اُنهوں نے اُس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور نافرمانی کی اپنے پروردگار کے حکم کی اور کہا کہ اے صالح لے آ همارے پاس جو دهمکی تو همکو دیتا هی اگر تو هی رسولوں میں سے (75) پهر پکڑا اُنکو زلزلہ نے پهر صبح کی اُنهوں نے اپنے گهروں میں اوندهے پڑے هوئے (76) پهر (صالح) اُن سے پهر گیا اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے پهونچا یا تمہارے پاس پیغام اپنے پروردگار کا اور خیر خواهی کی تمهارے لیئے ولیکن تم دوست نهیں جانتے خیر خواهی کرنے والوں کو (77) اور (بهیجا هم نے) لوط کو جسوقت اُس نے کہا اپنی قوم کو کیا تم فحش کام کرتے هو کہ اُسکو تم سے پہلے کسی ایک نے بهی جهانوں کے لوگوں میں سے نهیں کیا (78) بے شک تم مردوں کے پاس آتے هو شهوت رانی کو عورتوں کے سوا هاں تم ایک قوم هو حد سے گذری هوئی (79) اور نہ تها اُن لوگوں کا جواب بجز اسکے کہ اُنهوں نے کہا کہ نکالدو اُن کو اپنی بستی سے بے شک وہ آدمی هیں اپنے تئیں پاک بتانے والے (80) پهر نجات دی همنے اُسکو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُسکی عورت کے کہ وہ تهی پیچهے رهجانے والوں میں (81) اور برسایا هم نے اُن پر برسانا پهر دیکهہ کیا هوا انجام گنهگاروں کا (82) اور (بهیجا همنے) مدین کے لوگوں کے پاس اُن کے بهائی شعیب کو

جو قطوراہ کے پیٹ سے قریباً سنہ ۲۱۵۱ دنیاوی کے پیدا هوا تها — مدین کا بیٹا عیفاہ تها جسکو بعض عربی کتابوں میں غلطی سے عنقا لکهدیا هی — یهاں تک تو نسب توریت میں مندرج هی (دیکهو سفر پیدایش باب ۲۵ ورس ۱ و ۴) اُسکے بعد تاریخ کی کتابوں میں اختلاف هی مگر اُن اختلافات میں سے جو امر همارے نزدیک زیادہ تر قرین صحت هی

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ
قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۴﴾
وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ
يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۵﴾
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا
قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ ﴿۸۶﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا
فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ

یہہ هی که عیفاه کا بیٹا نوبه یا نابت تها — اور اُسکا بیٹا ضیعون اور ضیعون کے بیٹے حضرت شعیب هیں پس حضرت شعیب حضرت ابراهیم سے پانچویں پشت میں هیں *

مدین — جہاں حضرت ابراهیم کے بیٹے مدین نے سکونت اختیار کی تھی رفتہ رفتہ وهاں شہر آباد هوگیا اور مدین هی اُس شہر کا نام هوگیا بطلمیوس کے جغرافیہ میں

اُس نے کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں هی تمہارے لئیے کوئي معبود بجز اُس کے — بے شک آئي هی تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار سے پھر پورا کرو پیمانه کو اور ترازو کو اور کم مت دو لوگوں کو اُن کي چیزیں اور نه فساد کرو زمین میں اُس کي اصلاح هوجانے کے بعد یهه هی بہتر تمہارے لیئے اگر تم ایمان والے هو (۸۳) اور مت گھات میں بیٹھو هر رسته میں که ڈراتے هو اور بند کرتے هو الله کے رسته سے اُسکو جو اُس کے ساتھه ایمان لایا هی اور چاهتے هو اُس میں کجروي — اور یاد کرو جبکه تم تھے تھوڑے پھر زیادہ کردیا تمکو اور دیکھو کیا هوا انجام فساد کرنے والوں کا (۸۴) اور اگر هی تم میں کوئي گروہ که ایمان لایا هی اُسپر جس کے ساتھه میں بھیجا گیا هوں اور کوئي گروہ که نہیں ایمان لایا تو صبر کرو یہاں تک که حکم کرے الله هم میں اور وہ بہت اچھا حکم کرنے والا هی (۸۵) کہا اُس قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے که ضرور هم تجھکو نکالدینگے اے شعیب اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے هیں تیرے ساتھه اپني بستي سے یا یهه که پھر آجاؤ تم همارے دین میں — شعیب نے کہا گو که هم کراهیت کرنے والے هوں (۸۶) بے شک هم نے جھوٹا افترا کیا هوگا الله پر اگر هم پھر آجاویں تمہارے دین میں بعد اس کے که نجات دي همکو الله نے اُس سے — اور نہیں هوسکتا همارے لیئے که هم پھر آجاویں

(مودیانا) اس شہر کا نام لکھا هی وہ شہر بحر قلزم کے کنارہ سے کسیقدر فاصله پر حجاز عرب میں واقع هی کوہ سینا کے جنوب مشرق میں اب یهه شہر بالکل ویران هی کچھه نشان کھنڈرات وهاں اب بھي موجود هیں اور کہتے هیں که وهاں ایک قدیم کنواں موسیٰ کے وقت کا بھي موجود هی ●

فِيْهَا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا
فِيْهَا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ
وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ
اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩١﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ
اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٢﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا
مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ

حضرت شعیب کا قصہ بالکل سادا اور سیدھا هی مفسرین نے بھي اس قصہ میں بہت هي کم رنگ امیزي کی هی صاحب تفسیر کبیر اس بات سے کہ شعیب پیغمبر پاس کوئي معجزہ نہ تھا نہایت متعجب ہوئے هیں پھر کہتے هیں کہ گو قران میں خدا نے انکے کسي معجزہ کو نہ بیان کیا هو مگر ضرور انکے پاس معجزہ هوگا — چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا هی کہ بے شک حضرت شعیب نے نبوۃ کا دعوی کیا پھر کہا کہ بے شک آئي هی تمهارے پاس بینہ یعنی دلیل یا گواهي تمهارے پروردگار کے پاس سے — اور

انه (اي الشعيب) ادعي النبوة فقال قد جاءتكم بينة من ربكم – و يجب ان يكون المراد من البينة ههنا المعجزة لانه لابد لمدعي النبوة منها والالكان متنبيا

اُسمیں مگر یہہ کہ چاہے اللہ پروردگار همارا - گھیر لیا هی همارے پروردگار نے هرچیز کو (اپنے) علم میں — اللہ پر همارا توکل هی — اے همارے پروردگار فیصلہ کردے هم میں اور هماری قوم میں ٹھیک اور تو بہت اچھا فیصلہ کرنے والا هی (۸۷) اور کہا اُن سرداروں نے جو کافر تھے اُسکی قوم سے کہ اگر تم پیروی کروگے شعیب کی تو بے شک اُسوقت تم هوگے نقصان پانے والے (۸۸) پھر پکڑا اُن کو زلزلہ نے پھر اُنھوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے هوئے (۸۹) جن لوگوں نے جھٹلایا شعیب کو (وہ هوگئے ایسے کہ) گویا بسے نہ تھے اُن میں — جن لوگوں نے جھٹلایا شعیب کو وهی تھے نقصان پانے والے (۹۰) پھر شعیب نے اُن سے منھہ پھیرا اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمکو پہونچا دیئے پیغام اپنے پروردگار کے اور میں نے خیر خواهی کی تمھارے لیئے پھر میں کیونکر افسوس کروں کافروں کی قوم پر (۹۱) اور هم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر هم نے اُسی کے لوگوں کو پکڑا بلا میں اور دوکھہ میں تاکہ وہ عاجزی کریں (۹۲) پھر بدل دیا هم نے برائی کی جگہہ بھلائی کو یہاں تک کہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ بے شک چھوا تھا همارے باپوں کو دوکھہ

واجب هی کہ اس جگہہ بینہ سے مراد معجزہ هو کیونکہ جو شخص نبوت کا دعوی کرے اُس کے لیئے معجزہ کا هونا ضرور هی اور نہیں تو وہ متنبی هوگا نہ سچا نبی — پس یہہ آیت اس بات پر دلالت کرتی هی کہ اُن کے پاس کوئی معجزہ تھا جو اُن کے سچے هونے پر دلالت کرتا تھا - مگر یہہ بات کہ وہ معجزہ کس قسم کا تھا قرآن میں اُس پر کچھہ اشارہ نہیں هی - جیسیکہ قرآن میں همارے رسول خدا کے بہت سے معجزوں پر کچھہ اشارہ نہیں هی * (انتہی)

الانبیا فهذه الآیة دلت علی انه حصلت له معجزة دالة علی صدقه فاما ان تلک المعجزة من ای الانواع کانت فلیس فی القران دلالة علیه کما لم یحصل فی القران الدلالة علی کثیر من معجزات رسولنا — تفسیر کبیر جلد ۳ صفحه ۲۶۶

وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ
الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَاۗىِٕمُوْنَ ﴿۹۵﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ
الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ
فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ
يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَاۗءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۹۸﴾ تِلْكَ الْقُرٰى
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗىِٕهَا وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ
وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

اس کے بعد صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کشاف سے حضرت شعیب کے چند معجزے نقل کیئے ہیں اور جیسےکہ وہ فی نفسہ لغو ہیں ویسے ہی تاریخانہ امور کے لحاظ سے بھی غلط ہیں پس ہمکو اس مقام پر اُن کے ذکر کی ضرورت نہیں ہم صرف اُسی مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو قران مجید سے پیدا ہوتا ہے ٭

اور سکهه میں — پهر هم نے اُنکو یکایک پکڑ لیا اور وه نهیں جانتے تهے (۹۵) اور اگر اُس بستی کے لوگ ایمان لے آتے اور پرهیزگاری کرتے تو بے شک هم اُن پر کهول دیتے برکتیں آسمان اور زمین کی — مگر اُنهوں نے جهٹلایا پهر هم نے اُنکو پکڑ لیا بسبب اُسکے جو وه کماتے تهے (۹۶) پهر کیا بستی والے نڈر هوگئے هیں اس بات سے که آوے اُن پر همارا عذاب راتوں رات اور وه سوتے هوں (۹۷) یا نڈر هوگئے هیں بستیوں کے رهنے والے اس سے که آوے اُن پر همارا عذاب دن چڑهے اور وه کهیلتے هوں (۹۸) پهر کیا وه نڈر هوگئے هیں الله کے مکر سے سو نڈر نهیں هوتی الله کے مکر سے مگر نقصان پانے والی قوم (۹۹) کیا هدایت نهیں هوئی اُن لوگوں کو جو وارث هوئے زمین کے اُسکے رهنے والوں کے بعد که اگر هم چاهیں تو پکڑ لیں اُنکو اُنکے گناهوں کے ساتهه — اور مهر کرتے هیں اُنکے دلوں پر پهر وه نهیں سنتے (۱۰۰) یه بستیاں هیں هم سناتے هیں تجهکو اُنکی بعضی خبریں — اور بے شک آئے تهے اُنکے پاس اُنکے پیغمبر نشانیوں کے ساتهه پهر وه نه تهے که ایمان لاویں اُس پر جسکو جهٹلا چکے تهے اُس سے پہلے — اسطرح مهر کر دیتا هے الله کافروں کے دلوں پر (۱۰۱) اور هم نے نهیں پایا اُن میں سے بهت سوں کو اقرار پر قایم رهنے والا —

اور بالکه هم نے پایا اُن میں سے بهت سوں کو البته اقرار کو توڑنے والے (۱۰۲)

ان قصص میں حضرت شعیب کا قصه نهایت صاف طرح پر بیان هوا هے بهت سا حصه اُس کا تو اسی سورة میں هے اور پهر اُسی کی مثال سورة هود میں اور سورة شعراء میں اور سورة عنکبوت میں آیا هے اور وه ایسے صاف لفظوں میں هے جن کو بجز ترجمه کے اور کسی تفسیر کی حاجت نهیں *

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ
فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

(۱۰۱) — (ثم بعثنا من بعدهم موسی) اس آیت سے حضرت موسی اور فرعون کا قصہ شروع ہوا ھی — اس قصہ میں مندرجہ ذیل امور بحث طلب ھیں *

۱ — تحقیق معنی آیۃ — و لفظ بینہ — ۲ — حقیقت سحر اور یہہ کہ کن معنوں میں اُسکا استعمال ہوتا ھی — ۳ — بیان تخیل تحرک حبل و عصاے سحرۂ فرعون — ۴ — بیان عصاے موسی اور اُسکا بطور اژدھے کے دکھائی دینا — ۵ — بیان یدبیضا — ۶ — ذکر قتل اولاد بنی اسرائیل — ۷ — بیان قحط — ۸ — ذکر طوفان — و جراد — و قمل — وضفادع — و دم — ۹ — غرق فی البحر — ۱۰ — اعتکاف حضرت موسی کا پہاڑ میں — ۱۱ — حقیقت کلام خدا با موسی — ۱۲ — حقیقت تجلی للجبل — ۱۳ — بیان کتابت فی الالواح — ۱۴ — اتخاذ عجل — ۱۵ — ستر آدمیوں کا منتخب کرنا — ۱۶ — ذکر استسقاے قوم موسی اور ظاہر ہونا چشموں کا — ۱۷ — سایہ کرنا ابر کا — ۱۸ — من و سلوی کا اوترنا — ۱۹ — دخول باب *

ہم ان اُنیسوں امور کی نسبت علحدہ علحدہ بیان کرنا چاھتے ھیں مگر ان میں سے جن امور کا پہلے بیان ہوچکا ھی اُنکے صرف حوالہ دینے پر اکتفا کرینگے *

اول — تحقیق معنی لفظ آیۃ و بینہ

ہم نے سورۂ بقر کی تفسیر میں بہ تحت تفسیر " و اتینا عیسی ابن مریم البینات " لفظ آیہ وبینہ پر مفصل بحث کی ھی † اور ثابت کیا ھی کہ ان الفاظ کے معنی معجزہ کے نہیں ھیں بلکہ احکام کے ھیں — اور یہہ بھی ثابت کردیا ھی کہ معجزہ دلیل نبوت نبوت نہیں ہوسکتا اور اس صورت میں ایۃ وبینہ کے معنی اس غرض سے معجزہ کے لیئے کہ وہ مثبت نبوت ہونا ھی خرط القتاد سے کچھہ زیادہ رتبہ نہیں رکھتا *

دوم — حقیقت سحر
اور یہہ کہ کن معنوں میں اُسکا استعمال ہوتا ھی

سحر کا لفظ قران مجید میں بہت جگہہ آیا ھی مگر بہت سے الفاظ زبان عرب میں ایسے مستعمل تھے جنکے لیئے فی الواقع کوئی حقیقت نہ تھی اور نہ درحقیقت اُنکا مصداق

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۲۶ لغایۃ ۱۳۰ —

پهر بهيجا هم نے اُنکے بعد موسی کو اپني نشانیوں سمیت فرعون اور اُسکے درباریوں کے پاس

پهر اُنہوں نے ظلم کیا اُن نشانیوں کے ساتهه پهر دیکهه کیا هوا انجام مفسدوں کا ١٠١

نها نه اُنکا کوئي مسمی حقیقتاً وجود رکهتا تها — بلکه عرب جاهلیت نے اپنے وهم میں ایک شی غیر موجود کا وجود قرار دیا تها اور اُس سے کچهه افعال منسوب کیئے تهے اور اُس شی غیر موجود وهمي کے لیئے وه الفاظ مستعمل کرتے تهے — قرآن مجید اهل عرب کي زبان میں نازل هوا اور اسلیئے اُس زبان کے محاوره کے موافق وه الفاظ بهي قرآن مجید میں آئے هیں — مگر قرآن مجید میں اُنکا استعمال اُن اثروں کے سمجهانے کے لیئے هوا هی جو اثر که اهل عرب اُن لفظوں سے پاتے تهے نه اسلیئے که اُن لفظوں کے لیئے فی الواقع کوئي حقیقت تهي یا در حقیقت اُنکا کوئي مصداق تها ٭

اسکي مثال میں هم ایک مستحسنه لطیفه کا ذکر کرتے هیں جو خلیفه منصور کے وزیر ابوالفضل بن ربیع کي مجلس میں ایک بہت بڑے عالم سے هوا تها — مرآة الجنان المشهور به تاریخ یافعي میں لکها هی که فضل بن ربیع نے جو خلیفه منصور کا وزیر اور ایک بہت بڑا عالم تها ابوعبیده کے پاس جو اُس زمانه کے بہت بڑے عالم متبحر تهے اور بصره میں تهے ایک شخص بهیجا اور اپنے پاس بلایا وه آئے اور اُنکو وزیر کی مجلس میں آنیکي اجازت ملی جب وه مجلس میں گئے تو دیکها که وه ایک بہت لمبے چوڑے مکان میں هی جس میں پورا ایک هی کپڑے کا فرش بچها هوا هی اور صدر میں ایک بہت اونچی جگهه پر جسپر بغیر زینه کے چڑها نہیں جاسکتا مسند تکیه لگا هوا هی اور وه اُسپر بیٹها هی — ابوعبیده نے موافق اُس آداب کے جو وزیروں کے لیئے مقرر تها سلام علیک کی وزیر نے اُسکا جواب دیا اور اپني مسند کے پاس بیٹهنے کي اجازت دي پهر ابوعبیده کي خیروعافیت پوچهی اور اور حالات دریافت کیئے اور بہت مہرباني کي — پهر کہا که کچهه اشعار پڑهو ابوعبیده نے عرب جاهلیت

قال ابوعبیده ارسل الي الفضل بن الربیع الی البصرة في الخروج الیه فقدمت علیه وکنت اخبر عن تبسره فاذن لی فدخلت علیه وهو في مجلس طویل عریض فیه بساط واحد قد ملاه وفي صدره فرش عالیة لا یرتقی علیها الا بکرسي وهو جالس علی الفرش فسلمت علیه بالوزارة فرد وضحک الي واستدناني من فرشه ثم سالني وبسطني وتلطف بي وقال فانشدني فانشدته من عیون اشعار جاهلیة احفظها فقال قد عرفت اکثر هذه وارید من ملیح الشعر فانشدته فطرب و ضحک وزاده نشاطا ثم دخل رجل في زي الکتاب وله هیئة حسنة فاجلسه الی جانبي وقال اتعرف هذا

وَقَالَ مُوسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

کے نہایت عمدہ اشعار جو اُسکو یاد تھے پڑھے ـــ وزیر نے کہا کہ ایسے تو بہت سے اشعار میں بھي جانتا هوں میرا یہہ مقصد تها نہ کچھہ نمکین چٹ پٹے اشعار سناؤ ابوعبیدہ نے ویسے هي اشعار پڑھے جنکو سنکر وزیر خوش هوا اور هنسا اور مزے میں آگیا ـــ اتنے میں وزیر کا ایک منشي جو وجیہہ آدمي تها آگیا وزیر نے اُسکو ابوعبیدہ کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا اور ابوعبیدہ کي طرف اشارہ کرکے منشي سے پوچھا کہ تم انکو جانتے هو اُس نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا وزیر نے کہا کہ یہہ ابوعبیدہ هیں علامہ اهل بصرہ میں نے اُنکو بلایا هی تاکہ اُنکے علم سے هم فائدہ اوٹھاویں اُس منشي نے وزیر کو دعا دي اور ابوعبیدہ کي طرف متوجہہ هوا اور کہا میں آپ سے ملنے کا بہت مشتاق تها ـــ لوگوں نے مجھسے ایک مسئلہ پوچھا هی آپ مجھکو اجازت دیتے هیں کہ اُسکو آپ سے کہوں ابوعبیدہ نے کہا کہ کہو اُس منشي نے کہا کہ خدا تعالی نے دوزخ کے درخت کے پھل کو شیطانوں کے سروں سے تشبیہہ دیکر ڈرایا هی مگر لالچ دینا یا ڈرانا ایسي چیز سے هوسکتا هي جسکو وہ لوگ جانتے هوں مگر شیطانوں کے سروں کو تو کوئي نہیں جانتا نہ کیسے هیں ابوعبیدہ نے کہا کہ خدا نے عرب کے کلام کے مطابق کلام کیا هی کیا تم نے امرئ القیس کا قول نہیں سنا چنانچہ ابوعبیدہ نے وہ شعر پڑھا جسکا مطلب یہہ هی ـــ

کیا وہ مجھکو مارڈالینگے اور تلوار میري ساتھہ لیٹي هی
اور نیلي چمکدار برچھیاں هیں مانند دانتوں غول بیاباني کے

اُس شخص نے جسکے حق میں یہہ شعر کہا هی یا اور کسی نے غول بیاباني کو کبھي نہیں دیکھا تها مگر جبکہ غول بیاباني کا هول اُسکے دل میں تها تو اُسي سے اُنکو ڈرایا ـــ اس تقریر کو وزیر ابوالفضل اور اُسکے منشي دونوں نے پسند کیا (انتہی) *

غرضکہ جسطرح امرئ القیس کے شعر سے یہہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت غول بیاباني

قال لا فقال هذا ابوعبيدة علامة اهل البصرة اقدمناه لنستفيد من علمه فدعا له الرجل ثم التفت الى وقال لي كنت اليك مشتاقا وقد سألت عن مسئلة افتأذن لي ان اعرفك اياها قلت نعم قال قال الله تعالى طلعها كأنه رؤس الشياطين وانما يقع الوعد والايعاد بما قد عرف و هذا لم يعرف قال فقلت انما كلم الله العرب على قدر كلامهم اما سمعت قول امرئ القيس

ايقتلني والمشرفي مضاجعي
ومسنونة زرق كانياب اغوال

وهم لم يروا الغول قط ولكنه لما كان امر الغول يهولهم اوعدوا به واستحسن الفضل والسائل في ذلك ـــ مرآة الجنان ـــ ورق ۱۵۷ ـــ

اور کہا موسی نے — اے فرعون بے شک میں رسول ہوں پروردگار عالمین کی طرف سے (۱۰۲)

کے لئیے لنبے نوکیلے چمکدار دانت ہوتے ہیں اسیطرح قران مجید میں جو رؤس الشیاطین کا لفظ ہی اُس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت شیطان کا ڈراونا سر ہوتا ہی بلکہ جس چیز سے اپنے خیالات کے موافق عرب دہشت کہاتے تہے اُسی سے اُنکے خیالات کے موافق وعید آئی ہی — اسیطرح سحر کا لفظ جہاں قران میں آیا ہی وہ صرف عرب جاہلیت کے خیال کے موافق آیا ہی اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ جسطرح پر عرب جاہلیت سحر کو سمجھتے تہے در حقیقت اُس طرح پر اُس کا وجود تہا — یا خدا تعالی نے اُسکا واقعی ہونا بتایا ہی یا عرب جاہلیت کے خیالات کی تصدیق کی ہی *

اسیطرح سیکڑوں لفظ قران مجید میں حسب محاورہ زبان عرب اور بلحاظ خیالات عرب جاہلیت آئے ہیں جنسے اُنکا واقعی ہونا مراد نہیں ہی علماء متقدمین نے اس باب میں کتابیں لکہی ہیں چنانچہ تاریخ یافعی میں لکہا ہی کہ اس مباحثہ کے بعد ابو عبیدہ نے اُسی دن سے ارادہ کیا کہ وہ قران کے اس قسم کے الفاظ کے بیان میں ایک کتاب لکہے اور جب وہ بصرہ میں واپس آگیا تو اُس نے کتاب لکہی اور اُسکا نام مجاز رکہا — افسوس ہی کہ اس قسم کی کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں ہمارے زمانہ کے عالم اُن کتابوں سے ناواقف محض ہیں — اور جب کوئی شخص جسکو خدا نے بصیرت دی ہی قران مجید پر غور کرکے اور تمام حالات کو پیش نظر رکہہ کے اس قسم کے الفاظ کی نسبت کچہہ لکہتا ہی تو اُنکو ایک نئی بات معلوم ہوتی ہی اور چونک اوٹہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ تو نص کے برخلاف ہی حالانکہ جسکو وہ نص سمجہتے ہیں درحقیقت وہی نص کے برخلاف ہی *

و عزمت من ذلک الیوم ان اضع کتابا فی القران لمثل ھذا واشباھہ ولما یحتاج الیہ من علمہ فلما رجعت الی البصرۃ عملت کتابی الذی سمیتہ المجاز مراۃ الجنان یافعی صفحہ ۱۵۷

سحر جسطرح کہ لوگ اُسپر یقین کرتے ہیں اور عرف عام میں جس طرح پر وہ سمجہا جاتا ہی اُسکی کچہہ اصلیت نہیں ہی اور نہ قران مجید سے اُسکی تصدیق پائی جاتی ہی — ہاں تمام انسانوں میں خواہ وہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا عوام الناس اور کسی مذہب کے ہوں حتی کہ حیوانوں میں بہی ایک قسم کی قوت مقناطیسی موجود ہی جو خود اُسپر اور نیز دوسروں پر ایک قسم کا اثر پیدا کرتی ہی — یہہ قوت بمقتضاے خلقت بعضوں میں ضعیف اور بعضوں میں قوی اور بعضوں میں اقوی ہوتی ہی —

حَقِيْقٌ عَلٰى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

اور جسطرح اور قواے انسانی ورزش سے قوت پکڑتے ہیں جیسیکہ پنجہ کشی کی ورزش سے پنجہ میں سب کلائی کی ورزش سے کلائی میں زیادہ قوت آجاتی ہے اسیطرح اس قوت دماغی میں بھی خاص قسم کی ورزش سے قوت زیادہ ہوجاتی ہے *

انسان جو خواب میں عجیب عجیب چیزیں دیکھتا ہے اور عجیب واقعات و حالات اسپر گذرتے ہیں جنکو وہ سمجھتا ہے کہ در حقیقت وہ تمام چیزیں موجود ہیں اور فی الواقع وہ حالات اسپر گذر ہی رہے ہیں اسی قوت کے اثروں میں سے ہے حالانکہ وہ چیزیں در حقیقت نہ موجود ہوتی ہیں اور نہ فی الواقع وہ حالات اسپر گذرتے ہیں *

یہہ کیفیت جسطرح کہ خواب طبعی میں ہوتی ہے کبھی حالت بیداری میں بھی پیدا ہوجاتی ہے آدمی سمجھتا ہے کہ میں جاگتا ہوں اور در حقیقت وہ جاگتا بھی ہوتا ہے مگر اس پر ایک قسم کی خواب طاری ہوجاتی ہے جو خواب مقناطیسی سے تعبیر کی جاسکتی ہے اور اس حالت میں انسان ایسی چیزوں کو موجود دیکھتا ہے جو فی الحقیقت موجود نہیں ہیں اور ایسے واقعات اپنے پر گذرتے ہوئے یقین کرتا ہے جو در حقیقت اس پر نہیں گذرتے *

یہہ قوت مقناطیسی جس میں قوی ہوتی ہے وہ دوسرے شخص پر بھی ڈال سکتا ہے اور اس دوسرے شخص پر بحالت بیداری ایک قسم کی خواب مقناطیسی طاری ہوتی جاتی ہے – کبھی وہ دوسرا شخص جاگتا رہتا ہے اور خواب مقناطیسی اس پر طاری رہتی ہے اور کبھی وہ اسی خواب مقناطیسی میں بیہوش ہوجاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوتا ہے *

اس قوت مقناطیسی سے کیا کیا چیزیں ظہور میں آتی ہیں بحث طلب ہیں جو لوگ اس فن کے عامل ہیں وہ اس قوت سے بہت سی عجایب و غرایب چیزوں کے ظہور کا دعوی کرتے ہیں مگر جب تک وہ تجربہ اور مشاہدہ میں نہ آویں اسوقت تک ان کے صحیح و غیر صحیح ہونیکا فیصلہ نہیں ہوسکتا — ہاں صرف ان باتوں کے وجود سے یا ان کے ظہور پذیر ہونے سے انکار کیا جاسکتا ہے جو معلومہ قوانین قدرت کے برخلاف ہیں – با این ہمہ جو امور کہ اس سے ظہور میں آویں وہ صرف خیالی اور وہمی ہوتے ہیں جیسے خواب کی چیزیں نہ اصلی اور واقعی *

یہہ قوت بعض آدمیوں میں خلقی نہایت قوی ہوتی ہے اور جو لوگ مجاہدات کرتے

حقیق هوں فرض هی که نهیں الله کي نسبت کوئي بات نکهوں بجز سچ کے

هيں اور لطايف نفساني كو متحرك كرتے هيں خواه وه أن مجاهدات ميں خدا كا نام ليا كريں يا آذركيبوكا أن ميں بهي يهه قوت نهايت قوي هوجاتي هى اور أس كے اثر ظاهر هونے لگتے هيں أن اثروں كو جبكه مسلمانوں سے ظاهر هوتے هيں مسلمان كرامت سے تعبير كرتے هيں اور جبكه غير مذهب والے سے ظاهر هوتے هيں أسكو استدراج سے تعبير كرتے هيں حالانكه دونوں كي اصليت واحد هى — پهر مثال جو كچهه كه أس سے ظاهر هو أسكا كوئي وجود اصلي و حقيقي نهيں هى بلكه صرف وجود وهمي و خيالي هى *

اسي قسم كي تاثيرات نفساني كے ظهور كو جبكه أنكا درانگيخته كرنا ايسے مجاهدات سے كيا گيا هى جو خدا كے سوا اور اشياء يا اشخاص كے تصور و تذكر سے تعلق ركهتے هيں سحر سے تعبير كيا گيا هى — اگرچه صاحب تفسير كبير نے بهي سحر كي نسبت بهت لمبي بحث لكهي هى مگر ابن خلدون نے اس بحث كو نهايت خوبي سے صاف صاف مختصر طور پر لكها هى جس كو هم بجنسه اس مقام پر نقل كرتے هيں چنانچه أنهوں نے لكها هى — كه سحر كي حقيقت يهه هى كه نفوس انساني اگرچه نوعيت كے لحاظ سے متحد هيں مگر خاصيتوں كے اعتبار سے مختلف هيں — اور وه چند قسم كے هيں — هرايك قسم ايك نوع خاص كي خاصيت كے ساتهه مخصوص هى كه جو دوسري قسم ميں نهيں پائي جاتي — اور يهه خاصيتيں أن كي جبلت اور سرشت هيں — پس انبياء عليهم السلام كے نفوس كو ايك خاص مناسبت هوتي هى جسكي وجهه سے وه خدا كي معرفت اور فرشتوں سے (جو خدا كى طرف سے آتے هيں) بات چيت كے — اور اس قسم كے اور كام كي يعني موجودات ميں تاثير كي — اور ستارونكى روحانيت كي تسخير كے أنميں تصرف كرنيكي غرض سے قابل هوتے هيں — اور تاثير قوة نفسانيه سے هوتي هى يا شيطانيه سے — ليكن انبيا كى تاثير تو وه امداد الهي اور خاصيت رباني هى اور جادو گروں كے نفوس كو غايب چيزوں پر اطلاع حاصل كرنے كي خاصيت قواء شيطانيه كے ذريعه

حقيقة السحر — وذلك ان النفوس البشرية وانكانت واحدة بالنوع فهى مختلفة بالخواص وهى اصناف كل صنف مختص بخاصية واحدة بالنوع لا توجد في الصنف الاخر وصارت تلك الخواص فطرة و جبلة لصنفها فنفوس الانبياء عليهم الصلوة والسلام لها خاصية تستعد بها للمعرفة الربانية و مخاطبة الملائكة عليهم السلام من الله سبحانه و تعالى كمامر وما يتبع ذالك من التاثير في الاكوان و استجلاب روحانية الكواكب للتصرف فيها والتاثير بقوة نفسانية او شيطانية فاما تاثير الانبياء فمدد الهى وخاصية ربانية و نفوس الكهنة لها خاصية

قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

الاطلاع على المغيبات بقوى شيطانية وهكذا كل صنف مختص بخاصية لا توجد في الآخر والنفوس الساحرة على مراتب ثلاثة يأتي شرحها فأولها المؤثرة بالهمة فقط من غير آلة ولا معين وهذا هو الذي تسميه الفلاسفة السحر والثاني بمعين من مزاج الافلاك او العناصر او خواص الاعداد ويسمونه الطلسمات وهو اضعف رتبة من الاول والثالث تأثير في القوى المتخيلة يعمد صاحب هذا التأثير الى القوى المتخيلة فيتصرف فيها بنوع من التصرف ويلقي فيها انواعا من الخيالات والمحاكاة وصورا مما يقصده من ذلك ثم ينزلها الى الحس من الرائين بقوة نفسه المؤثرة فيه فينظر الراؤن كأنها في الخارج وليس هناك شيء من ذلك كما يحكى عن بعضهم انه يري البساتين والانهار والقصور وليس هناك شي من ذلك ويسمى هذا عند الفلاسفة الشعوذة او الشعبذة هذا تفصيل مراتبه ثم هذه الخاصية تكون في الساحر بالقوة شأن القوى البشرية كلها ۔ انما تخرج الى الفعل بالرياضة (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۱۵)

سے ھی — اور اسیطرح ھر ایک قسم ایک خاصیت کے ساتھہ مخصوص ھی جو کہ دوسری میں نہیں پائی جاتی — اور جادو گروں کے نفوس کے مختلف درجے ھیں جنکی تفصیل آتی ھی — قسم اول تو صرف ھمت کے ذریعہ سے بغیر کسی آلہ اور مددگار کے تاثیر کرنے والی ھیں اور فلاسفہ اسی کو سحر کہتے ھیں — دوسری قسم بذریعہ کسی معین کی تاثیر کے ھی یعنی افلاک یا عناصر کے مزاج یا عددوں کی خاصیتوں سے — اور اسکو طلسمات کہتے ھیں — اور یہہ قسم اول سے رتبہ میں کم ھی — تیسری قسم خیالی قوتوں میں تاثیر کرتا ھی — اس تاثیر والا آدمی قواء متخیلہ کی طرف توجہہ کرتا ھی پس اُن میں ایک خاص قسم کا تصرف کرتا ھی — اور اُن میں طرح طرح کے خیالات اور گفتگو اور صورتیں جو کچھہ اُسکو مقصود ھوتی ھیں ڈالتا ھی پھر اُنکو دیکھنے والوں کے حس پر ڈالتا ھی اپنے نفس موثرہ کی قوت کے ذریعہ سے — سو دیکھنے والے ایسا دیکھتے ھیں کہ گویا وہ خارج میں موجود ھیں — اور حالانکہ وھاں کچھہ نہیں ھوتا — جیسا کہ بعض لوگوں کا قصہ بیان کیا جاتا ھی کہ وہ باغ — نہریں — مکانات دیکھتے ھیں اور وھاں کچھہ نہیں ھوتا — فلاسفہ کے نزدیک یہی شعوذہ یا شعبدہ ھی — یہہ اُس کے مراتب کی تفصیل ھی — پھر یہہ خاصیت ساحر میں اور قواے بشریہ کی طرح بالقوہ موجود ھوتی ھی مگر ریاضت کرنے سے بالفعل موجود ھو جاتی ھی *

ابن خلدون نے جو سحر کے تین درجے قرار دیئے ھیں حقیقت میں وہ تینوں شی واحد ھیں پہلا درجہ صرف ھمت کی تاثیر قرار دیا ھی اور تیسرا درجہ متخیلہ میں چیزوں کا جمع کرکے دوسرے کے متخیلہ میں اُسکا القا کرنا قرار دیا ھی — یہہ قسم درحقیقت

بے شک میں آیا ہوں تمھارے پاس دلیل لیکر تمھارے پروردگار کي طرف سے — پس بھیجدے میرے ساتھہ بني اسرائیل کو

صرف ہمت ہي سے متعلق ہے کوئي شی اُس سے علاحدہ نہیں ہے دوسرا درجہ امداد کا مزاج افلاک و عناصر اور خواص اعداد سے قرار دیا ہے حالانکہ اس بات کے لیئے کہ افلاک و کواکب و اعداد سے درحقیقت اُس میں کچھہ اعانت ہوتي ہے کچھہ ثبوت نہیں ہے پس یہہ دوسري قسم محض فرضي ہے اور دونوں قسمیں قسم واحد ہیں — یعني صرف ہمت سے تاثیرات کا ظہور *

اسي قوت نفسیہ کے آثار بسبب انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتے ہیں تو اُس کو معجزہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ابن خلدون نے معجزہ اور سحر میں یہہ فرق دکھلایا ہے کہ — اُن کے نزدیک (یعني حکماء الٰہیین کے نزدیک) معجزہ و سحر میں یہہ فرق ہے کہ معجزہ ایک قوت الٰہی ہے جو نفس میں اس تاثیر کو برانگیختہ کرتي ہے — پس وہ شخص (صاحب معجزہ) اس کام کے کرنے میں خدا کي روح سے تائید یافتہ ہوتا ہے — اور ساحر اُسي کام کو اپني طرف سے اور قوت نفسانیہ کے ذریعہ سے اور بعض حالتوں میں شیاطین کي مدد سے کرتا ہے — پس اُن دونوں میں معقولیت — حقیقت — ذات — کي روسے ایک واقعي فرق ہے — اور ہم اس تفرقہ پر ظاہري علامتوں سے استدلال کرتے ہیں اور وہ یہہ کہ معجزہ اچھے شخص سے اچھے مقصدوں کے لیئے ہوتا ہے — اور نفوس متمحضہ سے اچھے کام کے لیئے اور دعوی نبوت پر تحدي کے لیئے ہوتا ہے — اور سحر بُرے آدمي سے بُرے کام کے لیئے — اکثر مرد و عورت میں جدائي ڈالنے کے لیئے دشمنوں کو ضرر پہونچانے کے لیئے اور اسي قسم کے کاموں کے لیئے ہوتا ہے — اور نفوس متمحضہ سے شر کے لیئے ہوتا ہے — حکماء الٰہیین کے نزدیک تو معجزہ و سحر میں یہہ فرق ہے — اور کبھي بعض صوفیوں سے اور کرامت والوں سے عالم کے حالات میں تاثیر

والفرق عندهم بين المعجزة والسحر ان المعجزة قوة إلهية تبعث في النفس ذلك التاثير فهو مؤيد بروح الله على فعله ذلك والساحر انما يفعل ذلك من عند نفسه و بقوته النفسانية و بامداد الشياطين في بعض الاحوال فبينهما الفرق في المعقولية والحقيقة والذات في نفس الامر و انما نستدل نحن على التفرقة بالعلامات الظاهرة و هي وجود المعجزة لصاحب الخير و في مقاصد الخير وللنفوس المتمحضة للخير والتحدي بها على دعوى النبوة والسحر انما يوجد لصاحب الشر و في افعال الشر في الغالب من التفريق بين الزوجين وضرر الاعداء و امثال ذلك و للنفوس المتمحضة للشر هذا هو الفرق بينهما عند الحكماء الالهيين و قد يوجد لبعض المتصوفة و اصحاب الكرامات تاثير ايضا في احوال العالم و ليس معدودا من جنس

قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۰۳﴾

السحر و انما هو بالامداد الالهي لان طريقتهم و نحلتهم من آثار النبوة و توابعها و لهم في المدد الالهي حظ على قدر حالهم و ايمانهم و تمسكهم بكلمة الله و اذا اقتدر احد منهم على افعال الشر فلا ياتيها لانه متقيد فيما ياتيه و يذره للامر الالهي فما لا يقع لهم فيه الاذن لا ياتونه بوجه و من آتاه منهم فقد عدل عن طريق الحق و ربما سلب حاله و لما كانت المعجزة بامداد روح الله و القوى الالهية فلذلك لا يعارضها شئ من السحر — مقدمه ابن خلدون — صفحه ۲۱۹ —

واما الفرق عندهم بين المعجزة والسحر فالذي ذكره المتكلمون انه راجع الى التحدي و هو دعوى وقوعها على وفق ما ادعاه قالوا و الساحر مصروف عن مثل هذا التحدي فلا يقع منه و وقوع المعجزة على وفق دعوى الكاذب غير مقدور لان دلالة المعجزة على الصدق عقلية لان صفة نفسها التصديق فلو وقعت مع الكذب لاستحال الصادق كاذبا وهو محال فاذا لا تقع المعجزة مع الكاذب بالاطلاق واما الحكماء فالفرق بينهما عندهم كما ذكرناه فرق بين الخير والشر في نهاية الطرفين فالساحر لا يصدر منه الخير ولا يستعمل

پائی جاتی هی مگر اُس کا شمار سحر کی جنس میں نہیں هی — بلکہ وہ تائید الهی سے هوتا هی کیونکہ اُنکا طور و طریق نبوت کے آثارات اور توابع میں سے هی — اور تائید الهی میں — علی قدر مراتب اور خدا سے تقرب کے لحاظ سے اُن کو بهی حصہ ملا هوا هی اور جب اُن میں کا کوئی شخص افعال شر پر قادر هوتا هی تو اُس کو کر نہیں سکتا هی کیونکہ وہ اپنے کام میں پابند هی اور اُس نے خدا کے حکم پر چهوڑ رکها هی اور جس میں خدا کا حکم نہیں هوتا هی اُس کو وہ کسی طرح نہیں کرتا — اور اگر کسی نے کیا تو وہ راہ حق سے منحرف هوگیا اور اکثر اُس کی کرامت مسلوب هوجاتی هی — اور چونکہ معجزہ خدا کی مدد اور خدائی قوتوں کی وجهہ سے هوتا هی تو سحر اُسکا مقابلہ نہیں کرسکتا لیکن اُن لوگوں کے نزدیک معجزہ و سحر میں فرق یہہ هی کہ متکلمین تو کہتے هیں کہ اُس کا مرجع تحدی کی طرف هی اور تحدی کے معنی هیں معجزہ کے وقوع کا دعوی کرنا اپنے دعوی کے موافق — اور متکلمین کہتے هیں کہ ساحر اس قسم کی تحدی سے معذور هی — اس لیئے اُس سے تحدی هو نہیں سکتی — اور جهوٹے شخص کے دعوی کے موافق معجزہ کا واقع هونا ناممکن هی کیونکہ معجزہ کی دلالت سچائی پر عقلی هی اس لیئے کہ معجزہ تصدیق کی خاص صفت هی تو وہ اگر جهوٹ کے ساتهہ واقع هو تو سچی چیز جهوٹی تهہرجائے پس معجزہ مطلقا جهوٹے سے نہیں سر زد هوسکتا — لیکن حکماء کے نزدیک تو جیسا هم نے ذکر کیا معجزہ و سحر میں خیر و شر کا فرق هی اور وہ بهی انتہا کے کناروں کا — تو ساحر سے اچها کام نہیں هوتا اور نہ وہ اُس

(فرعون نے) کہا کہ اگر تو کوئی نشانی لایا ہی تو اسکو لا اگر تو سچوں میں سے ہی ۱۰۳

في اسباب الخير وصاحب المعجزة لا يصدر منه الشر ولا يستعمل في اسباب الشر ۔ كانهما على طرفي النقيض في اصل فطرتهما ۔ مقدمه ابن خلدون — صفحه ۳۲۰ —

کو اچھے کام کے اسباب میں صرف کرتا ہی — اور صاحب معجزہ سے شر نہیں صادر ہوتا نہ وہ اسکو اسباب شر میں استعمال کرسکتا ہی — گویا وہ دونوں خلقت ہی سے مخالفت کی اخیر سرحد پر ہیں *

بوعلی سینا نے معجزہ یا کرامات کی نسبت یہہ لکھا ہی کہ — تم اس بات کو بعید نہ سمجھو کہ بعض نفسوں کو ایسا ملکہ ہو جس سے اسکی تاثیر اس کے بدن تک نہ پہونچے یا وہ اپنی قوت کی وجہہ سے گویا کہ عالم کے لیئے بمنزلہ نفس کے ہو — اور جیسا کہ وہ کیفیت مزاجیہ کی وجہہ سے اثر کرتی ہی تو وہ کسی مبدء کی وجہہ سے وہ سب اثر کرے جنکو ہمنے گنایا ہی کیونکہ اسکے مبادی بھی کیفیتیں ہیں خصوصا اس جرم میں جس کے ساتھہ وہ زیادہ مناسب ہی بوجہہ اس مناسبت کے جو کہ اسکو اپنے بدن کے ساتھہ ہی — بالخصوص جب تم یہہ بات معلوم کرچکے ہو کہ ہر مسخن گرم نہیں ہی نہ ہر سرد سرد ہی — اور اسبات کا انکار نکرو کہ بعض نفسوں کو یہہ قوت اسدرجہ تک ہو کہ دوسرے اجسام میں اثر کرے اور وہ ایسا ہی منفعل ہو جیسا کہ اس نفس کا بدن — اور اسبات کا انکار نکرو کہ وہ اپنی خاص قوت سے تجاوز کرکے دوسرے نفسوں پر اثر کرے خصوصا جبکہ اسنے اپنے ملکہ کو قوای بدنیہ کے زیر کرلینے سے تیز کرلیا ہو — پس وہ دبا لیتا ہی شہوت کو یا غصہ کو یا دوسرے سے خوف کو — یہہ قوت اکثر نفس کو اصلی سرشت کے اعتبار سے ہوتی ہی جو کہ اسکو ہیئت نفسانیہ سے پہونچتی ہی اور نفس شخصیہ کے لیئے بذاتہا ہوتی ہی اور کبھی کسی مزاج کی وجہہ سے حاصل ہوتی ہی — اور کبھی کسی قسم کی کوشش کی وجہہ سے ہوتی ہی جو کہ نفس کو نہایت تیزی کی

لا تستبعدن ان يكون لبعض النفوس ملكة يتعدى تاثيرها بدنها او يكون لقوتها كانها نفس ما للعالم وكما تؤثر بكيفية مزاجية يكون قد اثرت لمبدأ جميع ما عددته اذ مباديها هذه الكيفيات لاسيما في جرم صار اولى به لمناسبة تخصه مع بدنه لاسيما وقد علمت انه ليس كل مسخن بحار ولا كل مبرد ببارد ولا تستنكرن ان يكون لبعض النفوس هذه القوة حتى يفعل في اجرام اخر ينفعل عنها انفعال بدنه ولا تستنكرن ان يتعدى من قواها الخاصة الى قوى نفوس اخرى يفعل فيها لاسيما اذا كانت شحذت ملكتها بقهر قواها البدنية التي لها فتقهر شهوة او غضبا او خوفا من غيرها — هذه القوة ربما كانت للنفس بحسب المزاج الاصلي لما يفيده من هيئة نفسانية تصير للنفس الشخصية لتشخصها وقد تحصل لمزاج يحصل وقد يحصل بضرب من الكسب يجعل النفس كالمجردة لشدة الذكاء كما يحصل للاولياء

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۴﴾

وجہہ سے مجبور سا بنادیتی ہی جیسا کہ اولیاء اور نیک لوگوں کو حاصل ہوتا ہی — اور جس شخص کی سرشت میں یہہ قوت ہو پھر وہ شخص نیک ہدایت یافتہ ہو اور اُسکا نفس پاک ہو تو وہ نبی اور صاحب معجزہ ہوتا ہی یا ولی صاحب کرامت ہوتا ہی اور جب وہ نفس کا تزکیہ کرتا ہی تو اصل خلقت سے اور زیادہ ترقی کرجاتا ہی اور نہایت اونچے درجہ تک پہونچ جاتا ہی — اور جسکو یہہ قوت ہی اور وہ شریر ہی اور اس قوت کو برے کام میں صرف کرتا ہی تو وہ خبیث ساحر ہی اور کبھی وہ اس کام میں زیادہ غلو کرنے کی وجہہ سے اپنے نفس کی قدر کو اور بھی گھٹا دیتا ہی تو وہ اچھوں کی کسی بات کو نہیں پہونچتا *

والابرار — والذي يقع له هذا في جبلة النفس ثم يكون خيرا رشيدا مزكيا لنفسه فهو ذو معجزة من الانبياء او كرامة من الاولياء و تزيده تزكيته لنفسه من هذا المعنى زيادة على مقتضى جبلته فيبلغ المبلغ الاقصى والذى يقع له هذا ثم يكون شريرا و يستعمله في الشر فهو الساحر الخبيث وقد يكسر قدر نفسه من غلوته في هذا المعني فلايلحق شيئا من الازكياء فيه — اشارات بوعلي سيناء —

ہمکو اس مقام پر اسبات سے بحث کرنی کہ معجزہ و سحر میں کیا فرق ہی اور انبیاء علیہم السلام سے جو اثر نفسی ظاہر ہوتے ہیں وہ کس مبدء سے ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ سے کسکی تائید سے اور کفار و مشرکین یا خبیث انسانوں سے کس کی مدد سے کچھہ ضرورت نہیں ہی بلکہ صرف اسقدر کہنا کافی ہی کہ جو کچھہ ہوتا ہی اور جس سے ہوتا ہی وہ خود اُس کے اثر نفسی سے ہوتا ہی جو حسب فطرت انسانی خدا نے اُس میں اور کسی نہ کسی قدر تمام انسانوں میں رکھا ہی — پس اگر یہہ سچ ہی تو ہم اس کو نہ معجزہ قرار دے سکتے ہیں نہ سحر نہ کرامت اور نہ استدراج — جیسیکہ ہم انسان کے دوسرے قوی کے اثروں کو بھی معجزہ یا سحر یا کرامت یا استدراج قرار نہیں دیتے *

علاوہ اس کے جبکہ یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ اکثر اُن اثروں کا ظہور ایسا ہی خیالی و وہمی ہی جیسیکہ خواب میں اُن چیزوں کا ظہور جن کو دیکھنے والا صرف خواب ہی میں دیکھتا ہی اور اُن کا وجود درحقیقت اور فی الواقع کچھہ نہیں ہوتا تو ہمکو جرأت نہیں پڑتی کہ ایسی بے اصل چیزوں کو فخریہ طور پر انبیاء علیہم السلام کے معجزے اور اولیاء اللہ کی کرامتیں اور بے اعتقادی سے کافروں کا سحر اور استدراج قرار دیں *

ہم کو اور اسلام کو تو فخر اسبات پر ہی کہ ہمارے رسول برحق پیغمبر خدا محمد مصطفی صلعم نے صاف صاف کہدیا کہ میرے پاس تو کوئی معجزہ وعجزہ نہیں ہی اگر ہوگا

پھر ڈال دیا (موسیٰ نے) اپنے عصا کو پھر وہ یکایک اژدھا ظاہر ہوا ۱۰۳

تو خدا کے بلس ہوگا میں تو مثل تمہارے ایک آدمی ہوں خدا نے مجھکو وحی کی ہی میں تمکو بری باتوں سے ڈراتا ہوں اور اچھی باتوں کی خوشخبری دیتا ہوں ٭

ہمکو اور اسلام کو تو اُس سچے ہادی پر فخر ہی جس نے نہ لکڑی کو سانپ کر دکھایا اور نہ اپنے دست مبارک کو چمکایا نہ سچی بات پر کچھہ پردہ ڈالا — نہ خدا کی قدرت کے قانون کو توڑنیکا دعوے کیا اور سیدھی طرح لوگوں کو سچا رستہ بتایا اور فخر اولین اور آخرین اور خاتم النبیین ہونے کا درجہ پایا — فیاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ٭

سوم — بیان تخییل تحرک حبل و عصاے سحرۂ فرعون

چہارم — بیان عصاے موسیٰ علیہ السلام

پنجم — بیان ید بیضاء

یہہ تینوں امر ایسے ہیں جنکا یک شامل بیان کرنا مناسب ہی — اس مقام پر ہم اُن تمام آیتوں سے بحث کرینگے جن میں ان امور سہ گانہ کا ذکر ہی ٭

ثعبان

اسمیں کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا کہ مصر میں جسقدر اُن لوگوں کی کثرت تھی جو ساحر کہلاتے تھے اور جو جو کرشمے وہ لوگوں کو دکھاتے تھے اُس سے حضرت موسیٰ بخوبی واقف تھے جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کی ہمدردی اور اپنی قوم کو فرعون کے ظلم سے رہائی دینے پر مایل یا مامور ہوئے تو یہہ ایک قدرتی بات ہی کہ اُنکو اسبات کا خیال ہوا ہوگا کہ وہاں تو بڑے بڑے کرشمے دکھانے والے ہیں میں اُنپر کیونکر غالب آؤنگا — اُنکو خدا نے بتایا کہ تو بھی ویسے ہی کام کرسکتا ہی — خدا نے پوچھا کہ تیرے ہاتھہ میں کیا ہی موسیٰ نے کہا میری لاٹھی ہی جسکو ٹیک لیتا ہوں اور اُس سے بھیڑوں کو ہنکاتا ہوں اور میرے اور کام میں بھی آتی ہی — خدا نے کہا اے موسیٰ اسکو ڈال تو دے پھر جب موسیٰ نے اُس لاٹھی کو ڈال دیا تو وہ یکایک اژدھا تھی چلتی ہوئی — خدا نے کہا اسکو اوٹھالے اور مت ڈر ہم اُسکو پہلی ہی صورت پر پھر کردینگے — اور اپنے ہاتھہ کو بغل میں رکھہ کر نکال چٹا بے عیب یہہ دوسری نشانی ہی ٭

وما تلک بیمینک یا موسیٰ
قال ہی عصای اتوکؤ علیہا
واہش بہا علی غنمی ولی فیہا
مارب اخرے قال القہا یا موسیٰ
فالقاہا فاذا ہی حیۃ تسعی —
قال خذہا ولا تخف سنعیدہا
سیرتہا الاولی — و اضمم یدک
الی جناحک تخرج بیضاء من
غیر سوء ایۃ اخری ۲۰ — سورۃ
طہ آیت ۱۸ — ۲۳ —

وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

یہی مضمون سورہ نمل میں بھی آیا ہی خدا نے موسیٰ سے کہا کہ اپنی لاٹھی ڈالدے جب موسیٰ نے دیکھا کہ وہ تو ہلتی ہی گویا وہ اژدہا ہی تو پیٹھہ پھیرکر پیچھے ہٹے اور پھر پلٹ کر رخ نکیا خدا نے کہا اے موسیٰ مت ڈر میرے پاس پیغمبر نہیں ڈرا کرتے — اور اپنے ہاتھہ کو اپنی جیب میں ڈالکر نکال چٹا بے عیب — (جا) نو نشانیاں لیکر فرعون اور اُسکی قوم کے پاس بے شک وہ ایک قوم ہی نافرمان *

سورہ قصص میں یہہ فرمایا ہی کہ اپنی لاٹھی ڈال پھر جب موسیٰ نے دیکھا کہ وہ ہلتی ہی گویا کہ وہ اژدہا ہی پیٹھہ پھیرکر پیچھے ہٹے اور پھر پلٹ کر رخ نکیا خدا نے کہا اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر بے شک تو ہی امن والوں میں سے اپنے ہاتھہ کو اپنی جیب میں ڈالکر چٹا بے عیب نکال اور اپنے دونوں بازوؤں کو خوف سے ملا پس یہہ دونوں دو برہان ہیں تیرے رب کی طرف فرعون کے اور اس کے سرداروں کے بے شک وہ لوگ نافرمان تھے *

والق عصاک فلما راٰها تهتز كانها جان ولى مدبرا ولم يعقب يا موسى لا تخف انى لا يخاف لدي المرسلون — وادخل يدک في جيبک تخرج بيضاء من غير سوء فى تسع اٰيات الى فرعون وقومه انهم كانوا قوما فاسقين ۲۷ — سورہ نمل — ۱۰ و ۱۲ —

وان الق عصاک فلما راٰها تهتز كانها جان ولى مدبرا ولم يعقب يا موسى اقبل ولا تخف انک من الاٰمنين اسلک يدک في جيبک تخرج بيضاء من غير سوء واضمم اليک جناحک من الرهب فذانک برهانان من ربک الى فرعون وملائه انهم كانوا قوما فاسقين — ۲۸ — سورہ قصص — ۳۱ و ۳۲ —

ان آیتوں پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ کیفیت جو حضرت موسیٰ پر طاری ہوئی اُسی قوت نفس انسان کا ظہور تھا جسکا اثر خود اُنپر ہوا تھا — یہہ کوئی معجزہ مافوق الفطرت نہ تھا اور نہ اُس پہاڑ کی تلی میں جہاں یہہ امر واقع ہوا کسی معجزہ کے دکھانے کا موقع تھا — اور نہ یہہ تصور ہوسکتا ہی کہ وہ پہاڑ کی تلی کوئی مکتب تھا جہاں پیغمبروں کو معجزے سکھائے جاتے ہوں اور معجزوں کی مشق کرائی جاتی ہو — حضرت موسیٰ میں از روے فطرت و جبلت کے وہ قوت نہایت قوی تھی جس سے اس قسم کے اثر ظاہر ہوتے ہیں — اُنہوں نے اس خیال سے کہ وہ لکڑی سانپ ہی اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ اُنکو سانپ یا اژدہا دکھائی دی یہہ خود اُنکا تصرف اپنے خیال میں تھا وہ لکڑی لکڑی ہی تھی اُس میں فی الواقع کچھہ تبدیل نہیں ہوئی تھی — خدا تعالیٰ نے کسی جگہہ یہہ نہیں فرمایا ، فانقلبت العصا ثعبانا — یعنی وہ لاٹھی بدل کر اژدہا ہوگئی بلکہ سورہ نمل

اور نکالا اپنا ہاتھہ پھر یکایک وہ چٹا تھا دیکھنے والوں کے لیئے (۱۰۸)

میں فرمایا — کانّھا جانّ — یعنی گویا وہ ازدھا ہی — اس سے ظاہر ہی کہ درحقیقت وہ اژدھا نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ لاٹھی کی لاٹھی ہی تھی *

اسکے بعد جب حضرت موسیٰ فرعون کے پاس گئے تو فرعون نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی کرشمہ دکھاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی کو اسکے آگے ڈال دیا پھر وہ یکایک اژدھا ظاہر ہوئی *

فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین —
۷ — سورہ اعراف — ۱۰۳ —
۲۶ — سورہ شعرا — ۳۱ —

صاحب تفسیر کبیر نے گو چونکہ نہایت بے سر و پا قصّے ان واقعات کی نسبت لکھے ہیں مگر اُنکے ساتھہ ہی یہہ بھی لکھہ دیا ہی کہ وہ لاٹھی دیکھنے والوں کو اژدھا معلوم ہوئی نہ یہہ کہ درحقیقت وہ اژدھا ہوگئی تھی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ — خدا کا جو یہہ قول ہی کہ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ اگر میں تجھکو علانیہ کوئی کرشمہ دکھاؤں جب بھی تو مجھے قید کریگا — سو یہہ کہنا اسبات پر دال ہی کہ لاٹھی کے ڈالنے سے پہلے خدا نے حضرت موسیٰ کو بتلا دیا تھا کہ وہ اژدھا ہوجاویگی کیونکہ اگر یہہ نہوتا تو جو بات حضرت موسیٰ نے کہی وہ نہ کہتے — پھر جب حضرت موسیٰ نے لاٹھی پھینکی تو وہ چیز ظاہر ہوئی جسکا وعدہ اللہ نے کیا تھا پھر لاٹھی علانیہ اژدھا ہوگئی اور علانیہ اژدھا ہوجانے سے مراد یہہ ہی کہ وہ لاٹھی دیکھنے والوں کو ملنے سے اور اَور تمام نشانیوں سے اژدھا معلوم ہوئی *

اعلم ان قوله اولو جئتك بشیء مبین یدل علی ان الله تعالی قبل ان القی العصا عرفه بانه یصیرها ثعبانا ولولا ذلك لما قال ما قال فلما القی عصاه ظهر ما وعده الله به فصار ثعبانا مبینا والمراد انه تبین للناظرین انه ثعبان بحرکاته وسایر العلامات :(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحه ۵۲) —

اسکے بعد وہ واقعہ ہی جو حضرت موسیٰ اور سحرہ فرعون میں واقع ہوا اور جسکا ذکر مندرجہ حاشیہ آیتوں میں ہی اُن آیتونکا مضمون یہہ ہی کہ جب فرعون کے ساحر جمع ہوگئے تو اُنہوں نے کہا ای موسیٰ یا تو تم ڈالو نہیں تو ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو پھر جب اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا اور اُنکو ڈرا دیا اور ایک بڑا جادو کیا اور فرعون کی جے پکاری کہ ہم بے شک موسیٰ

فلما جاء السحرة قال لهم موسی القوا ما انتم ملقون فلما القوا قال موسی ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان الله لا یصلح عمل المفسدین — سورہ یونس — آیت ۸۰ و ۸۱ —

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

قال لهم موسى القوا ما انتم ملقون فالقوا حبالهم وعصيهم وقالوا بعزة فرعون انا لنحن الغالبون فالقى موسى عصاه فاذا هي تلقف ما يافكون — سورة شعراء — آیت ۴۲ و ۴۴ —

قالوا يا موسى اما ان تلقي واما ان نكون نحن الملقين قال القوا فلما القوا سحروا اعين الناس واسترهبوهم وجاؤا بسحر عظيم و اوحينا الى موسى ان الق عصاك فاذا هي تلقف ما يافكون سورة اعراف — آیت ۱۱۰ — ۱۱۴ —

قالوا يا موسى اما ان تلقي واما ان نكون اول من القى قال بل القوا فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى فاوجس في نفسه خيفة موسى قلنا لا تخف انك انت الاعلى والق ما في يمينك تلقف ما صنعوا انما صنعوا كيد ساحر ولا يفلح الساحر حيث اتى — سورة طه — آیت ۶۸ — ۷۲ —

پر غالب هوئے پس یکایک اُنکی رسیاں اور لاٹهیاں موسیٰ کے خیال میں اُنکے جادو کے سبب سے معلوم هوئیں که وه چلتی هیں — پهر موسیٰ کے دل میں ترسا پیدا هوا — هم نے کہا که تو مت ڈر توهی اُن پر غالب هی — موسیٰ نے فرعون کے ساحروں سے کہا که جو کرشمه تم نے کیا وه جادو هی الله تعالی ابهی اُسکو مٹادیگا بے شک الله مفسدوں کے کام کو نهیں سنوارتا — خدا نے موسیٰ سے کہا که ڈال دے جو تیرے دائیں هاتهه میں هی نگل جاویگا جو کچهه اُنهوں نے کیا هی جو کچهه اُنهوں نے کیا هی جادو گرونکا مکر هی اور جادوگر کو جهاں جاوے فلاح نهیں هی — پس موسیٰ نے اپنی لاٹهی ڈال دی پهر یکایک وه سب کو نگلنے لگی *

سورة اعراف کی آیت میں جسپر باقی آیتیں محمول هیں (لانها يفسر بعضها بعضا) ایک جمله آیا هی که سحروا اعين الناس یعنی لوگوں پر ڈهٹ بندی کردی پس یهه جمله صاف اسبات پر دلالت کرتا هی که درحقیقت وه لاٹهیاں یا رسیاں سانپ اور اژدهے نهیں هوگئی تهیں بلکه بسبب تاثیر قوت نفس انسانی کے جو ساحروں نے کسب سے حاصل کی تهی وه رسیاں اور لاٹهیاں لوگوں کو سانپ اور اژدهے معلوم هوتی تهیں حضرت موسیٰ نے جو کچهه کیا وه بهی بمقتضاے قوت نفس انسانی تها کوئی امر مافوق الفطرت نه تها مگر وه قوت حضرت موسیٰ میں فطری اور جبلی تهی *

اس امر کو علماے متقدمین نے بهی تسلیم کیا هی چنانچه تفسیر کبیر میں لکها هی

ثم قال تعالى فلما القوا سحروا اعين الناس و احتج به القائلون بان السحر محض التمويه قال

که خدا تعالی نے جو یهه فرمایا هی که جب سحره فرعون نے اپنی رسیاں اور لاٹهیاں ڈالدیں تو اُنهوں نے لوگوں کی آنکهوں پر جادو کیا تو جادو کے لفظ پر لوگوں نے دلیل پکڑی

کہا فرعون کی قوم کے سرداروں نے بے شک یہہ شخص جادوگر هی بہت بڑا جاننے والا (١٠٦)

القاضي لوكان السحر حقا لكانوا قد سحروا قلوبهم لااعينهم فثبت ان المراد انهم تخيلوا احوالاعجيبة مع ان الامر في التحقيق ماكان على وفق ماتخيلوه — تفسير كبير جلد ٣ صفحه ٢٩٢ — سورة اعراف

هی که سحر صرف دهوکا هی — قاضي کا قول هی که اگر جادو برحق هوتا تو وه لوگوں کے دلوں پر جادو کرتے نه که اُنکی آنکهوں پر — پس ثابت هوا که اس سے مراد یهه هی که اُنهوں نے لوگوں کے خیال میں عجیب باتیں ڈالی تهیں باینهمه حقیقت میں وه باتیں ایسي نه تهیں جیسي که لوگوں کے خیال میں پڑي تهیں — یعني وه لاٹهیاں اور رسیاں درحقیقت سانپ اور اژدهے نهیں بني تهیں بلکه صرف لوگوں کے خیال میں ایسي معلوم هوتي تهیں اور یهه بات اُسي تاثیر قوت نفس انساني کے سبب تهي جو ساحروں میں بذریعه کسب اور موسیٰ میں بحسب فطرت تهي مگر حقیقت میں نه ساحروں کي رسیاں اور لاٹهیاں سانپ اور اژدها بني تهیں اور نه حضرت موسیٰ کي *

ید بیضا

جبکه یهه بات تسلیم کي گئي که انسان میں ایک ایسي قوت هی که انسان اُسکے ذریعه سے قوی متخیله کي طرف توجهه کرتا هی اور پهر اُس میں ایک خاص قسم کا تصرف کرتا هی اور اُن میں طرح طرح کے خیالات اور گفتگو اور صورتیں جو کچهه اُسکو مقصود هوتي هیں ڈالتا هی پهر اُنکو اپنے نفس موثره کی قوت سے دیکهنے والوں کي حس پر ڈالتا هی — پهر دیکهنے والے ایسا هي دیکهتے هیں که گویا وه خارج میں موجود هی حالانکه وهاں کچهه بهی نهیں هوتا — اور قرآن مجید کے الفاظ سے جو آیات مذکوره بالا میں گذرے هیں اور جنسے پایا جاتا هی که لاٹهیاں اور رسیاں اُسي قوت متخیله کے سبب سانپ یا اژدهے دکهائی دي تهیں تو ید بیضاء کا مسئله از خود حل هوجاتا هی کیونکه اُسکا بهی لوگوں کو اس طرح پر دکهائی دینا اُسی قوت نفس انسانی اور تصرف قوت متخیله کا سبب تها نه یهه که وه کوئي معجزه ما فوق الفطرت تها — اور درحقیقت حضرت موسیٰ کے هاتهه کي ماهیت بدل جاتي تهي — جهاں قرآن مجید میں ید بیضاء کا ذکر آیا هی وهاں یهه مضمون بهی موجود هی که جب حضرت موسیٰ نے اپنا هاتهه نکالا تو وه یکایک چٹا تها دیکهنے والوں کے لئے — اور یهه مضمون صاف اسبات پر دلالت کرتا هی که دیکهنے والوں کي نگاه میں وه چٹا دکهائي دیتا تها جو اثر قوت نفس انساني کا تها نه کوئي معجزه مافوق الفطرت *

ونزع يده فاذا هي بيضاء للناظرين — سورة اعراف وسورة شعراء — ٣٢ — ١٠٥

يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝۱۰۷

اس مقام پر یهه سوال هوسکتا هی که اگر عصاے موسی کا اژدها بنتا اور هاتهه کا چمکتا هوجانا اسی قسم کی قوت نفسی سے لوگوں کو دکھائی دیتا تها جسطرح کی قوت نفسی سے سحرۂ فرعون کی رسیاں و لاتهیاں سانپ دکھلائی دیتی تهیں اور کوئی معجزه ما فوق الفطرت نه تها تو خدا نے عصا و ید بیضا کی نسبت یهه کیوں فرمایا که "فذانک برهانان من ربک" یعنی اُنکو خدا کی طرف سے برهان کیوں تعبیر کیا هی — مگر برهان کہنے کی وجهه یهه هی که عصاے موسی کا اژدها مرئی هونا یا هاتهه کا چمکتا دکھائی دینا فرعون اور اُسکے سرداروں پر بطور حجت الزامی کے تها وه اس قسم کے امور کو دلائل اثبات کی سمجهتے تهے که جس شخص سے ایسے امور ظاهر هوتے هیں وه کامل هوتا هی اور اسی لئیے اُنهوں نے حضرت موسی سے بهی کرشمه دکھلانے کی خواهش کی تهی — پس اُن دونوں چیزوں پر بمقابله فرعون اور اُسکے سرداروں کے برهان سے تعبیر کرنا بالکل صحیح تها اور اسی سبب سے اُنهوں نے کہا که اگر کوئی کرشمه دکھلایا جاوے گا تو وه موسی کو سچا جانینگے — خود اسی آیت میں بمقابل فرعون اور اُسکے سرداروں کے اُن دونوں امر کو برهان قرار دینے کی وجهه بیان هوئی هی که "انهم کانوا قوما فاسقین" فاسق کا لفظ نهایت وسیع معنی رکهتا هی — فرعون اور اُسکے سرداروں کا ساحروں پر بسبب اُنکے کرشموں کے اعتقاد رکهنا بهی فسق میں داخل تها پس خدا نے فرمایا که یهه دونوں امر ایسی قوم کے لیئے جو ساحروں کے کرشموں پر یقین رکهتی هیں خدا کی طرف سے برهان هیں — پس برهان کا لفظ اُن بیانات کے منافی نهیں هی جو هم نے اوپر بیان کیئے هیں *

سوره نمل میں خدا تعالی نے عصا کے ذکر کے بعد فرمایا که "وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء فی تسع ایات الی فرعون وقومه" لفظ تسع ایات پر مفسرین نے بحث کی هی که نو نشانیوں سے کیا مراد هی *

امام فخرالدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں عصا اور ید بیضا کے علاوه یهه نو نشانیاں بیان کی هیں — دریا کا پهٹ جانا — طوفان کا هونا — ٹڈیوں کا آنا — پسووں کا — مینڈکوں کا پیدا هونا — پانی کا خون هوجانا — مال و دولت مویشی میں کمی کا هونا — قحط پڑنا — کهیتوں کی پیداوار کا گهٹ جانا *

لقایل ان یقول کانت الایات احدی عشر ثنتان منها الید والعصا والتسع الفلق والطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم والطمسة والجدب فی بوادیهم

چاهتا هی که نکال دیے تمکو تمهارے ملک سے پهر کیا تم حکم دیتے هو ١٢٤

والنقصان في مزارعهم (تفسير كبير جلد پنجم صفحه ١٠)

اور اسی مقام پر یهه بهي لکها هی که "فی تسع ایات" جمله مستانفه هی یعني علاحده کلام هی اور اُسکي تقدیر یوں هی که اذهب في تسع ایات الی فرعون" یعني عصا اور ید بیضا کا ذکر علاحده هوچکا اُسکے سوا نو نشانیاں اور هیں که وه لیکر فرعون کے پاس جا ٭

مگر یهه بیان صحیح نهیں اسلیئے که وه نو چیزیں جنکا ذکر کیا هی بطور نشانی کے نهیں دی گئی تهیں بلکه فرعون اور اُسکی قوم پر بسبب نافرمانی کے بطور عذاب کے نازل هوئی تهیں جنکو قران مجید نے بهی "رجز" سے تعبیر کیا هی پس اُن واقعات کو تسع ایات قرار دینا صحیح نهیں هو سکتا ٭

سورهٔ بنی اسرائیل میں بهي تسع ایات کا ذکر هی اور اُسکي نسبت مفسرین نے یهه سمجها هی که اُس آیت میں تسع ایات سے وه نو احکام مراد هیں جو حضرت موسی نے بنی اسرائیل سے کهے تهے — مفسرین کا ایسا خیال کرنا غالباً اس آیت کے ان الفاظ کی بنا پر هی " فاسئل بنی اسرائیل اذ جاءهم " یعني خدا نے کها که بنی اسرائیل سے دریافت کر جب موسی اُن کے پاس آئے تو وه نو احکام کیا بتائے تهے — اس خیال پر همارے راویوں نے ایک حدیث بهي بیان کردي اور مفسرین نے قبول کرلی اور کها یهي قول سب سے اچها هی *

ولقد آتينا موسی تسع ايات بينات فاسئل بني اسرائيل اذ جاءهم فقال له فرعون انی لاظنك يا موسی مسحورا قال لقد علمت ما انزل هؤلاء الا رب السموات والارض بصائر واني لاظنك يا فرعون مثبورا — (سوره بني اسرائيل آيت ١٠٣)

تفسیر کبیر میں لکها هی که تسع ایات کے بیان میں متعدد اقوال هیں سب سے اچها قول یهه هی که جو صفوان ابن عسال نے کها هی که ایک یهودي نے اپنے دوست سے کها که پیغمبر پاس چلو اُن سے پوچهیں که وه نو احکام کیا تهے وه آئے اور پوچها آنحضرت صلعم نے فرمایا که وه یهه تهے — خدا کے ساتهه کسیکو شریک مت کرو — چوري نکرو — زنا نکرو — قتل مت کرو — سحر مت کرو — سود نکهاؤ — عورتوں پر زنا کا اتهام مت کرو — لڑائی میں بهاگو نهیں — اور بالتخصیص یهودیوں کے لیئے یهه حکم هی که سبت

في تفسير قوله تعالی تسع ايات بينات اقوال اجودها ما روی صفوان ابن عسال انه قال ان يهوديا قال لصاحبه اذهب بنا الی هذا النبي نساله عن تسع ايات فذهبا الی النبي صلی الله عليه وسلم وسالاه عنها فقال هن ان لا تشركوا بالله شيئا — ولا تسرقوا — ولا تزنوا — ولا تقتلوا — ولا تسحروا — ولا تاكلوا الربا — ولا تقذفوا المحصنة — ولا تولوا الفرار

قَالُوْا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۰۹﴾

دم الرجعہ — عليكم خاصة اليهود ان لا تعتدوا في السبت فقام اليهوديان فقبلا يديه ورجليه وقالوا نشهد انک نبي ولولا نخاف القتل لاتبعناک (تفسير كبير جلد چهارم صفحه ۲۸۵)

کے دن زیادتی نکرو — یہہ سنکر وہ دونوں یہودي کهڑے هوئے اور آنحضرت صلعم کے هاتهہ اور پاؤں چومے اور کہا کہ هم گواهي دیتے هیں کہ بے شک آپ نبي هیں اگر همکو مارے جانے کا ڈر نہوتا تو هم آپکی پیروي کرتے *

مگر مفسرین کا یہہ خیال کہ جن تسع ایات کا ذکر سورہ نمل کي آیت میں هی وہ تو نو نشانیاں تهیں جو حضرت موسی فرعون کے پاس لیکئے تهے اور جن تسع ایات کا ذکر سورہ بني اسرائیل میں هی وہ نو احکام بني اسرائیل کے لیئے تهے صحیح نہیں معلوم هوتا — کیونکہ اُسی آیت میں ذکر هی کہ تسع ایات کے جواب میں فرعون نے کہا کہ اے موسی میں تو تجهکو سحرزدہ سمجهتا هوں — اور اس سے ثابت هی کہ وہ احکام فرعون اور اُسکي قوم کے لیئے تهے نہ بني اسرائیل کے لیئے اور " فاسئل بني اسرائیل اذ جاء هم " بطور جملہ معترضہ کے آیا هی اُس سے یہہ استدلال کرنا کہ وہ احکام بني اسرائیل کے لیئے تهے صحیح نہیں هی *

غرضکہ هماری تحقیق میں دونوں آیتوں میں تسع ایات سے وہ احکام مراد هیں جو حضرت موسی فرعون اور اُسکي قوم کے پاس لیکئے تهے — یہہ بات قابل تسلیم کے هی کہ قران مجید میں اُن نو احکام کا ایک جگہہ شمار نہیں کیا گیا هی بلکہ جابجا متعدد احکام کا ذکر آیا هی اگر اُن سب پر غور کیا جاوے تو وہ احکام هماري سمجهہ میں مندرجہ ذیل معلوم هوتے هیں *

۱ — توحید — کما قال اللہ تعالی انی انا اللہ لاالہ الاانا — ۲ — اقرار بالرسالۃ — کما قال انا رسولا ربک — ۳ — منع شرک سے — کما قال فاعبدنی — ۴ — اقامت صلواۃ — کماقال اقم الصلواۃ لذکری — ۵ — جزا و سزا — کما قال — تجزی کل نفس بما تسعی — ۶ — اعتقاد آخرت — کما قال ان الساعۃ اٰتیۃ — ۷ — نزول عذاب منکرین پر — کماقال ان العذاب علی من کذب وتولی — ۸ — منع تعدي سے بني اسرائیل پر — کما قال لاتعذبهم — ۹ — رها کرنا بني اسرائیل کا — کما قال ارسل معنا بني اسرائیل *

یہہ تمام آیتیں جنکا اشارہ هم نے کیا عام آیتیں نہیں هیں بلکہ خاص آیتیں هیں جو

اُنہوں نے کہا کہ موسیٰ اور اُسکے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے والے بھیج ۱۰۸ تاکہ تیرے پاس ہر ایک بڑے جاننے والے جادوگر کو لے آویں ۱۰۹

حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے قصہ میں وارد ہوئے ہیں اور اسی سبب سے ہم نے خیال کیا ہے کہ یہہ وہ احکام ہیں جو حضرت موسیٰ خدا کی طرف سے فرعون پاس لیگئے تھے *

ششم — قتل اولاد

بنی اسرائیل کے لڑکوں یا مردوں کا قتل کوئی ایسا امر نہیں ہے جسکو کسی کرشمہ کی بنا پر قرار دیا جاوے اگرچہ مفسرین نے اُسکی بنا بھی ایک کرشمہ پر قائم کی ہے یعنی بعضوں نے تو یہہ کہا ہے کہ کاہنوں نے فرعون سے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو برباد کردیگا پس اُس تاریخ میں جو کاہنوں نے مقرر کی تھی جسقدر لڑکے پیدا ہوئے اُنکو فرعون نے مروا ڈالا — اور بعضوں نے یہہ کہا کہ یہہ قتل صرف اُسی تاریخ پر منحصر نہیں رہا بلکہ یہہ قتل برسوں تک جاری رہا اور نوے ہزار لڑکے قتل ہوئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے ایک آگ آئی اور اُس آگ نے مصر کو گھیر لیا اور تمام قبطیوں کو جلا دیا اور صرف بنی اسرائیل بچ رہے لوگوں نے اُسکی تعبیر دی کہ اُس شہر سے جہاں سے بنی اسرائیل آئے ہیں ایک شخص آویگا اُسکے ہاتھہ سے مصر کی سلطنت برباد ہوگی اسپر فرعون نے بنی اسرائیل کے مردوں کے قتل کرنیکا حکم دیا *

مگر قرآن مجید میں ان دونوں باتوں میں سے کسیکا کچھہ اشارہ نہیں ہے اور نہ بنی اسرائیل کے قتل کی بنا کسی اَور کرشمہ پر بیان ہوئی ہے — قرآن مجید سے جو بات پائی جاتی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ بنی اسرائیل

واذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم ۲ — سورۂ بقر — ۴۶ —

اذ انجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یقتلون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم — ۷ — سورہ اعراف — ۱۳۷ —

اذ قال موسی لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجاکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم — ۱۴ — سورہ ابراهیم — ۶

ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفۃ منہم یذبح ابناءهم ویستحیی نساءهم انہ کان من المفسدین — ونمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمۃ ونجعلهم الوارثین — ونمکن لهم فی الارض

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ (۱۱۵)

ونري فرعون وهامان وجنودهما
منهم ما كانوا يحذرون — ۲۸ —
سوره قصص — ۳ — ۵ —
فلما جاءهم بالحق من عندنا
قالوا اقتلوا ابناء الذين امنوا معه
واستحيوا نساءهم وما كيد الكافرين
الا في ضلال — وقال فرعون
ذروني اقتل موسى وليدع ربه
اني اخاف ان يبدل دينكم او ان
يظهر في الارض الفساد — ۴۰ —
سوره مومن — ۲۶ و ۲۷ —

كي كثرت سے فرعون اور أسكے سرداروں كو انديشه هوگيا تها كه يهه لوگ فساد كركے مصر كي سلطنت كو برباد كرديںگے اور أسكے انسداد كے ليئے يهه تدبير كي تهي كه جو لڑكے پيدا هوتے تهے أنكو قتل كروا ڈالتا تها تاكه مرد جن سے لڑنيكا اور فساد هونيكا انديشه تها زياده نهونے پاويں چنانچه سوره قصص ميں صاف لكها هى كه فرعون كي سلطنت ملك ميں بهت زبردست هوگئي تهي اور أسكے لوگوں كو گروه گروه كرديا تها اور ايك گروه كو يعني بني اسرائيل كو أن ميں سے ضعيف كرديا تها أنكے لڑكوں كو مارڈالتا تها اور عورتوں كو زنده ركهتا تها خدا نے چاها كه أس ضعيف گروه پر مهرباني كرے اور أنهيں كو سردار بناوے اور أنهيں كو وارث كرے اور ملك ميں أنهيں كو قدرت دے اور دكهلاوے فرعون اور أسكے لشكر كو أس ضعيف گروه سے وه چيز جس سے وه ڈرتے تهے — اس سے صاف ثابت هوتا هى كه پهلي دفعه يعني قبل از ولادت حضرت موسى جو فرعون نے قتل اولاد بني اسرائيل كا حكم ديا تها وه صرف اسي خوف سے تها كه وه بسبب كثير هونے كے فساد كرے ملك كو نه چهين ليں — كچهه عجب نهيں كه يهه قتل كسي مدت تك رها هو اور پهر موقوف هوگيا هو *

يهه پهلا حكم قتل اولاد بني اسرائيل كا تها مگر جب حضرت موسى فرعون كے پاس آئے اور خدا كے حكم پهونچائے اور كها كه بني اسرائيل كو چهوڑ دو أس وقت پهر فرعون كو بني اسرائيل كے فساد كرنے كا اور اپني سلطنت كے زوال كا خوف هوا اور دوباره أسنے تدبير كي كه بني اسرائيل كے لڑكوں كو مار ڈالنا چاهيئے چنانچه سوره مومن ميں خدا نے صاف بيان كيا هى كه جب همارے پاس سے سچي بات فرعون اور أسكے سرداروں كے پاس پهونچي تو أنهوں نے كها كه مارڈالو أنكے لڑكوں كو جو موسى پر ايمان لائے هيں اور أنكي عورتوں كو زنده ركهو اور فرعون نے كها كه تهرو ميں موسى كو مارڈالونگا مجهكو خوف هى كه وه تمهارے دين كو بدل ديگا اور ملك ميں فساد پهيلاويگا — پس صاف ظاهر هى كه اسي خوف سے دونوں دفعه فرعون نے بني اسرائيل كے لڑكوں يا مردوں كے قتل كا حكم ديا تها كوئي اور غيبي كرشمه أسكي بنياد نه تها *

اور آئے جادوگر فرعون کے پاس اُنھوں نے کہا کہ ضرور ہمکو انعام ملیگا اگر ہم غالب ہونگے ﴿۱۱۰﴾

ہفتم قحط — ہشتم طوفان — و جراد - و قمل و ضفادع - و دم

یہہ تمام اُمور ایسے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں موافق قانون قدرت واقع ہوتے رہتے ہیں حضرت موسی کے زمانہ میں بھی واقع ہوئے تھے — ایسے واقعات کو انسانوں کے گناہوں سے منسوب کرنا بھی قانون فطرت کے تابع ہے جسپر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے ہیں اس کی بحث قوم عاد کے قصہ میں بالتفصیل لکھہ چکے ہیں اسطرح ان واقعات ارضی و سماوی کو بھی خدا تعالی نے فرعون اور اُس کی قوم کے گناہوں سے منسوب کیا ہے *

قحط کوئی نئی بات نہیں تھی حضرت یوسف کے زمانہ میں بھی سخت قحط پڑا تھا حضرت موسی کے زمانہ میں بھی قحط ہوا جو حضرت موسی کے قصہ میں مذکور ہے *

طوفان — دریاے نیل کی زیادہ طغیانی سے ہوجاتا ہے اور کبھی کبھی مینہہ اور اولونکا طوفان بھی آجاتا ہے شام کے پہاڑوں سے اولے برستے ہوئے کبھی کبھی مصر تک پہونچ جاتے ہیں بجلی کی چمک اور کڑک بھی ہوتی ہے (دیکھو کیٹو کی بیبلکل سیکلوپیڈیا صفحہ ۶۰۰) جن ملکوں میں بارش قلیل ہوتی ہے اور اولے اتفاقیہ پڑتے ہیں اُن ملکوں میں اسقدر بارش بھی جو اور ملکوں میں معمولی خیال کی جاتی ہے نہایت سخت طوفان کا اثر دکھاتی ہے خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دریا کی طغیانی بھی اور خصوصاً نیل کیسے دریا کی طغیانی اُس کے ساتھہ ہو تو پھر تو قیامت ہی ہوتی ہے — پس موسی کے عہد میں طوفان کا دفعہ ایک معمولی واقعہ سے زیادہ کچھہ نہیں تھا — جو بزرگی اُسمیں تھی وہ صرف یہی تھی کہ اُس زمانہ میں واقع ہوا جبکہ حضرت موسی وہاں تشریف لیگئے تھے *

جراد و قمل و ضفادع — یعنی ٹڈیوں پسوؤں یا اسی قسم کے کسی جانوروں اور مینڈکوں کا کثرت سے پیدا ہو جانا خصوصاً طوفان اور دریاے نیل کے چڑھاؤ کے اترنے کے بعد ایک ایسی بات ہے جو قدرتی طور پر واقع ہوتی ہے حشرات الارض دفعۃً اس کثرت سے پیدا ہوجاتے ہیں جنکو دیکھہ کر حیرت ہوتی ہے — پس حضرت موسی کے عہد میں اُن حشرات الارض کا پیدا ہوجانا جسقدر کثرت سے وہ پیدا ہوگئے ہوں اور کیسی ہی سخت مصیبت اُن کے سبب سے مصریوں پر پڑی ہو کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں ہے جسکو ایک لمحہ کے لیئے بھی واقعہ مافوق الفطرت تصور کیا جاوے *

دم کا لفظ البتہ لوگوں کو حیرت میں ڈالتا ہوگا — بعض مفسرین نے اسبات کو کہ تمام

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (۱۱۱)

دریا اور حوضوں اور تمام پاني جو برتنوں میں تھا خون ہوگیا غیر قابل یقین خیال کرکے یہہ لکھا کہ فرعون اور اُس کي تمام قوم کو نکسیر پھوٹي یعني ناک سے خون جاري ہونے کي بیماري ہوگئي تھي — گو کہ کسي وبا کا پھیل جانا خصوصاً قحط و طوفان کے بعد کوئي امر بعید از عقل نہیں ہے — لیکن اصل بات یہہ معلوم ہوتي ہے کہ دریاے نیل کا پاني اگرچہ عموماً نیلے رنگ کا رہتا ہے مگر کبھي طغیاني کے زمانہ میں اُس کا رنگ سرخ لال اینٹ کے گہرے رنگ کي مانند ہوجاتا ہے (دیکھو کیٹو بیبلکل سیکلوپیدیا صفحہ ۵۹۶) اور چیمبرز انسیکلوپیدیا جلد سوم صفحہ ۷۸۶) اور جب کبھي نباتي مادہ کثرت سے آجاتا ہے تو سبز ہوجاتا ہے (دیکھو انسیکلوپیدیا برٹنکا صفحہ ۴۲۲) پس اسی قسم کے واقعات کے سبب سے اُس کا پاني سرخ ہوگیا ہوگا جسکو دم سے تعبیر کیا ہے *

بعض اوقات پاني میں نہایت باریک کیڑے سرخ رنگ کے اسقدر کثرت سے پیدا ہوجاتے ہیں کہ تمام پاني کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے بحر احمر میں بھي اس قسم کي حالت پائي جاتي ہے — بحر احمر کے حال میں سالٹ نے لکھا ہے کہ فروری کے مہینہ میں ایک دفعہ جہاز کے گرد کچھہ دور تک سمندر نہایت سرخ ہوگیا چونکہ اس عجیب تبدیلی کا باعث ہم دریافت کرنا چاہتے تھے ہم نے ایک برتن کو پاني میں ڈالا اور اُس میں بہت سي وہ چیزیں نکالیں جو پاني پر تیر رہي تہیں وہ جھلي کے مشابہ ایک چیز تھي جس میں بے انتہا چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے اور ہرایک کے اوپر ایک سرخ دھبہ تھا یہہ جانور ایک جگہہ جمع ہونے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے پاني میں کوئي سرخ چیز گھولدي ہو — ارن برگ کو بھي جو ایک بہت بڑا نیچرل فلاسفي کا عالم تھا ایسا ہي واقعہ پیش آیا تھا اور اُس نے بھي بحر احمر کي ایسي حالت ہوجانے کي تصدیق کي ہے *

پس یہي حالت دریاے نیل کي بھي ہوئي ہوگي اور جبکہ ثابت ہوا ہے کہ اُس کا پاني بھي کبھي سرخ ہوجاتا ہے تو اُس کي اسي حالت ہوجانے پر زیادہ یقین ہوتا ہے — ان کیڑوں کا بہت کثرت سے پاني میں جمع ہوجانا بلاشبہہ لوگوں کو اُس کے استعمال سے باز رکھتا ہوگا اور وہ پاني ناقابل استعمال ہوجاتا ہوگا — فرعون کے زمانہ میں بھي دریاے نیل سے نہروں میں اور کنوؤں میں اور حوضوں میں نلوں کے ذریعہ سے پاني لیگئے تھے پس جہاں جہاں اُس کا پاني جاتا ہوگا سب جگہہ یہي حال ہوگیا ہوگا — اُس پاني کو لوگوں نے بلا خیال برتنوں میں بھرلیا ہوگا اور تھوڑي دیر بعد دیکھا ہوگا کہ وہ سرخ مثل خون کے ہے —

فرعون نے کہا ہاں اور بے شک تم مقربوں میں سے ہوگے (۱۱۱)

اونچے مقاموں میں جہاں دریاے نیل کا پانی نجاتا ہوگا وہاں یہہ کیفیت نہوئی ہوگی اور ممکن ہی کہ بنی اسرائیل اونچی زمین پر رہتے ہوں جہاں نیل کا پانی نہ جاتا ہو یا اُنکے گھروں میں پانی جانے کے نل نہوں اور اُن کے گھروں میں یہہ کیفیت نہوئی ہو *

نہم —— غرق فی البحر

فرعون کا بنی اسرائیل کے تعاقب میں جانا اور بنی اسرائیل کا دریا کے پار اُتر جانا اور فرعون کا دریا میں ڈوب جانا ایک تاریخی واقعہ ہی اور ہم اُس کو نہایت تفصیل سے سورہ بقر کی تفسیر میں لکھہ چکے ہیں † پس اس مقام پر زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں *

دہم —— اعتکاف حضرت موسی کا پہاڑ میں

اعتکاف کا واقعہ اُس زمانہ کا ہی جبکہ حضرت موسی بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے چھوڑا کر اور فرعون کو اور اُس کے لشکر کو دریا میں ڈبوکر اُس جنگل میں نکال لائے جو بحر احمر کی دونوں شاخوں کے درمیان میں ہی اور جس کا نقشہ سورہ بقر کی تفسیر میں بنایا ہی *

و واعدنا موسی ثلثین لیلة و اتممنا ها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة —— ۷ —— سورہ اعراف – ۱۳۸ –

یہہ کوئی امر زیادہ بحث کے قابل نہیں حضرت موسی تیس دن کا اعتکاف کرنے کے لیئے پہاڑ پر گئے تاکہ خدا کی عبادت میں مصروف ہوں مگر وہاں چالیس دن لگ گئے —— توریت میں لکھا ہی کہ چالیس دن اور چالیس رات موسی پہاڑ پر رہے اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا (سفر توریہ مثنی باب ۹ ورس ۹) زیادہ تر مقصود اس اعتکاف سے یہہ تھا کہ خدا کی ہدایت اس بات میں چاہیں کہ اس جم غفیر کی ہدایت و انتظام اور خدا کی عبادت کے لیئے کیا قواعد یا احکام قرار دیئے جاویں *

و اذ واعدنا موسی اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون – ۲ – سورہ بقر —— ۴۸ ——

بنی اسرائیل کو چار سو برس سے زیادہ ہوگئے تھے کہ مصر میں رہتے تھے اور گو وہ خدا کو مانتے تھے مگر وہاں کی بت پرستی اور اُسکی شان و شوکت کے عادی ہوگئے تھے اور ظاہر میں بھی معبود کے وجود کے موجود ہونے کی خواہش مثل بت پرستوں کے اُن کے دل میں سما گئی تھی اس لیئے نہایت مشکل بات تھی کہ اُن کو ایک ایسے خداے واحد کی

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۷۱ لغایت صفحہ ۱۰۳ –

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ (۱۱۲)

پرستش پر متوجہہ کیا جاوے جس کا نہ ظاہر میں کوئی وجود ہی نہ ظاہری وجود میں اور نہ کسی ظاہری شکل میں آسکتا ہی بلکہ محض بیچون و بیچگون و بے رنگ و نمود ہی — غالباً یہی بات سب سے زیادہ حضرت موسی کو بھی مشکل تھی — اور وہ ضرور اس خیال میں تھے کہ معبد کو ظاہری صورتوں سے اس طرح بنایا جاوے جن کی عبادت تو نہ کی جاوے مگر بنی اسرائیل کی دل بستگی کا ذریعہ ہوں — اور اسی وجہہ سے اُنہوں نے معبد میں کروبین کی مجسم شکلیں چاندی و سونے کی بنائیں ہم قبول کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خدا کے حکم سے بنائی ہونگی مگر بنائیں — جس کا سبب بجز مذکورہ بالا امر کے اَور کچھہ نہ تھا — اور اسی لیئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو سچی اور ٹھیٹ خداپرستی اُسی طرح بیچون و بیچگون و بے رنگ و نمود طریقہ پر جیسا کہ وہ معبود حقیقی ہی محمد رسول اللہ صلعم نے قایم کی موسی سے باوجود اس شان و شوکت کے قایم نہیں ہوسکی نہ ہمکو کروبین کی حاجت ہی نہ ہائی پریسٹ کی نہ کسی معبد کی نہ قربانی سوختنی کی نہ بخور کی اور نہ آتش دان کی نہ خاص پوشاک اور سینہ بند کی ہم سچے خدا کی پرستش جنگل میں دریا میں پہاڑ میں گھر میں بازار میں اندھیرے میں اُجالے میں کپڑا پہنے بن کپڑا پہنے کرسکتے ہیں ہمارا دل ہی خدا کا معبد ہی ہمارا خدا ہر جگہہ ہمارے ساتھہ ہی اور ہم خدا کے ساتھہ اور یہہ ایسا ساتھہ ہی کہ نہ کبھی ہم اُس سے چھوٹ سکتے ہیں اور نہ وہ ہمکو چھوڑ سکتا ہی — سبحانہ و تعالے شانہ والحمد للہ رب العالمین *

یازدہم — حقیقت کلام خدا یا موسیٰ

کلام خدا کا جب تک نہ سنیں یہہ تو معلوم نہیں ہوسکتا کہ کیسا ہوتا ہی — مگر انسانوں کا کلام جو سننے میں آتا ہی وہ تو یہہ ہی کہ زبان اور ہونٹ ہلتے ہیں اُس سے بمدد ہواے محیط کے ایک آواز کان تک پہونچتی ہی ہر ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ بلکہ ہر لفظ کے پہلے حرف کے بعد دوسرا حرف نکلتا ہی اور حرفوں سے ملکر لفظ اور لفظوں سے ملکر جملہ ہوجاتا ہی — پھر کیا خدا کا کلام بھی ایسا ہی ہوتا ہی ؟ *

علماے اسلام نے کہا ہی کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے خدا کو متکلم کہا ہی اور اُس کے کلام کو ثابت کیا ہی پس اُسکا متکلم ہونا اور خدا کے لیئے کلام کا ہونا تو ثابت ہوگیا — مگر اُنہوں نے یہہ نہ بتایا کہ ایسا ہی کلام جیسا ہمارا تمہارا ہی یا کسی اَور طرح کا لیکن اُنہوں نے اُسپر دوسری بحث قدیم اور حادث ہونے کی چھیڑ دی یعنی اسبات کی کہ

فرعون کے جادوگروں نے کہا که اے موسیٰ یا تو تو ڈال اور یا ھم ڈالنے والے ھوں ۱۱۴

خدا کا کلام قدیم ھی یا حادث — ھم اُس بحث کو اس مقام پر لکھتے ھیں اور اُمید ھی که اُسی سے پته لگ جاویگا که اُسکا کلام کیسا ھوتا ھی *

قاضی عضد اور علامه سید شریف شرح مواقف میں تحریر فرماتے ھیں که خدا کے کلام کے قدیم و حادث ھونے پر دو متناقض قیاس ھیں — ایک قیاس یه ھی که — خدا تعالی کا کلام خدا تعالی کی ایک صفت ھی — اور جو صفت خدا کی ھی وہ قدیم ھی — پس خدا کا کلام قدیم ھی *

دوسرا قیاس جو اسکے برخلاف ھی وہ یه ھی که — خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترتیب سے مرتب بنا ھی جو ایک بعد دوسرے کے وجود میں آئے ھیں — اور جو چیز اس طرح پر بنی ھی وہ حادث ھوتی ھی — پس خدا کا کلام بھی حادث ھی *

حنبلی پہلے قیاس کو ٹھیک بتاتے ھیں اور اسبات کے قائل ھیں که خدا کے کلام میں حرف بھی ھیں اور آواز بھی ھی اور وہ دونوں اپنے آپ قایم ھیں اور قدیم ھیں پس کلام خدا کا بھی قدیم ھی — پس گویا حنبلی دوسرے قیاس کے دوسرے جمله کو که " جو چیز اس طرح پر بنی ھی وہ حادث ھوتی ھی " نہیں مانتے *

قاضی عضد اور علامه سید شریف دونوں بالاتفاق کہتے ھیں که حنبلیوں کا دوسرے قیاس کے دوسرے جمله کو نه ماننا قطعاً غلط ھی کیونکه ھرایک حرف اُن حرفوں میں سے جن سے اُن کے نزدیک کلام خدا کا مرکب ھی ایک حرف کے ختم ھونے پر دوسرے حرف کا شروع ھونا موقوف ھی تو وہ دوسرا حرف قدیم نہوا اور جو که پہلے حرف کے لیئے بھی ختم ھونا ھی تو وہ بھی قدیم نرھا اور جو کلام که ان سے مرکب ھوکر بنا ھی وہ بھی قدیم نرھا *

کرامیه فرقه اسبات میں که خدا کے کلام میں حرف اور آواز ھی حنبلیوں کے ساتھ متفق ھیں مگر وہ اُسکو حادث مانتے ھیں اور کہتے ھیں که وہ خدا کی ذات میں قایم ھی کیونکه وہ اسبات پر یقین کرتے ھیں که خدا کی ذات میں حوادث کا قایم ھونا جائز ھی — پس گویا کرامیه دوسرے قیاس کو تو صحیح مانتے ھیں اور پہلے قیاس کے دوسرے جمله کو که " جو صفت خدا کی ھی وہ قدیم ھی " نہیں مانتے *

معتزلی خدا کے کلام میں آواز اور حرف کو اسی طرح پر مانتے ھیں جس طرح که حنبلی اور کرامیه مانتے ھیں مگر وہ کہتے ھیں که آواز اور حرف خدا کی ذات میں قایم نہیں ھیں بلکه خدا اُسکو دوسری چیز میں پیدا کردیتا ھی مثلاً لوح محفوظ میں یا جبرئیل

قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ
وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۳﴾

میں یا نفس میں اسلیئے خدا کا کلام حادث هی پس معتزلی دوسرے قیاس کو صحیح سمجھتے هیں اور پہلے قیاس کے پہلے جملہ کو کہ "خدا تعالی کا کلام خدا تعالی کی ایک صفت هی" نہیں مانتے *

اسپر قاضی عضد اور علامہ سید شریف فرماتے هیں کہ جو کچھہ معتزلی کہتے هیں هم اس سے انکار نہیں کرتے بلکہ هم بھی وهی کہتے هیں مگر اسکا نام کلام لفظی رکھتے هیں اور اسکو حادث مانتے هیں اور ذات خدا تعالی میں قایم نہیں کہتے — اس کے سوا هم ایک اور امر ثابت کرتے هیں اور وہ معنی هیں قایم بالنفس جسکو کہ لفظوں سے تعبیر کیا جاتا هی اور وهی حقیقت میں کلام هی اور وهی قدیم هی اور وهی خدا تعالی کی ذات میں قایم هی — پس دوسرے قیاس کا جو دوسرا جملہ هی کہ "خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترتیب سے ملکر بنا هی" اسکو نہیں مانتے — اور هم یقین کرتے هیں کہ معنی اور عبارت ایک نہیں هیں کیونکہ عبارت دو زمانہ میں اور ملک میں اور قوموں میں مختلف هوجاتی هی اور معنی جو قایم بالنفس هیں وہ مختلف نہیں هوتے بلکہ هم یہہ کہتے هیں کہ ان معنوں پر دلالت کرنا بھی لفظوں هی میں منحصر نہیں هی کیونکہ ان معنوں پر کبھی اشارہ سے اور کبھی کنایہ سے اسی طرح پر دلالت کی جاتی هی جیسیکہ عبارت سے — اور مطلب جو کہ ایک معنی هی قایم بالنفس وہ ایک هی هوتا هی اور کچھہ متغیر نہیں هوتا باوجودیکہ عبارتیں بدل جاتی هیں اور دلالتیں مختلف هوجاتی هیں اور جو چیز متغیر نہیں هوتی وہ اس چیز کے سوا هی جو متغیر هوجاتی هی — یعنی جو چیز کہ متغیر نہیں هوتی وہ تو معنی قایم بالنفس هیں اور وہ اس چیز سے جو متغیر هو جاتی هی یعنی عبارت سے علاحدہ هیں — (انتهی ملخصا) *

جو کچھہ کہ قاضی عضد اور علامہ سید شریف نے فرمایا یهی مذهب اهل سنت وجماعت کا هی — اس سے پہلے کہ هم اپنی تحقیق بیان کریں مناسب هی کہ جو باتیں ان بزرگوں نے چھپا رکھی هیں ان کو کھول دیں تاکہ لوگوں کو صاف معلوم هو جاوے کہ ان اصول کے ماننے سے جو ان بزرگوں نے قرار دیئے هیں کیا نتیجہ پیدا هوتا هی *

معتزلیوں نے کہا تھا کہ آواز اور حرف دونوں خدا کی ذات میں قایم نہیں هیں بلکہ

موسی نے کہا تم ڈالو پھر جب اُنھوں نے ڈالا سو لوگوں کي آنکھوں پر جادو کردیا اور اُن کو

ڈرایا اور لائے بڑا جادو ۱۱۶

وہ اُن کو دوسري چیز میں پیدا کردیتا ھی قاضي صاحب اور علامہ صاحب فرماتے ھیں کہ ھاں یہہ صحیح ھی مگر ھم اُس کا نام کلام لسانی رکھتے ھیں — مگر یہہ نہیں فرماتے کہ کس کا کلام لفظی خدا کا یا اُس کا جس میں خدا نے اُس کو پیدا کردیا تھا *

پھر اُس پر زیادہ تحقیق یہہ کرتے ھیں کہ صرف معانی قایم بالنفس اور "غیر متغیر ھیں اور درحقیقت وھي کلام ھی اور وھي قدیم ھی اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترکیب سے بنا ھی *

اس بیان میں صریح یہہ نقص ھی کہ اگر اُس کو تسلیم کرلیا جاوے تو جو الفاظ قران مجید کے ھیں وہ خدا کے لفظ نہیں رھتے بلکہ اُس کے لفظ ھوتے ھیں جس میں وہ پیدا کیئے ھیں خواہ وہ جبرئیل ھوں یا نبی اور جو کہ وہ کلام اُنھي لفظوں سے مرکب ھوا ھی تو وہ کلام بھی اُسی شخص کا ھوا نہ خدا کا *

میری تحقیق میں پہلا قیاس صحیح ھی اور میں خدا کے کلام کو اُس کي صفت سمجھتا ھوں اور تمام صفات خدا کو قدیم مانتا ھوں اور اسي لیئے خدا کے کلام کو بھی قدیم یقین کرتا ھوں — مگر حنبلیوں اور کرامیوں سے اس بات میں مختلف ھوں کہ خدا کے کلام میں آواز ھی اور اھل سنت و جماعت کے اس مسئلہ سے مختلف ھوں کہ صرف معانی قایم بالنفس ھیں اور وھي در حقیقت کلام ھی اور وھی غیر متغیر ھی بلکہ میرے نزدیک معاني اور لفظ دونوں قایم بالنفس ھیں اور دونوں قدیم و غیر متغیر ھیں *

لفظ بھی حقیقت میں ایک مقید یا مختص معانی ھیں جن پر بولے جانے کے بعد ھم لفظ کا اطلاق کرتے ھیں — انسان جو گفتگو کرتا ھی اُس وقت بھی الفاظ اُس کے نفس میں اُن کے بولے جانے کے قبل موجود ھوتے ھیں ۔ مگر صرف معانی کو قایم في الذات ماننے اور معاني اور لفظ دونوں کو قایم في الذات ماننے میں یہہ فرق ھی کہ پہلي صورت میں اُن معاني کو الفاظ مختصہ میں تعبیر کرنا لازم نہیں آتا اور دوسري صورت میں بجز الفاظ معینہ مختصہ کے اور کسي الفاظ سے تعبیر نہیں ھوسکتے — مثلاً الحمد للہ کلام خدا ھی یہہ ذات باري میں مع معانی و الفاظ کے اس طرح پر قایم ھی کہ جب تلفظ میں آویگا تو الحمد للہ ھي اُس کا تلفظ ھوگا للہ الحمد اُس کا تلفظ نہیں ھونے کا نہ ثناءاللہ اُس کا

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

تلفظ هوگا اور هم قرآن مجید کو اسي معني کر معه معاني اور الفاظ کلام خدا کهتے هیں اور قدیم تسلیم کرتے هیں *

لفظوں کے قایم بالنفس هونے میں تقدم و تاخر نهیں هوتا — اس کو مثال دیکر سمجهانا بلا شبهه مشکل هے مگر اس طرح پر سمجهه میں یا خیال میں آسکتا هے که اگر جسطرح اُن الفاظ کے نقوش کو آئینه کے سامنے رکهنے سے وه سب معاً بلا تقدم و تاخر آئینه میں منقش معلوم هوتے هیں اسي طرح الفاظ کے بهي بمعني مذکوره قایم في الذات هونے میں تقدم و تاخر لازم نهیں آتا — ذات باري کي نسبت هم ثابت کرچکے هیں که وه علة العلل تمام چیزوں کی هے جو هو چکیں اور هوتي هیں اور هونے والي هیں — اس لیئے ضرور هے که وه تمام چیزیں ذات باري میں قایم هوں اُن کے ظهور کے زمانه کے مختلف هونے اور تبدیل کیفیت و کمیت سے اُس چیز میں جو قایم فی الذات هے حدوث لازم نهیں آتا *

اس صورت میں قاضي عضد اور علامه سید شریف کا یهه کهنا که هر ایک حرف اُن حرفوں میں سے جنسے کلام خدا مرکب هو ایک حرف کے ختم هونے پر دوسرے حرف کا شروع هونا موقوف هے تو وه دوسرا حرف قدیم نهوا (الی آخره) صحیح نهیں رهتا اسلیئے که اس امر کا وقوع اُس وقت هوتا جبکه هم کلام خدا میں حرف اور آواز دونوں مانتے مگر جب هم کلام خدا میں آواز کو تسلیم نهیں کرتے تو نقص مذکوره لازم نهیں آتا *

آواز کي کوئي دوسری حقیقت بجز اس کے که هوا کي مدد اور زبان اور هونٹوں کي حرکت سے پیدا هوتي هے هم نهیں جانتے پس اُس کو بجنسه خدا کي صفت قرار دینا اور یهه خیال کرنا که خدا کے منهه سے بهي مثل همارے منهه کے ایک حرف دوسرے حرف کے بعد نکلتا هے بناء فاسد علی الفاسد هے — پهلے ایک غلط امر کو تسلیم کیا هے پهر اُس کي بنا پر دوسري غلطي قایم کي هے *

جبکه هم کسي پر خواه وه جبرئیل هو جو حسب اعتقاد جمهور مسلمین خدا اور انبیاء میں مثل ایلچي کے واسطه هے اور خواه وه خود نبي مبعوث هو جیساکه میرا خاص اعتقاد هے خدا کے کلام کا نازل هونا کهتے هیں تو اُس سے مراد یهه هوتي هے که خدا نے اُس کے دل میں بجنسه وه الفاظ جن کو بعد اُس کے وه تلفظ کریگا معه اُن کے معني کے جو مقصود

زبان زیرا که اگر گوش از زبان متمیز بودے سماع کلام بیچون حاصل نیامدے و شایان ارتباط مرتبهٔ بیچون نگشتے لایتصل عطایا الملک الا مطایاه غایة ما فی الباب آن معنی متلقی از راه روحانیت اخذ نموده بود ثانیا در عالم خیال که آن در انسان تمثال عالم مثال است بصورت حروف و کلمات مرتبه متمثل میگردد و آن تلقی و القا بصورت سماع و کلام لفظی مرتسم میشود چه هر معنی را دران عالم صورتے است اگرچه آن معنی بیچون بود اما ارتسام بیچون هم آنجا بصورت چون است که فهم و افهام بآن مربوط است که مقصود ازان ارتسام است و چون سالک متوسط در خود حروف و کلمات مرتبه می یابد و سماع و کلام لفظی احساس می نماید خیال میکند که این حروف و کلمات را از اصل شنوده است و بے تفاوت از انجا اخذ کرده نمی داند که این حروف و کلمات صور خیالیه آن معنی متلقی است و این سماع و کلام لفظی تمثال سماع و کلام بیچونی ، عارف تام المعرفت را باید که حکم هر مرتبه را جدا سازد و یکی را بدیگرے ملتبس نگرداند پس سماع و کلام این اکابر که بمرتبه بیچونی مربوط است از قبیل تلقی و القاء روحانی است و این کلمات و حروف که تعبیر ازان معنی متلقی بآن می نماید از عالم صور مثالیه ، و گروهے که گمان برده اند که ما حروف و کلمات را ازان حضرت جل سلطانه استماع می نمائیم دو فریق اند یکی ازان دو فریق که احسن حال اند میگویند که این حروف و کلمات حادثه مسموعه دال اند بران کلام نفسی قدیم و فریق دیگر اطلاق قول بسماع کلام حق جل شانه می نماید و همین حروف و کلمات مرتبه را کلام حق میدانند جل و علا و فرق نمیکنند درمیان آنکه لایق بشان او تعالی کدام است ، و کدام است که شایان جناب قدس او نیست سبحانه و هم الجهال البطال لم یعرفوا ما یجوز علی الله سبحانه عما لا یجوز علیه تعالی سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم الحکیم والصلوة والسلام علی خیر البشر و آله و اصحابه الاطهر •

متعلق صفحه ۲۳۹

اس صفحه کي بائيسوين سطر کے بعد اس عبارت کو پڑهنا چاهيئے

کلام الهي کي نسبت جو کچهه خدا نے همارے دل میں ڈالا هے بعينه وه وهي هے جو حضرت مولانا و مرشدنا حضرت شيخ احمد سرهندي نقشبندي مجدد الف ثاني رحمةالله عليه کو القا هوا تها چنانچه اس باب ميں جو حضرت ممدوح نے لکها هے ذيل ميں مندرج هے *

حضرت ممدوح نے مکتوب نود و دوم جلد سوم ميں جو بنام فقير هاشم کشمي تحرير فرمايا هے اس طرح پر لکها هے — پرسيده بودند آنکه بعض عرفاء فرموده اند که ما کلام حق را مي شنويم و يا ما را با او تعالی مکالمه ميشود چنانچه از امام همام جعفر صادق رضي الله تعالی عنه منقول است که گفت مازلت أردد الاية حتى سمعتها من المتكلم بها — و نيز از رساله غوثيه که منسوب بحضرت شيخ عبدالقادر جيلي است قدس سره مفهوم ميگردد به چه معني است و تحقيق آن نزد تو چيست بدان ارشدک الله تعالی که کلام حق جل و علا در رنگ ذات حق و ساير صفات حق جل شانه بيچون و بيچگون است و سماع آن کلام نيز بيچون است زيرا که چون را به بيچون راه نيست پس اين سماع مربوط بحاسه سمع نباشد که سراسر چون است آنجا اگر از بنده استماع است بتلقي روحانيست که نصيبي از بيچوني دارد و بے واسطه حروف و کلمات است و نيز اگر از بنده کلام است هم بالقاء روحاني است بے حروف و کلمه و اين کلام نصيبي از بيچوني دارد که مسموع بيچون ميگردد يا آنکه گوئيم که کلام لفظي که از بنده صادر ميشود حضرت حق سبحانه تعالی آنرا نيز بسماع بيچوني استماع ميفرمايد و بے توسط حروف و کلمات و بے تقديم و تاخير آنرا ميشنود اذ لا يجري عليه تعالی زمان يسع فيه التقديم والتاخير و در ان موطن که از بنده سماع است بکليت سامع و اگر کلام است هم بکلية متکلم تمام گوش و تمام زبان است روز ميثاق ذرات مستخرجه قول الست بربکم را بے واسطه بکليت خود شنودند و بکليت خود جواب بلے گفتند تمام گوش بودند و تمام

اور وحی کی ہمنے موسی کی طرف کہ ڈال دے اپنی لاٹھي پھر وہ یکایک نگل جاویگی جو کچھہ اُنھوں نے دکھلاوا کیا ہی ۱۱۷

میں پیدا کیا ہی یا القا کیا ہی اور وہی لفظ بجنسہ نبی نے تلفظ کیئے ہیں پس گو اُس نبي کا اُن لفظوں کو تلفظ کرنا حادث ہو مگر وہ الفاظ معہ اُن کے معنی کے یا وہ معنی مفید جنکا تلفظ بجز اُنہي الفاظ کے نہیں ہوسکتا تھا قدیم اور کلام خدا ہیں اور یہي میرا اعتقاد قران مجید کی نسبت ہی کہ وہ بلحاظ معہ معانیہا قدیم و کلام خدا ہی اور خود خدا نے اپنا کلام پیغمبر خدا میں بلا واسطہ پیدا کیا ہی جیسا کہ میںنے کسي مقام پر کہا ہی —

ز جبریل امیں قران بہ پیغامے نمیخواہم * ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم

مگر پیغمبر خدا کا یا ہمارا اُن لفظوں کو تلفظ کرنا حادث ہی *

اس مضمون کو بذریعہ کسي مثال کے سمجھانا بلا شبہہ نہایت مشکل ہی مگر ہم ایک قریب ترین مثال سے اُس کو سمجھاتے ہیں — فرض کرو کہ ایک شخص کسي سبب سے بول نہیں سکتا مگر ایک اپني تحریر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی جس کو ہم پڑھتے ہیں پس گو اُس تحریر میں آواز نہیں ہی مگر جو لفظ مطابق اُس تحریر کے ہماري زبان سے نکلتے ہیں وہ لفظ بلا شبہہ اُسي کے ہیں جس نے اُن کو لکھا ہی اور ہم صرف اُن لفظوں کا تلفظ کرتے ہیں مگر در حقیقت وہ ہمارے لفظ نہیں ہیں — اور یہہ بھي نہیں کہہ سکتے کہ وہ لفظ بر وقت ہمارے تلفظ کے پیدا ہوئے ہیں *

ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ انبیاء اور اولیا کوئی عجیب آواز نہیں سنتے — سنتے ہونگے مگر وہ خدا کی آواز نہیں ہی بلکہ وہ اُس القا کا اثر ہی جو اُن پر ہوا ہی اور وہ اُنہی کے نفس کي آواز ہی جو اُنکے کان میں آئی ہی — وہ بیداري میں اسیطرح آواز کو سنتے ہیں جیسیکہ سونے میں خواب دیکھنے والا سنتا ہی — یا جیسیکہ بعضي دفعہ لوگوں کو جو کسی خیال میں مستغرق ہیں بغیر کسي بولنے والے کے کان میں آواز آتی ہی *

حضرت موسی اپنے مقام سے معہ اپنے گھر والوں کے مصر کو روانہ ہوئے — جو جو خیالات حضرت موسی کو نسبت اُن مشکلات کے ہونگے جو مصر میں پیش آنے والي تھیں — اور اپنی قوم کو فرعون کے ظلم سے نجات دینے کي مشکلات نے اُن کے دل کو کسقدر غمگین اور متفکر کیا ہوگا اور ان تمام حالتوں کے سبب اُنکو ذات باري میں کسقدر استغراق رہا ہوگا

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَاكَانُوا يَعْمَلُونَ ⑮

کیونکه ایسي مشکلات لاینحل کے حل کرنے میں بجز ذات باري پر بھروسه کے دوسرا کوئی بھروسه نه تھا — یہه تمام اسباب تھے حضرت موسی کو ذات باري میں کامل طور پر مستغرق هوجانے کے — اور فطرت نبوة جو خدا نے اُن میں پیدا کي تھي سب سے زیاده اس استغراق کا باعث تھي *

اتفاق سے وه رسته بھولے هوئے تھے جب اُنھوں نے ایک طرف آگ دیکھی تو اُس طرف گئے — جب اُس کے قریب پہونچے تو اُنھوں نے اُس جنگل کو پہچانا که وه تو وادي ایمن یا طوی هی جو پہلے سے نہایت مقدس اور مبرک اور خدا کي جگهه سمجھا جاتا تھا — دفعة اسباب کے معلوم هونے سے خدا کی طرف طبیعت کا ذوق اور خدا کا شوق بھڑک اوٹھا — اور اُن کے کان میں آواز آئي — یا موسی انی انا ربک — انه انا الله العزیز الحکیم — انی انا الله رب العالمین — فاخلع نعلیک انک بالوادي المقدس طوی — یہه آواز کسي بولنے والے کي نه تھی نه خدا کي آواز تھي کیونکه جیسا هم نے ابھي بیان کیا خدا کے کلام میں آواز نهیں هوتي — بے شک خدا نے یہه الفاظ جو کلام خدا تھے موسی کے دل میں ڈالے اور خود موسی کے دل کي آواز اُس کے کان میں آئي جو خدا کے پکارنے سے تعبیر کي گئي *

اُسي جوش دلي اور استغراق قلبي کا سبب تھا جس سے حضرت موسی کو اپني حیثیت کا ذهول هوا اور اپني حیثیت سے بڑه کر کہنے لگے — رب ارني انظر الیک — خدا نے جواب دیا نه اپني آواز سے اور نه کسي فاني جسم میں آواز ڈالنے سے بلکه خود موسی کے دل میں اپنا کلام ڈالنے سے که — لن ترانی — جہاں جہاں خدا اور موسی میں کلام هونے کا ذکر هی اُسکي یهي ماهیت هی — اور وکلم الله موسی تکلیما — کي یهي حقیقت هی هذا ما افهمني الله حقیقة کلامه العظیم وهو الهادي الی الصراط المستقیم *

دوازدهم — حقیقت تجلي الجبل

پہاڑ پر خدا کي تجلي هونے اور آگ کي صورت میں نزول فرمانے کي نسبت تفسیروں میں بہت کچھه بھرا هوا هی مگر قران مجید میں یہه واقعه نہایت صاف اور سیدھے لفظوں میں بیان هوا هی جس میں کچھه بھي پیچیده بات نهیں هی چنانچه سوره طه میں خدا نے فرمایا که کیا تجھه تک موسی کا قصه پہونچا هی — جبکه اُس نے آگ کو دیکھا پھر اپنے هر

و هل اتاک حدیث موسی — اذ راي نارا فقال لاهله امکثوا اني انست نارا — لعلي اتیکم منها بقبس او اجد علی النار هدی — فلما اتاها نودي یا موسی — اني انا ربک فاخلع

پھر ثابت هوگیا سچ اور غلط هوگیا جو کچھه که وه کرتے تھے (۱۱۸)

نعليک انک بالوادي المقدس طوى — ۲۰ — طه — ۸ — ۱۲

والوں سے کہا که ٹھہرو مجھکو آگ دکھائي دي هی شاید میں تمھارے لیئے اُس میں سے جلتي هوئي لکڑي لے آؤں یا اُس آگ پر کسي راه بتانے والے کو پاؤں — پھر جب موسی آگ کے پاس پھونچے اُسکو پکارا گیا یعني آواز آئي که اے موسی بے شک میں تیرا خدا هوں اپني جوتي پاؤں سے اُتار بے شک تو پاک میدان طوی میں هی *

یهي مضمون کسیقدر الفاظ کي تبدیل سے سوره نمل میں آیا هی که — جب موسی نے

اذ قال موسى لاهله اني انست نارا سآتيكم منها بخبر او آتيكم بشهاب قبس لعلكم تصطلون — فلما جاء ها نودى ان بورك من في النار و من حولها و سبحان الله رب العالمين — يا موسى انه انا الله العزيز الحكيم ۲۷ — نمل — ۷ — ۹

اپنے گھر والوں سے کہا که مجھکو آگ دکھائي دي هی میں اب وهاں سے تمھارے لیئے کوئي خبر لاتا هوں یا تمھارے لیئے جلتي لکڑي لاتا هوں تاکه تم تاپو — پھر جب موسی آگ کے پاس آیا تو آواز دی گئي که برکت دي گئي اُسکو جو آگ کے قریب هی (یعني موسی کو) اور اُس کو جو اُس کے گرد هی (یعني هارون کو جو موسی کے گھر کے لوگوں کے ساتھه تھے) اور پاک هی الله پروردگار عالمیں کا اے موسی ٹھیک بات یهه هی که میں هوں خدا زبردست حکمت والا *

فلما قضى موسى الاجل وسار باهله انس من جانب الطور نارا قال لاهله امكثوا اني انست نارا لعلي آتيكم منها بخبر او جذوة من النار لعلكم تصطلون — فلما اتاها نودي من شاطئ الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يا موسى اني انا الله رب العالمين — ۲۸ — قصص — ۲۹ و ۳۰

اور سوره قصص میں اس طرح فرمایا هی که — جب موسی مدین سے اپنے گھروالوں کو لیکر غالباً مصر کے جانے کے قصد سے روانه هوا تو اُس نے طور کی جانب آگ دیکھي اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا که ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا هی شاید میں وهاں سے تمھاري کوئي خبر یا کچھه تھوڑي سي آگ لاؤں تاکه تم تاپو پھر جب موسی آگ کے پاس آئے تو مبارک میدان کے کناره سے مبارک جگھه میں درخت کي طرف سے آواز دي گئی که اے موسی بے شک میں الله هوں پروردگار عالموں کا *

ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارني انظر اليک

اور سوره اعراف میں یوں آیا هی که — جب موسی هماري مقرر کي هوئي جگھه میں آیا اور اُس کے پروردگار

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا و خر موسی صعقا — فلما افاق قال سبحانک تبت الیک و انا اول المومنین — ۷ سورہ اعراف — ۱۳۹ — و ۱۴۰

نے اُس سے کلام کیا تو موسی نے کہا اے پروردگار اپنے تئیں مجھکو دکھلا دے خدانے کہا کہ تو مجھے ندیکھیگا مگر اس پہاڑ کی طرف دیکھہ پھر اگر تو اپنی جگہہ پر قایم رہے تو تو مجھکو بھی دیکھہ لیگا — پھر جب اُس کے پروردگار نے پہاڑ کے لیئے تجلی کی تو اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور گرپڑے موسی بیہوش ھوکر — پھر جب ھوش آیا تو کہا کہ پاک ھی تو معافی مانگتا ھوں تجھسے اور میں پہلا ایمان والوں میں ھوں *

اگر اُن قصوں اور کہانیوں سے قطع نظر کی جاوے جو یہودیوں نے اسکی نسبت بنا لی ھیں اور اُنکی کتابوں میں مندرج ھیں اور جنکی پیروی کرکے ھمارے ھاں کے مفسروں نے اُنہی قصوں کو مختلف طرح پر اپنی تفسیروں میں بھر دیا ھی اور صرف قرآن مجید کی آیتوں پر غور کیا جاوے تو ان آیتوں سے مندرجہ ذیل امور پائے جاتے ھیں *

۱ — موسی نے جو آگ دیکھی تھی حقیقت میں وہ آگ ھی تھی نہ خدا تھا اور نہ خدا کا نور اور نہ ھرے سبز درخت میں سے وہ آگ روشن ھوئی تھی اور درخت نہیں جلتا تھا جیسا کہ لوگ خیال کرتے ھیں بلکہ صرف بات اسقدر تھی کہ درحقیقت حضرت موسی نے پہاڑ کی جانب آگ جلتی ھوئی دیکھی — رستہ پر آگ جلانا پرانی قوموں کا دستور تھا — رات کا وقت اور موسم سردی کا تھا اور جنگل میں حضرت موسی رستہ بھی بھول گئے تھے اُنہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں وھاں جاتا ھوں یا وھاں کوئی شخص رستہ بتانے والا مل جاویگا — یا میں تمہارے لیئے وھاں سے کوئی جلتی ھوئی لکڑی لے آؤنگا جس سے تم تاپنا تاکہ سردی سے بچو *

یہہ واقعہ کوہ سینا یا کوہ طور کے قریب موسی پر گذرا تھا جبکہ وہ مدین سے اپنے گھر کے لوگوں کو لیکر مصر کو جاتے تھے — ھم نے سورہ بقر کی تفسیر میں † اسبات کو کامل تحقیقات سے ثابت کردیا ھی کہ طور سینا آتشیں پہاڑ تھا اُس میں سے جو لو نکلی ھوگی اُسکو حضرت موسی نے دیکھکر یہہ بات کہی کہ میں نے آگ دیکھی ھی وھاں سے کوئی خبر یا تھوڑی سی آگ لیکر آتا ھوں *

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۷ —

پھر اُس جگہہ وہ مغلوب ہوگئے اور اُلٹے پھرے ذلیل ہوکر (۱۱۶)

---

۲ — ان آیتوں سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ھی کہ جو آواز موسیٰ کو وہاں آئی یا جو کلام خدا نے موسیٰ سے کیا اُسکو اُس آگ سے کچھہ تعلق نہ تھا — سورہ طہٰ اور سورہ نمل میں بیان ہوا ھی کہ جب حضرت موسیٰ آگ کے پاس آئے تو اُنکو آواز دی گئی — نہ وہاں یہہ بیان ہوا ھی کہ آگ نے آواز دی نہ یہہ بیان ہوا ھی کہ آگ میں سے آواز آئی باوجودیکہ آگ کا ذکر وہاں موجود ھی اور پھر نودی صیغہ مجہول کا آیا ھی جس سے ثابت ہوتا ھی کہ اُس آواز یا کلام کو آگ سے کچھہ تعلق نہیں تھا — مثلاً ایک شخص دریا میں سے پانی بھرنے جاوے اور وہ لکھے کہ جب میں دریا کے قریب پہونچا تو مجھہ کو پکارنے کی آواز آئی — اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ ضرورہ مستولا دریا میں سے وہ آواز آئی — اسی طرح جب حضرت موسیٰ آگ کے قریب پہونچے تو اُن کے کان میں آواز آئی — پس اُس بات کا قرار دینا کہ وہ آواز آگ میں سے آئی تھی کسی طرح قرآن مجید سے نہیں پایا جاتا *

علاوہ اسکے سورہ قصص میں بیان ہوا ھی کہ مبارک جنگل کے کنارہ سے ایک درخت کی طرف سے وہ آواز آئی تھی اور یہہ آیت نص صریح اثبات کی ھی کہ آگ میں سے آواز نہیں آئی تھی *

سورہ قصص کی آیت میں آواز کا آنا من الشجرۃ بیان ہوا ھی لفظاً اس سے خاص درخت میں سے آواز کا آنا نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اس آیت میں خود خدا نے جانب کے معنی کی تصریح کردی ھی جہاں فرمایا ھی من جانب الطور — اور اُسی تصریح پر من شاطی الواد الایمن — ای من جانب الشاطی الواد الایمن — من الشجرۃ ای من جانب الشجرۃ محمول کیا جاتا ھی — اور یہہ خیال کرنا کہ یہہ شجر وہ شجر تھا جس میں آگ روشن ہوئی تھی اور درخت سبز کا سبز تھا اور نہیں جلتا تھا اور حضرت موسیٰ نے اسی سبز درخت میں آگ دیکھی تھی یہودیوں کی کتابوں کی کہانیاں اور بے ثبوت قصے ھیں قرآن مجید سے مطابق ثابت نہیں ھی — سورہ یسین میں جو آیا ھی کہ من الشجر الاخضر نارا — اُسکو حضرت موسیٰ کے قصہ سے کچھہ بھی تعلق نہیں ھی *

۱ — تجلی للجبل کی نسبت بہت تھوڑی گفتگو کرنی ھی حضرت موسیٰ نے یہہ کہا — رب ارنی انظر الیک — اسکی تفصیل سورہ بقر میں بیان ہوچکی ھی † کہ کس حالت

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ —

وَ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۰﴾

اول میں حضرت موسی نے یہہ ناممکن خواہش خدا سے کی تھی اُسکا جواب خدا کی طرف سے بجز — لن ترانی — کے اور کچھہ نہیں ہوسکتا تھا — مگر جو کہ خدا کا وجود اُسکی تمام مخلوقات سے اور خصوصاً ایسی مخلوق سے جو لوگوں کی آنکھہ میں زیادہ تر عجیب ہیں ثابت ہوتا ہی اس لیئے خدا نے حضرت موسی کو اُس عجیب مخلوق کی طرف متوجہہ کیا جو اُنکے قریب موجود تھی اور جس سے خدا کی شان و قدرت ظاہر ہوتی تھی — یعنی اُس آتشفشاں پہاڑ کی طرف جو روشن ہونا شروع ہوا تھا اور جسکی لو کو حضرت موسی دیکھہ کر آگ لینے دوڑے تھے مگر جب وہ پہاڑ بھڑکا اور گرجا اور اُسکے پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اوڑے تو حضرت موسی غش کھاکر گرے — پھر جب ہوش ہوا تو اُس سوال سے توبہ کی اور کہا انا اول المومنین *

تجلی خدا کی اُسکی تمام مخلوق میں موجود ہی جیسا کہ ہم نے سورہ بقر میں بیان کیا ہی † پس — فلما تجلی ربہ للجبل — کے معنی یہہ ہیں کہ — فلما ظہر شان ربہ وکمال قدرتہ علی الجبل استرھب موسی و خرصعقا *

سیزدہم — بیان کتابت فی الالواح

یہہ لوحیں پتھر کی تختیاں ہیں جن پر وہ احکام کھدے ہوئے تھے جو بنی اسرائیل کے لیئے خدا نے دیئے تھے توریت میں ایک جگہہ لکھا ہی کہ جب خدا نے موسی کو سب احکام بتا دیئے تو موسی نے اُن تمام حکموں کو جو خدا نے دیئے تھے لکھہ لیا — (سفر خروج باب ۲۴ ورس ۴) اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت موسی کو لکھنا آتا تھا — دوسری جگہہ لکھا ہی کہ — خدا نے موسی سے کہا کہ میرے پاس پہاڑ پر آ تاکہ پتھر کی لوحیں اور توریت اور اور احکام جو میں نے لکھے ہیں تجھکو دوں تاکہ بنی اسرائیل کو تعلیم کرے (سفر خروج باب ۲۴ ورس ۱۲) اور ایک اور مقام پر لکھا ہی کہ — جب خدا موسی سے بات چیت کرچکا تو لوحیں شہادت کی یعنی پتھر کی لوحیں

قال یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی فخذ ما آتیتک و کن من الشاکرین و کتبنا لہ فی الالواح من کل شئی موعظة و تفصیلا لکل شئی فخذ ھا بقوة وأمر قومک یاخذوا باحسنھا ساُوریکم دار الفاسقین —

سورہ اعراف — ۴۱ و ۴۲

و لما رجع موسی الی قومہ غضبان اسفاقال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم و

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۸ —

اور گرا دیئے گئے ساحر سجدہ کرتے ہوئے ۱۱۷ بولے کہ ہم ایمان لائے عالموں کے پروردگار پر ۱۱۸

القى الالواح واخذ براس اخيه يجره اليه — ولما سكت عن موسى الغضب اخذ الالواح وفى نسختها هدى و رحمة للذين هم لربهم يرهبون — ۷ — سورۃ اعراف — ۱۴۹ - ۱۵۳ —

جو خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تھیں موسی کو سپرد کیں — (سفر خروج باب ۳۱ ورس ۱۸) — اور ایک جگہ پھر لکھا ہے کہ — چالیس دن رات پہاڑ پر رہنے کے بعد خدا نے دو پتھر کی لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں موسی کو دیں اور جو کچھ خدا نے پہاڑ میں بنی اسرائیل کے سرداروں سے آگ کے بیچ میں سے کہا تھا لکھا گیا تھا — (سفر توریۃ مثنی باب نہم ورس ۱۰ و ۱۱) بعد اس کے جب حضرت موسی ان لوحوں کو لیکر آئے اور ہارون پر خفگی ہونیکی حالت میں انکو پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گئیں تو خدا نے موسی کو حکم دیا کہ — اپنے لیئے پتھر کی دو لوحیں پہلی لوحوں کی برابر بناوے اور میرے پاس پہاڑ میں لے آ اور اپنے لیئے لکڑی کا ایک صندوق بنا — جو کلمات کہ پہلی لوحوں پر لکھے ہوئے تھے وہ میں پھر ان لوحوں پر لکھ دونگا — موسی نے ایسا ہی کیا اور خدا نے پہلی تحریر کے موافق ان دس کلموں کو جو خدا نے بنی اسرائیل سے پہاڑ پر آگ کے بیچ میں سے کہے تھے لکھدیئے اور لوحیں موسی کو دیدیں موسی نے احتیاط سے انکو صندوق میں رکھ چھوڑا — (سفر توریۃ مثنی باب ۱۰ ورس ۱ لغایت ۵) — یہ بات ہر کوئی تسلیم کرتا ہے کہ خدا کی شان اور اسکے تنزہ سے بعید ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ یا اپنی انگلی سے مثل ایک سنگتراش کے پتھر پر عبارت کندہ کرے یہودی اور عیسائی اور وہ تمام لوگ بھی جو ایسے واقعات کو ہمیشہ ایک عجیب پیرایہ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں ان لفظوں کے جو توریت میں ہیں ظاہری معنی نہیں لیتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان لفظوں سے یہ مراد ہے کہ خدا کی قدرت سے وہ کلمات اسپر کھد گئے تھے — تمام حالات سے اور اس طرز بیان سے جو توریت میں آیا ہے بخوبی پایا جاتا ہے کہ وہ لوحیں خود حضرت موسی نے بنائی تھیں اور جو احکام خدا نے انکو دیئے تھے وہ خود حضرت موسی نے انپر کندہ کیئے تھے *

ہمارے علماء مفسرین نے اسبات پر بحث کی ہے کہ وہ لوحیں کس چیز کی تھیں اور کے تھیں بعضوں نے کہا دس تھیں بعضوں نے کہا سات تھیں کسی نے کہا زمرد کی تھیں کسی نے کہا کہ سبز زبرجد کی اور سرخ یاقوت کی تھیں — حسن نے کہا کہ لکڑی کی تھیں جو آسمان پر سے اتری تھیں اور وہب کا قول ہے کہ وہ سخت پتھر کی تھیں

وقال وهب كانت من صخرة صماء لينها الله لموسى عليه السلام (تفسیر کبیر)

رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ۱۱۹

انکو خدا نے موسی کے لیئے نرم کردیا تھا *

بہر حال وہ لوحیں کسی چیز کی ہوں وہ چنداں بحث کے قابل نہیں ہی جو امر بحث طلب ہی وہ یہہ ہی کہ اُن پر لکھا کس نے تھا ہمارے علماء نے درحقیقت اس میں سکوت اختیار کیا ہی اگرچہ بعضوں کا قول ہی کہ جبرائیل نے لکھا تھا مگر تفسیر کبیر میں قول فیصل یہہ لکھا ہی کہ آیت کے لفظوں سے کتابت فی الالواح کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی پس اگر اور کسی قوی دلیل سے اُس کی کیفیت معلوم نہو تو سکوت کرنا چاہیئے *

واما كيفية الكتابة فقال ابن جريج كتبها جبرئيل بالقلم الذي كتب به الذكر واستمد من نهر النور واعلم انه ليس في لفظ الآية ما يدل على كيفية تلك الالواح وعلى كيفية تلك الكتابة فان ثبت ذلك التفصيل بدليل منفصل قوي وجب القول به والا وجب السكوت عنه (تفسير کبیر)

میں یہہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ آیت کے لفظوں سے یہہ بات یقینی معلوم ہوتی ہی کہ خدا تعالی اُن لوحوں کا کاتب نہ تھا کیونکہ تمام قران مجید میں لفظ “کتبنا” کا جہاں آیا ہی اُس سے خدا کی نسبت فعل کتابت کی مراد نہیں لیگئی بلکہ مقرر کرنے فرض کرنے کے معنی لیئے گئے ہیں چنانچہ “کتبنا علیہم” کے ہر جگہہ سب علماء نے یہی معنی قرار دیئے ہیں “علی” اور “لہ” جو کتابت کے صلہ میں آتا ہی اُس سے کچھہ تغیر معنی میں نہیں ہوتا — بلکہ “فی” کے صلہ میں آنے سے بھی کچھہ تغیر واقع نہیں ہوتا چنانچہ سورہ انبیاء کی ایکسو پانچویں آیت میں یہہ الفاظ آئے ہیں “ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون” یہہ بات ظاہر ہی کہ زبور کا لکھنا یعنی فعل کتابت کسی نے بھی خدا کی طرف منسوب نہیں کیا پس اسکے معنی یہی ہیں کہ “فرضنا فی الزبور” پس قران مجید کی کوئی آیت اسبات پر اشارہ بھی نہیں کرتی کہ اُن لوحوں کا کاتب خدا تھا — بلکہ جس طرح خدا تعالی کبھی بندوں کے اور اشیاء کے بعض افعال کو اپنی طرف نسبت کرتا ہی اسطرح بھی فعل کتابت الواح کا خدا نے اپنی طرف منسوب نہیں کیا *

اب رہی یہہ بات کہ پھر اُن پر کسنے لکھا تھا حضرت موسی کے سوا وہاں اور کوئی لکھنے والا نہ تھا — وہب نے جو یہہ کہا ہی کہ وہ سخت پتھر کی لوحیں تھیں خدا نے موسی کے لیئے اُنکو نرم کردیا تھا — اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہب کے نزدیک بھی حضرت موسی ہی اُنکے لکھنے والے تھے *

موسی و هارون کے پروردگار پر ۱۱۹

حضرت موسی ایک مہینہ میں واپس آنے کا اقرار کرکے پہاڑ پر گئے تھے اُنکو جو مہینہ بھر عبادت میں مشغول رہنے کا حکم ہوا وہ اُسکو میعاد عطائے احکام سمجھے حالانکہ احکام اُسکے بعد ملنے کو تھے چنانچہ دس روز میں وہ احکام ملے یا اُنکے لکھنے میں دس دن لگ گئے غرضکہ چالیس دن رات ہوگئے خدا نے جو احکام اُنکو وحی سے بتائے تھے اُنہوں نے چاہا کہ اُنکو پتھر کی لوحوں میں کندہ کرلیں اور بنی اسرائیل کو جاکر دکھلائیں — وعدہ سے دس دن زیادہ لگ جانے سے بنی اسرائیل کو اُن کے واپس آنے کی توقع جاتی رہی اور اُنہوں نے اپنے لئے بطور دیوتا کے بچھڑا بنا لیا اور اُسکی پوجا کرنے لگے *

چہار دہم — اتخاذ عجل

بچھڑا بنانے کا کچھہ مختصر سا ذکر ہم نے سورہ بقر کی تفسیر میں لکھا ہی مگر اس مقام پر اُسکے متعلق خاص باتوں سے بحث کرنی چاہتے ہیں اور اول اُن آیتوں کو لکھتے ہیں جنسے وہ بحث متعلق ہی *

خدا نے سورہ اعراف میں فرمایا ہی — اور بنایا موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے پہاڑ پر جانے کے بعد اُنکے گہنوں سے بچھڑا مجسم کہ اُس کے لئے آواز ہی یعنی اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی *

اور سورہ طٰہٰ میں فرمایا ہی کہ — اے موسیٰ کیا چیز تجھکو تیری قوم سے چھوڑ کر ایسی جلدی لے آئی — موسیٰ نے کہا کہ وہ لوگ میری پیروی پر ہیں اور میں جلد چلا آیا تیرے پاس تاکہ تو راضی ہو — خدا نے کہا کہ بے شک میں نے تیری قوم کو تیرے پیچھے آفت میں ڈالا ہی اور سامری نے اُسکو گمراہ کیا ہی — پھر لوٹ آیا موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا ہوا غمگین — کہا اے میری قوم کے لوگوں کیا تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا — کیا تم پر لمبی مدت گذر گئی یا تم نے یہہ چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو پھر تم نے میرے وعدہ کے برخلاف کیا — اُنہوں نے کہا کہ ہم نے

واتخذ قوم موسی من بعده
من حليهم عجلا جسدا له خوار
الم يروا انه لايكلمهم ولايهديهم
سبيلا — ۷ — سورہ اعراف — ۱۴۶
وما اعجلك عن قومك ياموسى
قال هم اولاء على اثري وعجلت
اليك رب لترضى قال فانا قد
فتنا قومك من بعدك واضلهم
السامري فرجع موسى الى قومه
غضبان اسفا قال يا قوم الم يعد
كم ربكم وعدا حسنا افطال عليكم
العهد ام اردتم ان يحل عليكم
غضب من ربكم فاخلفتم موعدي
قالوا ما اخلفنا موعدك بملكنا
ولكنا حملنا اوزارا من زينة القوم
فقذفناها فكذلك القى السامري
فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار
فقالوا هذا الهكم واله موسى فنسي
افلايرون الا يرجع اليهم قولا ولا

قال فرعون امنتم به قبل ان اذن لكم

يملك لهم ضرا ولا نفعا ولقد قال لهم هارون من قبل يا قوم انما فتنتم به وان ربكم الرحمن فاتبعوني واطيعوا امري قالوا لن نبرح عليه عاكفين حتى يرجع الينا موسى قال يا هارون ما منعك اذ رايتهم ضلوا الا تتبعن افعصيت امري قال يا بنؤم لا تاخذ بلحيتي ولا براسي اني خشيت ان تقول فرقت بين بني اسرائيل ولم ترقب قولي قال فما خطبك يا سامري قال بصرت بما لم يبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وكذلك سولت لي نفسي — ۲۰ سورة طه ۱۵ لغايت ۹۱ —

اپنے اختیار سے تیرے وعدہ کے برخلاف نہیں کیا ولیکن ہم سے فرعون کی قوم کے گہنوں کا بوجھہ اوتھوایا گیا پھر ہم نے اُسکو پھینک دیا اور اسیطرح سامری نے ڈالدیا (آگ میں) پھر اُس نے اُنکے لیئے ایک بچھڑا ڈہالا مجسم کہ اُسکے لیئے آواز تھی یعنی اُس میں سے آواز بھی نکلتی تہی — پھر اُن لوگوں نے کہا کہ یہہ تمہارا پروردگار اور موسی کا پروردگار ہی پھر موسی بھول گیا ہی — کیا اُنہوں نے نہیں دیکہا کہ وہ پھر کر اُنکی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ اُسکے اختیار میں اُنکے لیئے ضرر پہونچانا ہی نہ فائدہ — بے شک اس سے پہلے ہارون نے اُن سے کہا تہا کہ اے میری قوم تم اُسکے سبب سے آفت میں پڑے ہو اور بے شک تمہارا پروردگار خدا ے مہربان ہی پھر تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کو بجا لاؤ اُنہوں نے کہا کہ ہم تو اسیکے گرد بیٹھے رہینگے جب تک پھر ہمارے پاس موسی آوے — جب موسی آئے تو اُنہوں نے کہا اے ہارون کس چیز نے تجھکو اسبات سے روکا کہ جب تونے اُنکو گمراہی میں دیکھا تو تو میری پیروی کرے کیا تونے میرے حکم کی نافرمانی کی — ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) تم میری ڈاڑھی اور میرے سرکے بال مت پکڑو بے شک میں اسبات سے ڈرا کہ تم یہہ نہ کہو تونے تفرقہ ڈال دیا بنی اسرائیل میں اور میری بات کو نگاہ نرکھا — موسی نے کہا اے سامری تیرا کیا حال ہی اُس نے کہا کہ مجھے ایسی بات سوجھی جو کسیکو وہ نہ سوجھی تھی پھر میں نے رسول کے نقش قدم سے (یعنی حضرت موسی کے نقش قدم سے جبکہ وہ پہاڑ کو جاتے تھے) مٹی کی مٹھی بھرلی پھر اُسکو بچھڑے میں میں نے ڈالدیا اور اس طرح میرے نفس نے مجھکو دھوکا دیا ٭

قران کے لفظ ہم نے اس مقام پر لکھے ہیں اور اُنکا مطلب بھی جو صاف صاف قران کے لفظوں سے نکلتا ہی لکھدیا یا اب ہمارے عجایب پرست مفسروں نے اُسپر لغو و بیہودہ قصوں پر قصے باندہ دیئے ہیں — پہلے تو یہہ قرار دیا کہ اُس بچھڑے میں اسی طرح کی آواز تھی جس طرح کہ سچ مچ کی اور خدا کی پیدا کی ہوئی بچھڑے میں آواز ہوتی ہی —

فرعون نے کہا کہ تم ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمکو اجازت دوں

پھر ضرور ہوا اُسکا کوئی سبب بھی قرار دیں اسلئے " الرسول " کے لفظ سے تو جبرئیل مراد لیئے — " بصرت " سے دیکھہ معنی لیئے کہ سامری نے جبرئیل کو دیکھا تھا اور اَور کسی نے نہیں دیکھا تھا اور وہ کہاں عین اُسوقت جبکہ بحر احمر سے بنی اسرائیل گذر رہے تھے اور فرعون تعاقب میں تھا اور فرعون کے لشکر اور بنی اسرائیل کے لشکر کے درمیان میں جبرئیل آگئے تھے اُسوقت سامری نے اُنکو دیکھا اور پہچان لیا اور نہایت دور اندیشی سے اُنکی یا اُنکے گھوڑے کے (کیونکہ بعض مفسرین کے نزدیک اُسوقت جبرئیل گھوڑے پر چڑھے ہوئے تھے) پاؤں تلے کی مٹی اوٹھالی کہ کسیوقت کام آویگی اور یہاں اُسکو کام میں لایا اور بچھڑے کے منھہ میں ڈالدی وہ سچ مچ کے خدا کے پیدا کیئے ہوئے بچھڑے کی مانند بولنے لگا *

ان خرافات و لغویات کا کچھہ ٹھکانا ہی کیسے جبرئیل وہ کہاں تھے کیسا سمندر کہاں کی بات کہاں لی دوڑے سمندر میں جبرئیل کا آنا کیسا اُنکا گھوڑے پر سوار ہونا کیسا اللہ کے رسول یعنی موسی وہاں موجود تھے جنکی طرف صاف اشارہ ہی ہمارے مفسرین خدا اُنکو بخشی اُنکو چھوڑ کر سمندر میں جا ڈوبے *

ایک لفظ بھی قران مجید کا اسبات پر دلالت نہیں کرتا کہ اُس بچھڑے میں سچ مچ کی اور خدا کے پیدا کیئے ہوئے بچھڑے کی مانند آواز تھی بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سامری نے اُس بچھڑے کو اس طرح بنایا تھا کہ اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی ہزاروں جانور اب بھی کاریگر اس طرح سے بناتے ہیں کہ وہ اُڑتے ہیں ہلتے ہیں حرکت کرتے ہیں بولتے ہیں — سامری نے بھی اُس بچھڑے کو ایسی کاریگری سے بنایا تھا کہ اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کرنا ہمارے مفسروں کی عجایب پرستی اور یہودیوں کی تقلید کے سوا کچھہ نہیں ہی مذہب اسلام اور خدا کا کلام یعنی قران مجید ان سب لغویات سے پاک ہی *

یہی قول معتزلی عالموں کا بھی ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ —

وقال اکثر المفسرین من المعتزلة انه کان قد جعل ذلک العجل مجوفا و وضع فی جوفه الانابیب ویظهر منه صوت مخصوص یشبه خوار العجل وقال آخرون انه جعل ذلک التمثال اجوف وجعل

اکثر معتزلی مفسروں کا یہہ قول ہی کہ سامری نے وہ بچھڑا اندر سے کھوکھلا بنایا تھا اور اُس کے اندر نلیاں لگائی تھیں اُن سے آواز بچھڑے کی آواز کے مشابہ نکلتی تھی اور اَور مفسروں نے یہہ کہا کہ وہ مورت کھوکھلی تھی اور جہاں وہ بچھڑا کھڑا کیا گیا تھا اُس کے نیچے ایک ایسا مقام تھا

إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ

وتحته في الموضع الذي نصب فيه العجل من ينفخ فيه من حيث لا يشعر به الناس فسمعوا الصوت من جوفه كالخوار — قال صاحب هذا القول والناس قد يفعلون الآن في هذه التصاوير التي يجرون فيها الماء على سبيل الفوارات وما يشبه ذلك فبهذا الطريق وغيره اظهر الصوت من ذلك المثال ثم القى الى الناس ان هذا العجل الهكم واله موسى (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)

تاول الخبار على ان السامري صاغ عجلا وجعل فيه خروقا يدخلها الريح فيخرج منها صوت كالخوار و دعاهم الى عبادته فاجابوه وعبدوه — عن الجبائي وقيل انه احتال بادخال الريح كما يعمل هذه الالات التي تصوت بالحيل عن الزجاج والجبائي والبلخي (تفسیر مجمع البیان)

جہاں ایک شخص کھڑا ہوکر اُس میں پھونکتا تھا اور لوگ اُس کو نہیں جانتے تھے اُس کے پیٹ میں سے بچھڑے کی آواز کی مانند آواز سنتے تھے — اس قول کے قایل نے کہا کہ اب بھی لوگ اُن مورتوں میں جن میں پانی کے فوارے چھوٹتے معلوم ہوتے ہیں اور اسی قسم کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں ایسا ہی کرتے ہیں — پس اسی طرح اُس بچھڑے کی مورت سے آواز نکالی تھی پھر لوگوں کو بتایا کہ یہہ بچھڑا اُن کا خدا اور موسیٰ کا خدا ہی *

تفسیر مجمع البیان میں لکہا ہی کہ جبائی نے بچھڑے کی آواز کی نسبت بیان کیا ہی کہ سامری نے بچھڑا بنایا اُس کو اندر سے خالی رکھا اُس میں ہوا جاتی تھی پھر اُس سے بچھڑے کی آواز کی مانند آواز نکلتی تھی اور اُس نے لوگوں سے اُس کی پوجا کرنے کو کہا اُن لوگوں نے مان لیا اور اُس کی پوجا کی *

اور اُسی تفسیر میں زجاج اور جبائی اور بلخی کا قول ہی کہ سامری نے بچھڑے میں ہوا کے بھر دینے سے فریب کیا تھا جس طرح اس قسم کی چیزیں دھوکا دینے کے لیئے بنائی جاتی ہیں *

بات صرف اسقدر ہی کہ مصر میں رہنے سے بنی اسرائیل کے دل میں بت پرستی کا خیال جما ہوا تھا وہ چاہتے تھے کہ اُنکے لیئے کوئی دیوتا بنایا جاوے حضرت موسیٰ سے بھی اُنہوں نے چاہا تھا کہ اُنکے لیئے ایک دیوتا بناویں اُنہوں نے اُنکو دھمکا دیا جب وہ پہاڑ پر چلے گئے تو حضرت ہارون کا اُتنا خوف اُنکو نہ تھا اُنکے منع کرنے سے اُنہوں نے نمانا — مصر میں ایک دیوتا تھا جسکا نام ” نیوس “ تھا اور اُسکی صورت بچھڑے کیسی تھی اُسی صورت کا اُنہوں نے بچھڑا بنایا اور بنانے والے نے اُس میں ایسی ترکیب رکھی کہ اُس ترکیب سے بچھڑے میں آواز نکلتی تھی اور لوگوں کو دھوکا و فریب دینے کے لیئے حضرت موسیٰ کے پاؤں تلے کی مٹی حقیقتاً یا صرف دھوکا دینے کو اُس مٹی کو حضرت موسیٰ کے پاؤں تلے

بیشک یہہ ایک مکر ھی کہ تمنے کیا ھی اس شہر میں

کی مٹی بیان کرکے بچھڑے میں ڈالدی — خود قران مجید میں سامری کا قول منقول ھی کہ — کذلک سولت لی نفسی — یعنی اس طرح اُسکے نفس نے دھوکا دیا *

اس مقام پر قابل غور یہہ بحث ھی کہ بچھڑا بنانے والا کون تھا توریت میں لکھا ھی کہ خود حضرت ھارون بچھڑا بنانے والے تھے اور خود اُنہوں نے ھی بچھڑے کی پرستش کروائی — مگر جب ھم خود توریت کے مضامین پر خیال کرتے ھیں جس سے ثابت ھوتا ھی کہ خدا نے ھارون کو بھی برکت دی تھی اور تمام احکام جو خدا نے موسی کو دیئے تھے اُنکی حضرت ھارون ھی تعمیل کرتے تھے بلکہ حضرت موسی تو صرف نام ھی کے تھے خدا کے تمام احکام بذریعہ حضرت ھارون پورے ھوتے تھے تو ھم اسبات کو کہ حضرت ھارون اُس بچھڑے کے بنانے والے اور بت پرستی کی اجازت دینے والے تھے جیسا کہ توریت میں لکھا ھی صحیح تسلیم نہیں کرسکتے — یہہ بات ممکن ھی کہ یہہ بچھڑا اُس زمانہ میں بنایا گیا جبکہ حضرت موسی پہاڑ پر تھے اور حضرت ھارون کو تمام بنی اسرائیل پر سردار کرگئے تھے اور اُنکے عہد سرداری میں یہہ بچھڑا بنا اسلیئے حضرت ھارون کی طرف منسوب کیا گیا — مگر یہہ بات کہ خود حضرت ھارون اُسکے بنانے والے تھے کسی طرح صحیح متصور نہیں ھوسکتی *

قران مجید نے صاف صاف بتا دیا کہ حضرت ھارون نہیں بلکہ سامری اُسکا بنانے والا تھا — ھمارے مفسرین کی جیسی عادت ھی کہ تفسیروں میں رطب و یابس صحیح و غلط روایتیں بھر دیتے ھیں اسی طرح سامری کی نسبت بھی روایتیں بھر دی ھیں جن میں سے بعض میں کچھہ اصلیت بھی ھی مگر ٹھیک طور پر بیان نہیں کیں — اور بعضوں نے نہایت غلطی سے سامری خاص نام بنانے والیکا سمجھا ھی جو صریح غلط ھی *

عیسائی علماء نے یہہ بات چاھی ھی کہ قران مجید کی غلطی ثابت کریں مسٹر سلیتن نے کہا کہ در اصل ھارون اور سامری ایک ھی شخص ھی نعوذ باللہ آنحضرت صلعم نے غلطی سے اُنکو دو سمجھا ھی — سمر یا شامر عبری لفظ ھی اور اُسکے معنی محافظ کے ھیں اور جبکہ موسی پہاڑ پر گئے تھے تو ھارون بنی اسرائیل کے محافظ ھوئے تھے اور اسلیئے وھی شامر تھے *

مگر مسٹر سلیتن کا یہہ قیاس محض غلط ھی اسلیئے کہ اگر یہہ لفظ قران مجید میں اخذ کیا جاتا تو اُسکے ساتھہ یاے نسبت کسی طرح نہیں آسکتی تھی — اور اگر وہ علم

لَتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

یعني خاص شخص کا نام متصور هوتا تو أسپر الف لام نهیں آسکتا تها حالانکه قران مجید میں یاے نسبت اور الف لام دونوں موجود هیں یعني " السامري " آیا هی پس یهه دونوں خیال محض غلط هیں *

صحیح امر جسکو همارے مفسرین نے بهي بیان کیا هی یهه هی که بچهڑے کا بنانے والا سمارتن والوں کا ایک شخص تها جسکا نام بیان نهیں هوا پس " السامري " کے معنی یهه هیں که " رجل من الذین هم السامرة " مسٹر سیل نے اسپر یهه اعتراض کیا هی که أس زمانه میں سمارتن قوم موجود نه تهي بلکه أسکے بہت زمانه بعد وه قوم بني تهي *

مگر اس اعتراض میں بهي غلطي هی قران مجید کے الفاظ سے أس قوم کا أسوقت یهي نام هونا لازم نهیں آتا — بني اسرائیل کے باره سبط تهے اور سب ایک سلطنت کے ماتحت تهے مگر جب " رحبعام " حضرت سلیمان کا بیٹا بادشاه هوا تو بني اسرائیل کے دس سبط نے أس سے بغاوت کي " یاربعام " پسر نباط کو اپنا بادشاه بنایا أس نے اپنے ملک میں بمقام بیت ایل اور دان کے سونیکے بچهڑے بنائے (دیکهو اول سلاطین باب ۱۲ ورس ۲۸ و ۲۹) اور أنکي پرستش شروع کي — جبکه " عمري " أن لوگوں پر بادشاه هوا تو أس نے کوه شومرون کو أسکے مالک سے جسکا نام " شمر " تها خرید لیا اور وهاں شهر بنایا جو دارالخلافه هوگیا (دیکهو اول سلاطین باب ۱۶ ورس ۲۳ لغایت ۲۵) اور أسي سبب سے وه لوگ سمارتن یا شامري یا سامري مشهور هوئے اور وه قوم جس میں کے شخص نے بني اسرائیل کے لیئے بچهڑا بنایا تها قران مجید کے بہت پهلے سے سامري کے نام سے کهلاتي تهي — قران مجید میں السامري کهنے سے صرف یهه اشاره هی که أسکا بنانے والا أس قوم میں سے تها جنهوں نے آخرکار یاربعام کی اطاعت کرکے سونے کے بچهڑوں کي پرستش کي تهي اور جو لوگ سامري یعني سمارتن کے لقب سے مشهور هیں *

جو لوگ که توریت کے أن مقامات کو جو قران مجید کے بیان کے مخالف هیں قران مجید کی غلطي ثابت کرنے کو پیش کرتے هیں أنکو ایسي جرأت کرنے سے پهلے توریت کے تمام مضامین مندرجه کي صحت ثابت کرني چاهیئے — اور أنکو اسبات کا بهولنا نهیں چاهیئے که اب تک یهه بهي تحقیق نهیں هوا هی که موجوده توریت کس نے لکهي اور کب لکهي گئی خود توریت سے ثابت هوتا هی که أسکے مضامین یاد سے اور کچهه تحریروں سے اخذ کیئے گئے هیں اور بہت سي باتیں جو أس زمانه میں جبکه وه لکهي گئي یهودیوں میں

تاکہ اُس میں سے نکال دو اُس کے رہنے والوں کو پھر جلد تم جان لوگے ۱۲۰

مشہور یا مروج تھیں وہ بھی اُس میں داخل کی گئی ہیں اور جو مضامین اُس میں داخل ہیں وہ ایسے افسانہ آمیز ہیں کہ جب تک اُن افسانوں کو علاحدہ نکیا جاوے اصل واقعہ پر بھی کسی طرح یقین نہیں ہوسکتا — بشپ نیٹال نے جو کچھہ اُسکی نسبت لکھا ہی اُسکو بھی بھولنا نہیں چاہیئے پس یہہ امر کہ کوئی واقعہ جو توریت کے برخلاف ہو وہ صحیح نہیں ہی اُسکو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا — بلاشبہہ توریت میں احکام الہی بھی مندرج ہیں اور وہ " فیہا ہدی ونور " کہنے کے مستحق ہیں اور تاریخی واقعات بھی ہیں جو غلطی سے پاک نہیں *

پانزدہم — ستر آدمیوں کا منتخب کرنا

قران مجید میں ایک جگہہ یہہ بیان ہوا ہی کہ موسی کی قوم نے حضرت موسی سے کہا کہ ہم تجھپر ایمان نہیں لاوینگے جب تک کہ ہم کھلم کھلا خدا کو نہ دیکھہ لیں اور سورہ اعراف میں فرمایا ہی کہ موسی نے ستر آدمیوں کو خدا کے وعدہ کی جگہہ لیجانے کے لیئے منتخب کیا *

واذ قلتم یا موسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ و انتم تنظرون — سورہ بقر آیت ۵۲ —

حضرت موسی نے بھی بحالت نزول خدا سے کہا تھا کہ " رب ارنی انظر الیک " خدا نے جواب دیا تھا کہ " لن ترانی ولاکن انظر الی الجبل " — بنی اسرائیل نے بھی حضرت موسی سے کہا کہ ہمیں خدا کو دکھلادو حضرت موسی پر یہہ واقعہ خود گذر چکا تھا اور وہ جان چکے تھے کہ خدا کا دیکھنا محال ہی بلکہ صرف خدا کے وجود پر ایقان ہی خدا کا دیدار ہی — اور خدا کے وجود پر ایقان اُس کی عجایب مخلوقات پر غور و فکر کرنے اُس کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہی — خدا نے حضرت موسی کو بھی اُس عجیب ہیبت ناک آتشین پہاڑ کی طرف خدا پر ایقان لانے کے لیئے متوجہہ کیا تھا اسی طرح حضرت موسی نے بنی اسرائیل میں سے ستر آدمیوں کو خدا کی اُس قدرت کاملہ اور تجلی شان کے دیکھانے کو منتخب کیا تاکہ اُنکو بھی ایقان وجود باری عز اسمہ پر حاصل ہو *

واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا — سورہ اعراف آیت ۱۵۴

خدا کا دیکھنا دنیا میں نہ ان آنکھوں سے ہوسکتا ہی اور نہ اُن آنکھوں سے جو دل کی آنکھیں کہلاتی ہیں اور نہ قیامت میں کوئی شخص خدا کو دیکھہ سکتا ہی وہ بیچون و بیچگون ہی کسی حد و صورت میں آنے کے قابل ہی نہیں ہی پھر وہ کیونکر دنیا میں یا

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ

عقبی میں دکھائی دے سکتا هی — بہت سے عابد و زاهد دعوی کرتے هیں که هم نے ان آنکھوں سے دنیا هي میں خدا کو دیکھا هی — بہت سے کہتے هیں که ان آنکھوں سے نہیں بلکه دل کي آنکھوں سے دیکھا هی — اُنہوں نے دیکھا دکھایا کچھه نہیں بلکه خود اُنہي کا خیال یا ایقان هی جو اُنہوں نے دیکھا هوگا — عقبی میں بھي اگر خدا کا دیکھنا تسلیم کیا جاوے تو وه بھي خدا کا دیکھنا نہوگا بلکه خود اُنهي کا ایقان اُنکو دکھائي دیگا نه خداے بیچون و بیچگون و بے مثل و بے نمون *

علماے ظاهر جو اس مسئله کي حقیقت نہیں سمجھتے صرف لفظوں پر بحث کیا کرتے هیں وه اس مسئله کي حقیقت کے سمجھنے کے لایق هي نہیں هیں — هاں علماے ربانی جنہوں نے اپنے نفس پر اور انسان کے نیچر پر غور کي هی اُنکي سمجھه اس مسئله کي نسبت علماے ظاهري کي سمجھه سے زیاده اعتبار کے قابل هی اور اُن میں سے بھي بالتخصیص اُنکے جو باوجود علم باطني کے علم ظاهري میں بھي بہت بڑا درجه کمال کا رکھتے تھے — اس مسئله کي تحقیق میں مرشدنا و مولانا عالم رباني حضرت شیخ احمد سرهندي نقشبندي مجدد الف ثاني رحمةالله علیه نے جو کچھه فرمایا هی بجنسه اس مقام پر لکھا جاتا هی *

حضرت ممدوح قدس سره نے جلد سوم مکتوب نودم میں جو بنام فقیر هاشم کشمی لکھا هی اور جس میں در باب کیفیت مشاهده قلب عرفا حق جل و علا کو سوال کیا گیا تھا اس طرح ارقام فرمایا هی — " پرسیده بودند که بعضی از محققان صوفیه اثبات رویة و مشاهده او تعالی بدیده دل در دنیا میفرمایند کما قال الشیخ العارف في کتابه العوارف — موضع المشاهدة بصرالقلب الخ و شیخ ابو اسحق کلابادي قدس سره که از قدماے این طایفه علیه است و از روساے ایشاں در کتاب تعرف می آرد اجمعوا علي انه تعالی لایری في الدنیا بالابصار ولا بالقلوب الامن جهة الایقان توفیق میان این دو تحقیق چیست و راے تو بر کدام و اجماع باوجود اختلاف بچه معنیست بداں ارشدک الله تعالی که مختار این فقیر در این مسئله قول صاحب تعرف است قدس سره و میداند که قلوب را در این نشاه ازاں حضرت جل سلطانه غیر از ایقان نصیبی نیست آں را رویة انگارند یا مشاهده و چوں قلب را رویة نبود ابصار را چه بود که او درین نشاه در این معامله بیکار و معطل است غایة مافی الباب معني ایقاني که قلب را حاصل شده است در عالم مثال بصورت رویة ظاهر می شود و موقن به بصورت

بے شک میں کاٹ ڈالونگا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں برخلافی سے

مرئي چه در عالم مثال هر معني را صورتیست مناسب و چون در عالم شهادت کمال یقین در رویه است آن ایقان نیز بصورت رویه در مثال ظاهر می گردد وچون ایقان بصورت رویة ظاهر شود متعلق آن که موقن به است ناچار بصورت مرئی آنجا ظاهر گردد وچون سالک آنرا در مرآت مثال مشاهده می نماید از توسط مرآت ذاهل گشته و صورت را حقیقت دانسته می انگارد که حقیقت رویه آنرا حاصل گشته است و مرئي پیدا آمده نمی داند که آن رویت صورت ایقان اوست و آن مرئي صورت موقن به او — این از اغلاط صوفیه است و از التباس صور بحقائق — و همین دید چون غالب می آید راز باطن بظاهر می تراود سالک را در توهم می اندازد که رویت بصری نیز حاصل گشت و مطلوب از گوش به آغوش آمد نمیداند که حصول این معني چون در اصل که بصیرت است نیز معني در توهم وتلبیس است نه بصر که دریں نشاۂ فرع او است چه رسد و رویت آنرا از کجا حاصل شود در رویت قلبي جم غفیر از صوفیه در وهم افتاده اند و حکم بوقوع آن کرده و در رویت بصري مگر ناقصی ازین طائفه در توهم وقوع آن افتاده باشد که مخالف اجماع اهل سنت و جماعت است شکر الله سعیهم *

سوال موقن به را چون صورتی در مثال پیدا شد لازم آمد که حق را سبحانه آنجا صورت بود *

جواب تجویز نموده اند که حق را سبحانه هرچند مثل نیست اما مثال است و روا داشته اند که در مثال بصورتی ظهور فرماید چنانچه صاحب فصوص قدس سره رویت اخروی را نیز بصورت جامعه لطیفه مثالیه مقرر ساخته است و تحقیق این جواب آنست که آنصورت موقن به صورت حق نیست سبحانه در مثال بلکه صورت مکشوف صاحب ایقان است که ایقان او بآن تعلق گرفته است و آن مکشوف بعض وجوه و اعتبارات ذات حق است سبحانه نه ذات حق جل و علا لهذا چون معامله عارف بذات میرسد جل سلطانه این قسم تخیلات پیدا نمی شود و هیچ رویت و مرئي متخیل نمیگردد چه ذات اقدس سبحانه را در مثال صورتی کائن نیست تا آنرا بصورت مرئی وا نماید و ایقان آنرا بصورت وا نماید یا آنکه گوئیم درعالم مثال صور معاني است نه صورت ذات و چون عالم بتمامه مظاهر اسماء و صفات است واز ذاتیة بهره ندارد چنانچه تحقیق آنرا در مواضع متعدده نموده ایم پس ناچار بتمامه از قسم معاني باشد و در مثال آنرا صورتی کائن بود و در تمثالات و چوبي هرجا

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۲۱ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۲۲ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝۱۲۳ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ۝۱۲۴ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۲۵

صفت و شان است که دوام بذات دارد از قبیل معاني است که اگر انرا درمثال صورتے بود ولو بالنقص گنجایش دارد اما ذات اورا سبحانه حاشا که در مرتبه از مراتب صورت بود چه صورت مستلزم تحدید و تقیید است در هر مرتبه که باشد مجوز نیست مراتب همه که مخلوق اویند سبحانه کجا گنجایش دارند که خالق را محدود و مقید سازند هر که تجویز مثال در آن حضرت جل شانه نموده است باعتبار وجوه و اعتبارات است نه باعتبار عین ذات تعالی و هرچند تجویز مثال در وجوه و اعتبارات حضرت ذات تعالی هم بوین فقیر گران است مگر انکه در ظلی از اظلال بعیده ان تجویز نموده آید ازین بیان واضح گشت که درعالم مثال ارتسام صور معاني و صفات را کائن است نه ذات تعالی را پس آنچه صاحب فصوص تجویز رویت اخروي بصورت مثالیه نموده است چنانچه گذشت ان رویت حق نیست تعالی بلکه رویت صورت حق هم نیست سبحانه چه اورا سبحانه صورتے نیست تا رویت بان تعلق پیدا کند و اگر در مثال صورتے هست ظلی از اظلال بعیده اورا کائن است پس رویت ان رویت حق چرا باشد سبحانه شیخ قدس سره درنفی رویت حق جل و علا از معتزله و فلاسفه هیچ کم پایئي نمیکند بلکه اثبات رویت بر نهجی مینماید که مستلزم نفي رویت است و آن ابلغ درنفي است از صریح نفي لان الکنایة ابلغ

پھر ضرور تمکو سولي دیدونگا تم سب کو (۱۲۱) اُنھوں نے کہا بے شک ھم اپنے پروردگار کے پاس پھر جانے والے ھیں (۱۲۲) اور تو ھمکو سزا نہیں دیتا مگر اس پر کہ ھم ایمان لائے ھیں اپنے پروردگار کي نشانیوں پر جبکہ وہ آئیں ھمارے پاس اے ھمارے پروردگار ھمکو صبر سے بھر دے اور مار ھمکو مسلماني میں (۱۲۳) اور کہا قوم فرعون کے سرداروں نے کہ کیا تو چھوڑ دیگا موسی کو اور اُس کي قوم کو تاکہ ملک میں فساد کریں اور تجھکو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں (فرعون نے) کہا کہ ابھي ھم اُن کے بیٹوں کو (یعني مردوں کو) مارڈالیں گے اور اُن کي عورتوں کو ھم زندہ رکھینگے اور بے شک ھم اُن پر غالب ھیں (۱۲۴) موسی نے اپني قوم سے کہا کہ خدا سے مدد چاھو اور صبر کرو بے شک تمام زمین اللہ کي ھی اُس کا وارث کرتا ھی اپنے بندوں میں سے جس کو چاھتا ھی اور اخیر کو بھلائي پرھیزگاروں کے لیئے ھی (۱۲۵)

من التصریح قضیه مقرره است این قدر فرق است که مستند اجتهادات عقل شان است و مستند شیخ کشف بعد از صحت مانا که اینك غیر تامه متفلسفان که در مسئله شیخ نشسته بودن کشف اورا نیز درین مسئله از صواب منحرف گردانیده است ومائل بمذهب شان ساخته چون از اهل سفسطه بود صورت اثبات نموده است و بآن اکتفا کرده و از را روایت انگاشته ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا و تحقیق این مسئله چنانچه که در حل بعض از مواضع کتاب عوارف نوشته است بتحریر یافته است وانچه از اجماع پرسیده بودند تواند بود که تا انوقت خلافی که شایان اعتداد باشد بظهور نیامده باشد یا اجماع مشائخ عصر خود خواسته باشد والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال — انتهی *

یھي ایک بات تھي جسکا اس مقام پر لکھنا تھا باقي حالات اس واقعہ کے تفسیر سورۃ بقر میں بیان ھوچکے ھیں *

شانزدھم ذکر استسقاے قوم موسی — ھفدھم سایہ کرنا ابر کا
ھیزدھم من وسلوی کا اُترنا — نوزدھم دخول باب

ان چاروں امور کي نسبت ھم نے سورۃ بقر کي تفسیر میں بالاستیعاب بحث کي ھی اب ان پر دوبارہ بحث کرنے کي ضرورت نہیں — من شاء فلینظر الیه *

قالوا أوذينا من قبل أن تأتينا ومن بعد ما جئتنا قال
عسى ربكم أن يهلك عدوكم ويستخلفكم في الأرض فينظر
كيف تعملون ﴿۱۲۶﴾ ولقد أخذنا آل فرعون بالسنين
ونقص من الثمرت لعلهم يذكرون ﴿۱۲۷﴾ فإذا جاءتهم الحسنة
قالوا لنا هذه وإن تصبهم سيئة يطيروا بموسى ومن معه
ألا إنما طئرهم عند الله ولكن أكثرهم لا يعلمون ﴿۱۲۸﴾ وقالوا
مهما تأتنا به من آية لتسحرنا بها فما نحن لك بمؤمنين ﴿۱۲۹﴾
فأرسلنا عليهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم
آيت مفصلت فاستكبروا وكانوا قوما مجرمين ﴿۱۳۰﴾ ولما
وقع عليهم الرجز قالوا يموسى ادع لنا ربك بما عهد
عندك لئن كشفت عنا الرجز لنؤمنن لك ولنرسلن معك
بني إسرائيل ۔ فلما كشفنا عنهم الرجز إلى أجل هم بلغوه
إذا هم ينكثون ﴿۱۳۱﴾ فانتقمنا منهم فأغرقنهم في اليم بأنهم
كذبوا بآيتنا وكانوا عنها غفلين ﴿۱۳۲﴾ وأورثنا القوم الذين

اُنھوں نے کہا کہ ہم کو ایذا دیگئی اس سے پہلے کہ تو ہمارے پاس آوے اور اُسکے بعد بھی کہ تو ہمارے پاس آیا — (موسی نے) کہا کہ قریب ہی کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کرے اور ملک میں تمکو جانشین کرے پھر دیکھے کہ کس طرح تم عمل کرتے ہو ۱۲۶ اور بے شک ہم نے گرفتار کیا فرعون کے لوگوں کو قحط میں اور پھلوں کے نقصان ہونے میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ۱۲۷ پھر جب آئی اُنکے پاس نیکی کہنے لگے کہ ہمارے لیئے یہہ ہی — اور جب اُنکو برائی پہونچی تو بدشگنی ٹہرائی موسی اور اُسکے ساتھیوں کی — جان لے کہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ اُنکی بدشگنی اللہ کی طرف سے ہی و لیکن اُن میں سے بہت سے نہیں جانتے ۱۲۸ اور اُنھوں نے موسی سے کہا کہ تو کتنی ہی نشانیاں ہمارے پاس لاوے تاکہ اُن سے ہم پر جادو کردے پھر ہم تجھہ پر ایمان نہیں لاوینگے ۱۲۹ پھر ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈیاں اور پسو اور مینڈک اور خون کی نشانیاں جدا جدا بھیجیں پھر اُنھوں نے سرکشی کی اور وہ قوم تھی گنہگار ۱۳۰ اور جب پڑی اُن پر آفت تو اُنھوں نے کہا اے موسی ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے جس طرح تجھکو حکم دیا ہی دعا کر — اگر تو ہم پر سے اس آفت کو دور کردیگا تو ہم تجھہ پر ایمان لے اوینگے اور ہم تیرے ساتھہ بنی اسرائیل کو بھیجدینگے — پھر جب ہم نے اُن پر سے آفت کو ایک معین وقت تک جس میں وہ پہونچنے والی تھی دور کردیا تو پھر وہ اپنا اقرار توڑ دیتے تھے ۱۳۱ پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا پھر ہم نے اُنکو سمندر میں ڈبو دیا — اسلیئے کہ وہ جھٹلاتے تھے ہماری نشانیوں کو اور اُن سے غافل تھے ۱۳۲ اور ہم نے وارث کیا اُس قوم کو جو

كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (١٣٧)
وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ
عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (١٣٨) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ
بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (١٣٩) قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ
فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (١٤٠) وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ
وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (١٤١) وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى
ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا
تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (١٤٢) وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ
رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ

ضعیف گني جاتي تهي — زمین کي مشرقوں اور اُس کي مغربوں کا جس زمین میں هم نے برکتیں رکهي هیں — اور پورا هوا اچها وعده تیرے پروردگار کا بني اسرائیل پر اسلیئے که اُنهوں نے صبر کیا اور هم نے خراب کردیا اُسکو جو کیا تها فرعون اور اُسکي قوم نے اور اُسکو جسے اُنهوں نے چڑهایا تها ۱۳۷ اور پار اوتار دیا هم نے بني اسرائیل کو سمندر سے پهر وه پهونچے ایک قوم کے پاس جو اپنے بتوں کے گرد بیٹهي رهتي تهي (یعني اُنکي پوجا کرتے تهے) بني اسرائیل نے کها اے موسی همارے لیئے بهي ایسے هي معبود بنادے جیسیکه اُنکے معبود هیں — موسی نے کها که بے شک تم لوگ جهالت کرتے هو ۱۳۸ اس میں کچهه شبهه نهیں که یهه لوگ هلاک هونے والے هیں جس میں که وه هیں اور باطل هے جو کچهه که وه کرتے هیں ۱۳۹ موسیٰ نے کها که کیا میں چاهونگا خدا کے سوا تمهارے لیئے کوئي اور معبود — اور اُسي نے تمکو بزرگي دي هے عالموں پر ۱۴۰ اور (یاد کرو) جبکه هم نے تمکو چهوڑایا فرعون کے لوگوں سے تمکو وه پهونچاتے تهے برا عذاب — مار ڈالتے تهے تمهارے بیٹوں کو اور زنده رکهتے تهے تمهاري عورتوں کو — اور اس میں تمهارے لیئے تمهارے پروردگار کي جانب سے بڑي آزمایش تهي ۱۴۱ اور وعده کیا هم نے موسی سے تیس رات کا (که پهاڑ پر اکر خدا کي عبادت کرے جب توریت دي جاویگي) اور هم نے دس راتیں میں † اُسکو پورا کیا پهر پورا هوا مقرر کیا هوا وقت اُسکے پروردگار کا چالیس رات میں — اور (پهاڑ پر جاتے وقت) موسی نے اپنے بهائي هارون سے کها که میري قوم میں میرا جانشین هو اور اصلاح کے کام کریو اور مفسدوں کے طریقه کي پیروي نکریو ۱۴۲ اور جب موسی آیا همارے مقرر کیئے هوئے مقام پر اور اُس سے کلام کیا اُسکے پروردگار نے — موسی نے کها اے میرے پروردگار اپنے تئیں مجهے دکهادے تاکه میں تجهکو دیکهوں — خدا نے کها که تو مجهکو هرگز ندیکهه سکیگا ولیکن تو دیکهه

---

† ضمیر المونث في کلمة اتممناها عندنا راجع الی مصدر واعدنا وهو المواعدة کما في قوله تعالی اعدلوا هو اقرب للتقوی ۱۲ منه

إلى الجبل فإن استقر مكانه فسوف ترىني فلما تجلى ربه
للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا ﴿١٣٩﴾ فلما أفاق قال
سبحنك تبت إليك وأنا أول المؤمنين ﴿١٤٠﴾ قال يموسى
إني اصطفيتك على الناس برسلتي وبكلامي فخذ ما آتيتك
وكن من الشكرين ﴿١٤١﴾ وكتبنا له في الألواح من كل شيء
موعظة وتفصيلا لكل شيء فخذها بقوة وأمر قومك
يأخذوا بأحسنها سأوريكم دار الفسقين ﴿١٤٢﴾ سأصرف عن
آيتي الذين يتكبرون في الأرض بغير الحق وإن يروا كل
آية لا يؤمنوا بها وإن يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا ﴿١٤٣﴾
وإن يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا ذلك بأنهم كذبوا
بآيتنا وكانوا عنها غفلين ﴿١٤٤﴾ والذين كذبوا بآيتنا ولقاء
الآخرة حبطت أعمالهم هل يجزون إلا ما كانوا يعملون ﴿١٤٥﴾
واتخذ قوم موسى من بعده من حليهم عجلا جسدا له
خوار ألم يروا أنه لا يكلمهم ولا يهديهم سبيلا ﴿١٤٦﴾ اتخذوه

اس پہاڑ کي طرف پھر اگر پہاڑ اپني جگھہ پر ٹھہرا رہے تو تو بھي مجھے دیکھہ سکیگا — پھر جب تجلي کي اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر اُسکو کردیا ٹکرے ٹکرے اور گر پڑے موسی بیہوش ہوکر (۱۳۹) † — پھر جب ہوش آیا تو بولے پاک ہی تو میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں (۱۴۰) خدا نے کہا اے موسی میں نے اپنے پیغام دیکر اور اپني باتوں سناکر تجھکو لوگوں پر برگزیدہ کیا ہی پھر پکڑلے جو کچھہ کہ میں نے تجھکو دیا ہی اور ہو شکر کرنے والوں میں سے (۱۴۱) اور ہم نے لکھی اُسکے لیئے تختیوں میں ہر ایک چیز کي نصیحت اور ہر ایک چیز کي تفصیل پھر پکڑلے اُسکو زور سے اور اپني قوم کو حکم کر کہ پکڑیں (اُنکو) معہ اُنکي زیادہ اچھي نصیحتوں کے — (ورنہ) میں تمکو جلدي سے دکھلاؤنگا گھر فاسقوں کا (۱۴۲) البتہ ہم پھیر دینگے اپني نشانیوں سے اُنکو جو ناحق تکبر کرتے ہیں زمین پر اور اگر وہ دیکھیں کوئي نشاني تو اُسپر ایمان نہ لاویں — اور اگر وہ دیکھیں بھلائي کا رستہ تو نہ پکڑیں اُس رستہ کو بطور بھلائي کے رستہ کے (۱۴۳) اور اگر دیکھیں گمراہي کا رستہ تو اُسکو پکڑیں بطور بھلائي کے رستہ کے — یہہ اسلیئے کہ اُنہوں نے جھٹلایا ہماري نشانیوں کو اور وہ تھے اُن سے غافل (۱۴۴) اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماري نشانیوں کو اور آخرت کے ملنے کو جھڑ گئے اُنکے لچھن یعني نابود ہوگئے اُنکے عمل — کیا وہ بھلائي پاوینگے — مگر اُسي کا بدلا جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے (۱۴۵) اور بنایا موسی کي قوم نے موسی کے (پہاڑ پر جانے کے) بعد اپنے گہنوں سے بچھڑا مجسم کہ اُس میں بچھڑے کي سي آواز تھي — کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ اُن سے بات کرتا ہی اور نہ اُنکو کسي رستہ کي ہدایت کرتا ہی (۱۴۶) اُنہوں نے اُسکو (معبود) کرلیا اور وہ

---

† ہوالله — تاب یک جلوۂ نیاورد نہ موسی و نہ طور
این دام ہست کہ این گونہ ہزاران دید است

وكانوا ظلمين ﴿۱۴۷﴾ ولما سقط في أيديهم ورأوا أنهم قد ضلوا
قالوا لئن لم يرحمنا ربنا ويغفر لنا لنكونن من الخسرين ﴿۱۴۸﴾
ولما رجع موسى إلى قومه غضبان أسفا قال بئسما
خلفتموني من بعدي أعجلتم أمر ربكم وألقى الألواح
وأخذ برأس أخيه يجره إليه قال ابن أم إن القوم
استضعفوني وكادوا يقتلونني فلا تشمت بي الأعداء ولا
تجعلني مع القوم الظلمين ﴿۱۴۹﴾ قال رب اغفر لي ولأخي
وأدخلنا في رحمتك وأنت أرحم الرحمين ﴿۱۵۰﴾ إن
الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في
الحيوة الدنيا وكذلك نجزي المفترين ﴿۱۵۱﴾ والذين
عملوا السيات ثم تابوا من بعدها وآمنوا إن ربك من
بعدها لغفور رحيم ﴿۱۵۲﴾ ولما سكت عن موسى الغضب
أخذ الألواح وفي نسختها هدى ورحمة للذين هم لربهم
يرهبون ﴿۱۵۳﴾ واختار موسى قومه سبعين رجلا لميقاتنا

ظالم تھے ۱۴۷ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کے کاٹنے سے پشیمان ہوئے اور جانا کہ بے شک وہ
گمراہ ہوگئے تو بولے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم اور ہمکو معاف نکرے تو بے شک ہم ہونگے
نقصان پانے والوں میں ۱۴۸ اور جب پھرا موسی (پہاڑ پر سے) اپنی قوم کی طرف غصہ
میں بھرا ہوا — افسوس کرتا ہوا (تو ہارون سے) کہا کہ میرے پیچھے تم نے بہت ہی
بری میری جانشینی کی کیا جلدی کی تم نے اپنے پروردگار کے حکم کی اور ڈالدیا تختیوں
کو اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اُسکو اپنی طرف کھینچنے لگا — ہارون نے کہا اے
میرے ماں جائے بے شک قوم نے مجھکو عاجز سمجھا اور قریب تھا کہ مجھکو مار ڈالیں پھر
خوش مت کر میری اہانت سے میرے دشمنوں کو اور نہ شامل کر مجھکو ظالموں کی قوم
کے ساتھ ۱۴۹ موسی نے کہا اے میرے پروردگار معاف کر مجھکو اور میرے بھائی کو اور
داخل کر ہمکو اپنی رحمت میں اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہی ۱۵۰
بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود کرلیا اُنپر پڑیگا غضب اُنکے پروردگار کا اور ذلت دنیا
کی زندگی میں اور اسیطرح ہم بدلا دیتے ہیں افترا کرنے والوں کو ۱۵۱ اور جن لوگوں نے
برے عمل کیئے ہیں پھر اُسکے بعد اُس سے توبہ کی اور ایمان لے آئے بے شک تیرا پروردگار
اُسکے بعد معاف کرنے والا ہی رحم کرنے والا ۱۵۲ اور جب تھم گیا موسی کا غصہ لے لیا
تختیوں کو اور اُسکے لکھے ہوئے میں ہدایت تھی اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو اپنے
پروردگار سے ڈرتے ہیں ۱۵۳ اور چن لیا موسی نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہمارے وعدہ
کی جگہہ کے لیئے۔

فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ
وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ
تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ
لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ (۱۵۵) وَاكْتُبْ لَنَا فِي
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي
أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا
يُؤْمِنُونَ (۱۵۶) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي
يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰيةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ

---

[۱۵۷] — (يجدونه مكتوبا عندهم في التورية والانجيل) يهه ايک آيت هی جس ميں اشاره هی كه آنحضرت صلعم كے هونے كي بشارت توريت و انجيل ميں موجود هی — ميں نے آنحضرت صلعم كي بشارات پر ايک منفصل خطبه خطبات احمديه ميں لكها هی جس ميں موافق أصول اهل مذهب كے مقلدانه يعني بعد تسليم أن أمور كے جو عيسائي و مسلمان نسبت بشارات كے تسليم كرتے هيں بحث كي هی اور توريت و انجيل سے آنحضرت صلعم كي بشارات كو ثابت كيا هی — مگر ميں اپني اس تفسير ميں أس سے زياده دقيق أمور پر بحث كرنا اور بشارات كي حقيقت اور أس كا قوانين قدرت كے مطابق هونا بيان كرنا چاهتا هوں — مگر اس بحث كے ليئے به نسبت اس آيت كے سورة الصف كي آيت جهاں آيا هی " مبشرا برسول ياتي من بعدي اسمه احمد " زياده مناسب هی اسليئے انشاالله تعالى أس آيت كي تفسير ميں يهه پوري بحث لكهي جاويگي — اور اس مقام پر

پھر جب پکڑلیا اُنکو کپکپاھٹ نے موسی نے کہا اے میرے پروردگار اگر تو چاھتا تو اس سے پہلے ھي اُنکو اور مجھکو مار ڈالتا کیا تو ھمکو مار ڈالیگا اُس کے بدلے میں جو ھماري قوم کے بے وقوفوں نے کیا ھی — یہہ نہیں ھی مگر تیري طرف سے آزمایش — تو اُس (آزمایش) سے گمراہ کرتا ھی جسکو چاھتا ھی — اور ھدایت کرتا ھی جسکو چاھتا ھی — تو ھي ھمارا مالک ھی پھر بخشدے ھمکو اور ھم پر رحم کر اور تو سب سے اچھا بخشدینے والا ھی (۱۵۴) اور لکھدے ھمارے لیئے اس دنیا میں نیکي اور آخرت میں بے شک ھم نے رجوع کي ھی تیري طرف — خدا نے کہا کہ میں اپنے عذاب کو پہونچاتا ھوں جسکو چاھتا ھوں اور میري رحمت نے چھا لیا ھی ھر چیز کو — پھر میں اُسکو لکھدونگا اُن لوگوں کے لیئے جو پرھیزگاري کرتے ھیں اور زکات دیتے ھیں اور ایسے لوگوں کے لیئے جو ھماري نشانیوں پر ایمان لاتے ھیں (۱۵۵) جو کہ پیروي کرتے ھیں اُس رسول کي اُس ان پڑھ نبي کي جسکو وہ پاتے ھیں لکھا ھوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں — اُنکو حکم کرتا ھی

بلا کسي بحث کے توریت و انجیل کي وہ آیتیں لکھي جاتي ھیں جن میں آنحضرت صلعم کي بشارت لکھي ھی *

ابوالفرج مالطي یعني مالٹا کا رھنے والا جو ایک عیسائي عالم ھی اُس نے ایک کتاب عربي زبان میں لکھي ھی جسکا نام "تاریخ مختصرالدول" ھی اور وہ کتاب سنہ ۱۶۶۳ع میں اکسفورڈ میں چھپي ھی اُس کے صفحہ ۱۶۵ میں یہہ عبارت مندرج ھی *

وقد ادعي علماء الاسلاميين ورود ذكره في كتب الله المنزلة اما في التورية ففي آية — جاء الله من سينا و اشرف من ساعير واستعلن من جبل فاران — قالوا هذه اشارة الى نزول التوراة على موسى والانجيل على عيسى والقرآن على محمد — واما في الزبور ففي آية — يظهرالله من صهيون اكليلا محمودا — قالوا الاكليل رمز على الملك والمحمود على محمد — واما في الانجيل ففي آية — ان انا لم اذهب — الفار قليط لايجيئكم *

بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ

توریت سفر پنجم باب هژدهم آیت ۱۵ و ۱۸ میں یهه لکها هی — قایم کریگا تیرا معبود تیرے لیئے نبي تجهه میں سے تیرے بهائیوں میں سے مجهه سا اُسکو مانیو — اُنکے بهائیوں میں سے نبي تیرا سا قایم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منهه میں دونگا اور جو کچهه میں اُس سے کهونگا وه اُن سے کهدیگا *

بني اسرائیل کے بهائي نبي اسمعیل هیں جس سے اشاره آنحضرت صلعم کي طرف هی اور سوائے آنحضرت صلعم کے، کوئي دوسرا نبي موسی کي مانند نهیں هوا اور ان الفاظ سے که اپنا کلام اُس کے منهه میں رکهونگا قران مجید کے نازل کرنے کي طرف اشاره هی *

توریت سفر پنجم باب سي و سوم آیت ۲ میں لکها هی — اور کها خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پهاڑ سے ظاهر هوا اُسکے دهنے هاتهه میں شریعت روشن ساتهه لشکر ملایکه کے آیا *

کتاب حبقوق باب سوم آیت ۳ — آئیگا الله جنوب سے اور قدوس فاران کے پهاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چهپا دیا اُسکي ستایش سے زمین بهرگئي — فاران خاص مکه معظمه کے پهاڑوں کا قدیم نام هی پس ان دونوں آیتوں میں بني حجازي کا ذکر لکها هی *

سرود سلیمان باب پنجم کي دسویں آیت سے سولهویں آیت تک یهه ذکر لکها هی — میرا دوست نوراني گندم گون هزاروں میں سردار هی اُسکا سر هیرے کا سا چمکدار هی اُسکي زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالي هیں — اُسکي آنکهیں ایسي هیں جیسے پاني کے کنارے پر کبوتر — دوده میں دهلي هوئیں — نگینه کي مانند جڑي هوئیں خانه میں — اُسکے رخسارے ایسے هیں جیسے تختي پر خوشبودار پهول چهائي هوئي — اور چکلے پر خوشبو رگڑي هوئي — اُسکے هونٹ پهول کي پنکهڑیاں جنسے خوشبو ٹپکتي هی اُسکے هاتهه هیں سونے کے ڈهلے هوئے — جواهر سے جڑے هوئے — اُسکا پیٹ جیسے هاتي دانت کي تختي — جواهر سے لپي هوئي — اُسکي پنڈلیاں هیں جیسے سنگ مرمر کے ستون — سونےکي بیٹهکي پر جڑے هوئے — اُسکا چهره مانند مهتاب کے — جوان مانند صنوبر کے — اُسکا گلا نهایت شیریں — اور وه بالکل محمدیم (محمد) یعني بهت تعریف کیا گیا هی — یهه هی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیوں یروشلیم کے *

عبري زبان کے قاعده میں نام کو بهي بلحاظ تعظیم جمع بنا دیتے هیں جیسے بعل کو بعالیم — لیکن محمدیم کو اگر صفت هي تسلیم کیا جاوے تو بهي اُس سے آنحضرت صلعم

بھلائي کا اور انکو منع کرتا هی برائي سے اور حلال کرتا هی اُنکے لئے اچھي چيزيں اور حرام کرتا هی

کي طرف اشارہ هی *

کتاب حجي باب يازدهم آيت ۷ ميں لکھا هی که سب قوموں کو هلا دونگا — اور " حمدت " (احمد) سب قوموں کا آويگا اور اس گھر کو بزرگي سے بھر دونگا — کہا خداوند خلايق نے *

حمدت عبري لفظ ميں حرف تا مبالغه کے ليئے هی بمعني سب قوموں کا بہت بڑا محمود — اور اس عبري لفظ کے مقابله ميں احمد کا صيغه جو حمد کے مادہ سے نکلا هی بالکل درست آتا هی پس خواہ اُس لفظ کو صرف نام قرار دو خواہ صفت اس آيت ميں آنحضرت صلعم کا ذکر لکھا هی *

کتاب اشعياہ نبي باب بست و يکم آيت ۷ — اور ايک جوڑي سواروں کي ديکھي ايک سوار گدھے کا اور ايک سوار اونٹ کا اور خوب متوجه هوا *

حضرت اشعياہ نبي نے اپنے مکاشفه ميں دو نبيوں کے پيدا هونے کي خبر دي ايک کو گدھے کے سوار سے تعبير کيا هی جس سے حضرت عيسي مراد هيں کيونکه جب حضرت عيسي بيت المقدس ميں داخل هوئے تو وہ گدھے پر سوار تھے — دوسرے کو اونٹ کے سوار سے تعبير کيا هی جس سے آنحضرت صلعم مراد هيں کيونکه جب آنحضرت صلعم مکه معظمه ميں داخل هوئے هيں تو اونٹ پر سوار تھے *

انجيل يوحنا باب شانزدهم آيت ۷ — ميں تم سے سچ کہتا هوں که يه بہلا هی تمهارے ليئے که يہاں سے ميں چلا جاؤں کيونکه اگر ميں نجاؤں تو فار قليط (احمد) تمهارے پاس نه آويگا *

فار قليط اصل ميں يوناني لفظ نهيں هی بلکه در اصل کالدي زبان کا لفظ هی جو عبراني کي مانند زبان هی مسلمانوں ميں اسکا املا اور تلفظ عربي زبان کے موافق هی جو کالدي يا عبري زبان سے چنداں بعيد نهيں هی مگر حضرت يوحنا نے اپني انجيل يوناني ميں لکھي تھي اسليئے اس لفظ کا تلفظ اور املا يوناني زبان کے موافق لکھا تھا جو کالدي يا عبري زبان سے نهايت بعيد هی — معلوم هوتا هی که يوناني زبان ميں اسکا تلفظ مختلف طرح پر هوا اور اسي سبب سے قديم و جديد يوناني نسخوں ميں اسکا املا بھي مختلف طور پر لکھا گيا جسکے سبب تلفظ بھي اور معني بھي کسيقدر بدل جاتے هيں — مسلمان تو اس لفظ کا ترجمه موافق قديم يوناني تلفظ و املا کے احمد کرتے هيں — مگر اس زمانه کے عيسائي اُس قديم املا کو تسليم نهيں کرتے اور موافق جديد تلفظ و املا

عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ
عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴿۱۵۷﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کے اُسکے متعدد ترجمے کرتے ہیں *

نہایت قدیم عربي ترجمہ جو روم کبیر میں سنہ ۱۶۷۱ ع میں چھپا اُس میں تو اس لفظ کا ترجمہ ' فارقلیط ' ہي کیا ہی *

ایک عربي ترجمہ میں جو بطور خلاصہ چاروں انجیلوں کے فلارنس میں سنہ ۱۷۷۴ ع میں چھپا ہی اُس میں بھي اس لفظ کا فارقلیط ہي ترجمہ کیا ہی *

ایک عربي ترجمہ میں جو سنہ ۱۸۱۱ ع میں چھپا اُسکا ترجمہ "مسلي" کیا ہی یعني تسلي دہندہ — اور خاص اس آیت میں اُسکا ترجمہ ہي نہیں کیا بلکہ لفظ ' المعزي ' بطور اشارہ کے لکھا ہی *

اُس کے بعد جسقدر ترجمے فارسي اُردو کے چھپے ہیں اُن سب میں اُسکا ترجمہ تسلي دینے والا کیا گیا ہی *

لیکن اس املا کے تغیر و تبدل اور ترجموں یا معني کے اختلاف سے مسلمانوں کے اس دعوے میں کہ اس آیت میں آنحضرت صلعم کي بشارت ہی کچھہ فرق نہیں آتا - کیونکہ کسي بشارت میں اُس کا جسکي بشارت ہی خاص نام نہیں بتایا جاتا بلکہ اُسکي صفت بیان کي جاتي ہی پس اُس لفظ کے کُوئي صفتي معني لو وہ سواے آنحضرت صلعم کے اور کسي پر صادق نہیں آتے - کیونکہ حضرت عیسی کے بعد کوئي اور نبي موسی کي مانند سواے آنحضرت صلعم کے نہیں ہوا - قرآن مجید میں بھي خاص نام آنحضرت صلعم کا بیان نہیں ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کے اسم مبارک کي صفت ' احمد ' بیان ہوئی ہی یعني "یاتي من بعدي اسمہ احمد" اے اسمہ یحمد لان الفعل یجئي لمبالغۃ الفاعل والمفعول - بالفرض اگر اُس سے نزول روح القدس مراد ہو تو بھي حضرت عیسی کے بعد آنحضرت صلعم ہي پر نازل ہوئي ہی - کیونکہ حواریوں پر جیساکہ انجیلوں میں بیان ہی قبل اُس کے نازل

اُنپر بري چيزيں اور اوتارتا هے اُنپر سے اُنکا بوجهه اور (اوتارتا هے) طوقوں کو جو اُنپر تهے پهر جو لوگ اُسپر ايمان لائے- اُسکي تعظيم کي اور اُسکي مدد کي اور تابعداري کي اُس نور کي جو اُسپر اوتارا گيا هے وهي لوگ هيں فلاح پانے والے (۱۵۷) کهدے (اے پيغمبر) که اے لوگو بے شک ميں تم سب کے پاس الله کا پيغام لانے والا هوں (يعني الله کا رسول هوں) (۱۵۸) جسکے ليئے آسمانوں کي

هوچکي تهي *

انجيل لوقا باب بست و چهارم آيت ۴۹ — اور ديکهو ميں بهيجتا هوں وعده اپنے باپ کا تم پر ليکن تم ٹهرو شهر يروشليم ميں جب تک که عطا هو تم کو قوت اوپر سے *

روح القدس تو حواريوں پر آ چکي تهي اور يروشليم ميں ٹهرا رهنا يعني اُس کو معبد سمجهنا موقت تها اور وه تبديل هوگيا اُس کے مبعوث هونے پر جس نے کعبه کو معبد قرار ديا پس جس کے بهيجنے کا اس آيت ميں ذکر هے اس سے مراد آنحضرت صلعم هيں *

انجيل يوحنا باب يکم آيت بيس سے پچيس تک ميں لکها هے - اُسنے يعني حضرت يحيى نے اقرار کيا اور انکار نکيا اور اقرار کيا که ميں کرستاس يعني عيسى مسيح نهيں هوں اور اُنهوں نے پوچها اُس سے که پهر کون ؟ کيا تو الياس (يعني خضر) هے اور اُس نے کها ميں نهيں هوں — تو وه نبي هے ؟ اور اُس نے جواب ديا نهيں — تب اُنهوں نے اُس سے کها که کون هے تو تاکه هم جواب دے سکيں اُن کو جنهوں نے که همکو بهيجا هے — اپنے تئيں تو کيا کهتا هے ؟ اُس نے کها ميں هوں آواز اُس کي جوکه جنگل ميں چلاتا هے — سيدها کرو رسته خداوند کا جيساکه نبي اشعياه نے کها — اور وه جو بهيجے گئے تهے فروسي سے اور اُنهوں نے اُس سے پوچها اور اُس سے کها که تو کيوں اصطباغ کرتا هے ؟ جبکه تو نه کرستاس يعني عيسى مسيح هے اور نه الياس اور نه وه نبي *

حضرت يحيى سے يهوديوں نے الياس کو اسليئے پوچها که يهودي اُنکو زنده مانتے تهے مسيح کے آنے سے مقدم اور علاوه حضرت مسيح کے ايک اور نبي کے آنيکے متوقع تهے جن کو وه نبي کهکے پوچها پس وه سے آنحضرت صلعم کے سوا اور کسيکي طرف اشاره نهيں هوسکتا جسکي نسبت خدا نے موسى سے کها تها که ميں بني اسرائيل کے بهائيوں ميں سے مثل موسى کے ايک نبي پيدا کرونگا *

وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ۱۵۸ وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ
يَعْدِلُوْنَ ۱۵۹ وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا وَ اَوْحَيْنَا
اِلٰى مُوْسٰى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ
فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ
وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۱۶۰ وَ اِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَ كُلُوْا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۶۱ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۱۶۲ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ

اور زمين كي بادشاهت هي كوئي معبود نهيں بجز أسكے — جلاتا هي اور مارتا هي — پهر ايمان لاؤ الله پر اور أسكے رسول پر ' ان پڑهه نبي پر جو ايمان لاتا هي الله پر اور أسكے كلام پر — اور أسكي تابعداري كرو تاكه تم هدايت پاؤ ۱۵۸ اور موسیٰ كي قوم ميں سے ايك گروه هي كه سچائي سے هدايت كرتي هي اور أسكے ساتهه عدل كرتي هي ۱۵۹ اور هم نے أنهيں علاحده كرديئے باره قبيلے گروه گروه — اور هم نے وحي بهيجي موسیٰ كو جبكه أس سے أسكي قوم نے پاني پينے كو مانگا يهه كه مار اپنے عصا سے پتهر كو (يعني چال اپنے عصا كے سهارے سے اس پهاڑي پر) پهر پهوٹ بهے هيں أس پهاڑي سے چشمے — البته جان ليا هر شخص نے اپنے پاني پينے كي جگهه كو اور هم نے أن پر چها ديا بادل كو اور اوتارا هم نے أن پر من وسلوا كهاؤ پاكيزه چيزوں سے جو كچهه كه هم نے تمكو كهانيكو ديا هي وليكن وه اپنے پر آپ ظلم كرتے تهے ۱۶۰ اور جب أن سے كها گيا كه اس گانوں ميں رهو اور أس ميں سے كهاؤ جهاں چاهو اور كهو گناه جهاڑ دے اور دروازه ميں گهسو سجده كرتے هوئے ميں بخشدوں گا تمهاري خطائيں — اور زياده دينگے اچهے كام كرنے والوں كو ۱۶۱ پهر بدل دي أن ميں سے أن لوگوں نے جو ظالم تهے بات كو جو أنسے كهي گئي تهي دوسري بات سے' پهر هم نے بهيجي أن پر آسمان سے برائي بدلے ميں اسكے كه وه ظلم كرتے تهے ۱۶۲ اور أن سے پوچهه أس بستي كے حال سے جو دريا كے كناره پر تهي جب كه وه زيادتي كرتے تهے سبت كے دن (يهودي شنبه كو سبت كا دن خيال كرتے تهے) جبكه آتي تهيں

حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ
نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٣﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ
تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا
مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
بِهٖ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا
نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ وَ اِذْ تَاَذَّنَ
رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٦﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ
فِى الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ
وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٧﴾ فَخَلَفَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّ رِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا
الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ
اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

اُن کی مچھلیاں (یعنی اُنکے دریا کی مچھلیاں) اُن کے پاس اُنکے سبت کے دن جسکی تعظیم رکھتے تھے اور جس سبت کے دن کی وہ تعظیم نہیں رکھتے تھے اُنکے پاس نہیں آتی تھیں † اسطرح ہم نے اُنکی آزمایش کی اس لئیے کہ وہ نافرمان بردار تھے (١٦٣) اور جب کہا اُن میں سے ایک گروہ نے کیوں نصیحت کرتے ہو ایسے لوگونکو کہ اُنکو اللہ ہلاک کرنے والا اور اُنکو سخت عذاب کرنے والا ہی — اُنہوں نے کہا تاکہ ہم تمہارے پروردگار پاس عذر کرسکیں اور شاید کہ وہ پرہیزگاری کریں (١٦٤) پھر جب وہ بھول گئے جسکی اُنکو نصیحت کی گئی تھی ہم نے بچادیا اُن لوگوں کو جو برائی سے منع کرتے تھے اور پکڑلیا اُنکو جو ظلم کرتے تھے برے عذاب سے اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے (١٦٥) پھر جب اُنہوں نے اُن چیزوں کے چھوڑنے سے جو اُن کو منع کی گئی تھیں سرکشی کی تو ہم نے اُن کو کہا کہ ہوجاؤ بندر ذلیل ‡ اور جب کہدیا تیرے پروردگار نے کہ ضرور اُن پر مسلط کریگا قیامت کے دن تک اُسکو جو اُنکو سخت عذاب پہونچاتا رہے — بے شک تیرا پروردگار جلد عذاب کرنے والا ہی اور بے شک وہ ہی بخشنے والا مہربان (١٦٧) اور ہم نے جدا کردیں اُنکی گروہیں زمین میں — اُن میں سے اچھے بھی ہیں اور اُن میں ایسے نہیں بھی ہیں اور ہم نے اُنکا امتحان کیا بھلائیوں سے اور برائیوں سے تاکہ وہ (بری راہ سے) پھر آویں (١٦٨) پھر جانشین ہوئے اُن کے بعد ایسے جانشین کہ وارث ہوئے کتاب (یعنی توریت) کے — لیتے ہیں اس ناچیز (دنیا) کی دولت (یعنی خدا کی نسبت جھوٹی باتیں کہکر) اور کہتے ہیں کہ ہمکو بخشدیا جاویگا — اور اگر آوے اُنکے پاس دولت مثل اُسکے تو اُسکو لے لیتے ہیں — کیا اُن سے توریت میں جو وعدہ ہی نہیں لیا گیا — کہ نہ کہینگے اللہ کی نسبت بجز

---

† سبت کے دن یہودیوں کو شکار کھیلنا اور کوئی کام کرنا منع تھا جس سبت کی وہ تعظیم رکھتے تھے اور شکار کو نہ جاتے تھے مچھلیاں کنارہ پر کثرت سے آتی تھیں اور جس دن وہ سبت کی تعظیم توڑ دیتے تھے اور شکار کو جاتے تھے تو مچھلیاں ڈر جاتی تھیں اور کنارہ پر نہیں آتی تھیں —

‡ دیکھو تفسیر سورۃ بقر صفحہ ١١٨ و ١١٩ —

اَلْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٦٩﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ

---

(١٧١) — (و اذا اخذ ربک) اس آیت میں لفظ " آدم " سے حضرت آدم ابوالبشر کسي طرح مراد نہیں ہوسکتي کیونکہ آیت میں صاف لفظ " بني آدم " ھی اور پھر ' من ظہورہم ' اور ' ذریتہم ' میں ضمیر جمع کي بني آدم کي طرف راجع ھی — پس یہہ خیال مفسرین کا کہ بروز میثاق خدا تعالی نے حضرت آدم کي پیٹھہ میں سے تمام ذریات کو نکالا اور اُن سے اپنے خدا ہونے کا اقرار لیا قران مجید کے الفاظ کے مطابق نہیں ھی — نہ اس آیت میں روز میثاق کا ذکر ھی نہ کسي روز میثاق کا وجود اس سے پایا جاتا ھی ٭

مفسرین نے بعض حدیثوں پر جن میں بروز میثاق حضرت آدم کي پیٹھہ میں سے اُن کي ذریت کا نکالنا اور خدا ہونے کا اقرار لینا مذکور ھی استدلال کیا ھی مگر وہ حدیثیں صحیح نہیں ھیں نہ روایتا اور نہ درایتا ثابت ہوتي ھیں اس مقام پر خدا تعالی نے نہایت لطیف و دلچسپ طریقے اور بے انتہا فصیح کلام میں انسان کي فطرت کو بتلایا ھی — وہ فرماتا ھی کہ بني آدم کي اولاد کو پیدا کیا اور خود اُن کو اُن پر گواہ کیا کہ کیا میں

سمجھ کے — اور اُنھوں نے پڑھا ھی جو کچھہ اُسمیں (یعني توریت میں) ھی - اور آخرت کا گھر بہتر ھی اُن لوگوں کے لیئے جو پرھیزگاري کرتے ھیں - پھر کیا تم نہیں سمجھتے (١٦٨) اور جن لوگوں نے مضبوطي سے پکڑ لیا ھی کتاب کو اور قایم رکھا ھی نماز کو — بے شک ھم ضایع نہیں کرتے اجر نیکي کرنے والوں کا (١٦٩) اور جب ھم نے ھلادیا پہاڑ کو اُن کے اوپر گویا کہ وہ سائبان ھی اور اُنھوں نے گمان کیا کہ وہ اُن پر گرپڑیگا † — پکڑو جو کچھہ ھمنے تمکو دیا ھی زور سے اور یاد رکھو جو کچھہ کہ اُسمیں ھی تاکہ تم پرھیزگاري کرو (١٧٠) اور جبکہ لیا یعني پیدا کیا تیرے پروردگار نے بني آدم سے اُن کی پیٹھوں سے اُن کي ذریت کو اور خود اُنکو اُنکے اوپر گواہ کیا - کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ھوں — بولے کیوں نہیں ھم گواہ ھیں - تاکہ تم نکہو قیامت کے دن کہ بے شک ھم اس سے بے خبر تھے (١٧١) یا تم کہو کہ بات یہہ ھی کہ شرک کیا تھا ھمارے باپوں نے پہلے سے

تمھارا پروردگار نہیں ھوں سب نے کہا کہ کیوں نہیں - یہہ اشارہ اسبات کا ھی کہ خداتعالی نے فطرت انساني ایسي بنائي ھی کہ جب وہ خود اپني فطرت پر غور کرے اور اُس کو سوچے سمجھے تو وھي اُس کي فطرت خدا کے خدا ھونے پر گواھي دیتي ھی — اور " اشہد ھم علی انفسھم " کے صریح یہي معني ھیں اور " قالوا بلی " اُسي فطرت کی تصدیق ھی — اور یہہ صاف اس بات کي ھدایت ھی کہ ھر ایک انسان خدا پر ایمان لانے کو اپني فطرت کي رو سے مکلف ھی *

عجایب پسند مفسرین نے کچھہ ھي کہا ھو مگر علماء محققین یہي کہتے ھیں جو ھم نے کہا ھی — تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ جو لوگ صاحب نظر اور معقولي ھیں اُن کا قول اس آیت کي تفسیر میں یہہ ھی کہ اللہ تعالی نے نکالا ذریة کو اور وہ ذریة اولاد ھی جو اپنے باپوں کي پیٹھہ سے اس طرح نکلي ھی کہ وہ نطفہ تھے پھر اُن کو خدا نے اُن کي ماؤں کے

والقول الثاني في تفسير هذه الاية قول اصحاب النظر وارباب المعقولات انه تعالى اخرج الذرية و هم الاولاد من اصلاب ابائهم و ذلك الاخراج انهم كانوا نطفة

---

† دیکھو تفسیر سورۂ بقر صفحہ ١١٥ و ١١٦ =

وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

نَبَاَالَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ

فاخرجها الله تعالى في ارحام الامهات وجعلها علقة ثم مضغة ثم جعلهم بشرا سويا و خلقا كاملا ثم اشهدهم على انفسهم بما ركب فيهم من دلائل وحدانيته و عجايب خلقه و غرايب صنعه فبالاشهاد صاروا كانهم قالوا بلى و ان لم يكن هناك قول باللسان و لذلك نظاير منها قوله تعالى فقال لها و للارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طايعين و منها قوله تعالى انما امرنا لشىء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون — و قول العرب —

قال الجدار للوتد لم تشقني - قال سل من يدقني - فان الذي ورايي ما خلاني ورائي —

و قال الشاعر

امتلاء الحوض و قال قطني

فهذا النوع من المجاز و الاستعارات مشهور فى الكلام فوجب حمل الكلام عليه — تفسير كبير جلد ٣ صفحه ٣٢٢

پيٹ ميں نکال کر ڈالا پھر اُن کو علقه بنا پھر مضغه پھر اُن کو ٹھيک انسان بنايا اور پوري خلقت دى پھر خود اُن کو اُن پر گواه کيا اُن قوتوں سے جو اُس نے اُن ميں رکھي هيں اپني وحدانيت کي دليلوں کي اور اپني عجايب خلقت کي اور اپني نادر صنعت کى پس اس گواه کرنے سے اُن کي ايسي حالت هوئي که گويا اُنهوں نے کها که هاں کيوں نهيں گو که وهاں زبان سے يهه بات کهي نهيں تهي — اور حال کو قال سے تعبير کرنے کي بهت سي مثاليں هيں اُنهي مثالوں ميں سے خدا تعالى کا قول هى جب اُس نے آسمان اور زمين کو کها که آو خوشي سے يا ناخوشى سے دونوں نے کها که هم آئے خوشي سے اور يهه قول بهي اُسي کى مثال هى که همارا حکم کسى چيز کے ليئے جبکه اُس کے هونے کا هم اراده کرتے هيں اُسکو يهه کهنا هى که هو پهر وه هو جاتي هى — اور عرب کا قول هى که ديوار ميخ سے کهتي هى که کيوں مجهکو پهاڑتى هى — ميخ کهتى هى که پوچهه اُس سے جو مجهے ٹهوکتا هى بے شک جو ميرے پيچهے هى وه ميرا پيچها نهيں چهوڑتا — اور شاعر کا قول هى که حوض بهر گيا اور حوض نے کها که بس کافي هى مجهکو — اور اس قسم کے مجاز اور استعارے کلام عرب ميں مشهور هيں پهر ضرور هى اس کلام کو بهي اُسى پر حمل کرنا *

۝ — (و اتل عليهم نبا الذي اتيناه) اس آيت ميں جو لفظ آتيناه کا هى وه

اور هم ذريت تھے اُن کے بعد — پھر کیا تو همکو هلاک کرتا هی اُس کے بدلے میں جو کیا هی گمراهوں نے ١٧٣ اور اسیطرح هم تفصیل سے بیان کرتے هیں نشانیوں کو تاکہ وہ (گمراهي سے) پھر آویں ١٧٤ اور پڑھ اُن کے سامنے قصہ اُس شخص کا جسکے پاس هم لائے اپني نشانیاں پھر وہ نکل گیا اُن سے پھر پیچھا پکڑا اُسکا شیطان نے

غور طلب هی — صحاح جوهري میں لکھا هی کہ ' الاتیان المجیٔ ' یعني اتیان کے معني آنے کے هیں اور جب وہ متعدي کیا جاوے تو اُس کے معني لانے کے هوجاتے هیں چنانچہ صحاح میں هی کہ ' آتاہ اي اتابہ ومنہ قولہ تعالی آتنا غداءنا اي ائتنا بہ ' یعني آتاہ کے معني هیں اتابہ یعني متعدي کے جسکے معني هوئے لایا اُسکے پاس یا اُسکے سامنے اور قران مجید میں خدا نے فرمایا هی ' آتنا غداءنا ' یہہ متعدي هی اور اُسکے معني هیں لا همارے صبح کے کھانیکو همارے پاس — اور اُسکے معني دینے کے بھي آتے هیں جس سے کسي شی کا جسکو دي گئی هی اُس کے قبضہ میں هو جانا یا اُسکو اُسکا حاصل هوجانا اور مستقر هو جانا مفهوم هوتا هی مثلاً اگر هم کهیں کہ هم نے ایک اشرفي زید کو دي تو اس سے مفهوم هوتا هی کہ وہ اشرفي اُسکے قبضہ اور ملکیت میں هوگئي — اور جب یہہ کهیں خدا نے فلاں شخص کو علم دیا تو اُس سے یہہ مفهوم هوتا هی کہ علم اُسکو حاصل هوگیا اور اُسمیں مستقر هوگیا — پس اب بحث یہہ هی کہ ان دونوں معنوں سے یہاں کون سے معني مراد هیں — میں کهتا هوں کہ پہلے معني مراد هیں اور دوسرے معني مراد نهیں هیں بلکہ نهیں هوسکتے اسلیئے کہ اسي ایت میں آگے لکھا هی ' فانسلخ منها ' یعني جس شخص کو خدا نے اپني نشانیاں عطا کی تھیں اور اُس کو حاصل اور اُسمیں مستقر هوگئي تھیں وہ اُسمے نکل گیا — اور یہہ بات کسیطرح تسلیم کے قابل نهیں هی کہ جسکو خدا نے اپني حکمت اور اپني نشانیاں عطا کي هوں جو درحقیقت نبوت کا درجہ هی (یہاں تک کہ بعض مفسرین نے ' آتیناہ ایاتنا ' کے لفظ سے اُس شخص کو جسکا یہہ قصہ هی نبي قرار دیا هی) پھر وہ کافر هو جاوے — اسلیئے میں نے ' آتیناہ ' کا ترجمہ ' لائے هم اُسکے پاس ' کیا هی جو اصلي معني اُس لفظ کے هیں *

یہہ ترجمہ اوروں نے بھي اختیار کیا هی تفسیر کبیر میں ابو مسلم کا یہہ قول لکھا هی آتیناہ ایاتنا اي بیناها فلم یقبل وعري منها — یعني همنے اپني نشانیاں اُسکے سامنے ظاهر کیں پھر اُسنے قبول نکیا اور اُن سے علاحدہ هوگیا — ظاهر کرنے اور پاس لانیکا ایک هي مطلب هی *

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى
الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ
يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ
الْمُهْتَدِيْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ
ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

دوسری بحث اسمیں یہہ ہی کہ ' الذي ' سے کون شخص مراد ہی اور یہہ قصہ کسکا ہی — قرآن مجید میں اُس شخص کا نام نہیں بتایا گیا اسلیئے مفسرین نے اپنے قیاس کے مطابق متعدد نام لکھے ہیں اکثر مفسرین کي یہہ راے ہی کہ الذی سے بلعم باعور مراد ہی جس کا بہت بڑا قصہ توریت سفر اعداد باب بست و دوم و بست سوم و بست چہارم میں مذکور ہی اُن بابوں سے پایا جاتا ہی کہ وہ نبی تہا اور خدا سے ہم کلام ہوتا تہا پہر بت پرست ہوگیا اور بنی اسرائیل کو بہي بت پرستي پر مایل کیا علاوہ اس کے اور بہت بڑا اُس کا قصہ ہی آخرکار بنی اسرائیل نے اُس کو مار ڈالا — ہمارے علماء مفسرین نے اُسي قصہ کو اپني تفسیروں میں لکھدیا — مگر توریت میں اُس کا قصہ ایسے طور پر لکھا ہی کہ کسي طرح تسلیم کے قابل نہیں ہی *

بعض مفسروں کا قول ہی کہ ' الذي ' سے اُمیہ بن" ابی صلت مشہور شاعر عرب مراد ہی جو پہلے اس بات کا قایل تہا کہ ایک نبی ہونے والا ہی مگر جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے تو ایمان نہ لایا اور کافر مرا — بعضوں کا قول ہی کہ ابي عامرالراہب مراد ہی جس نے منافقوں کو ورغلا کر مسجد ضرار بنوائي تہي —— مگر اُن دونوں کا قصہ ایسا نہیں ہی کہ قرآن مجید میں بطور ایک قصہ عظیمہ قابل عبرت کے اُس کا ذکر کیا جاوے — پس

پھر ہوگیا گمراہوں میں سے [۱۷۴] اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ہم اسکو اُن کے سبب بلند کرتے و لیکن وہ پڑا رہا پستی کیطرف اور تابعداری کی اپنی خواہش کی — پھر اُسکی مثال اُس کتے کی مثال ہی کہ اگر تو اُس پر مشقت ڈالے تو زبان نکالدے اور خالی چھوڑ دے تو زبان نکالدے — یہہ مثال اُن لوگوں کی ہی جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو پھر کہدے اُس قصہ کو شاید کہ وہ سوچیں [۱۷۵] بری ہی مثال اُن لوگوں کی جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو اور وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے [۱۷۶] جسکو خدا ہدایت کرے تو وہ ہدایت پانے والا ہی اور جسکو گمراہ کرے تو وہی لوگ ہیں نقصان پانے والے [۱۷۷] اور بے شک ہم نے پیدا کیا بہتوں کو جن اور انس میں سے جہنم کے لیئے — اُن کے لیئے دل ہیں کہ اُن سے نہیں سمجھتے

ہم کو خود قرآن مجید پر غور کرنا اور اُسی سے الذي کے مشاراً الیہ کو تلاش کرنا چاہیئے *

جہاں تک قرآن مجید سے مستنبط ہوسکتا ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس آیت میں الذي سے فرعون کی طرف اشارہ ہی — ہم نے ابھی ثابت کیا ہی کہ آتیناہ کے معنی اُس کے پاس لانے کے ہیں جس کی تفسیر ابو مسلم نے بیناہا سے کی ہی — خدا تعالی بہت سی نشانیاں فرعون کے پاس لایا مگر اُس نے کسی کو قبول نہیں کیا ' فانسلخ منہا ' جس کی طرف اشارہ ہی — اور ایک جگہہ خدا تعالی نے فرعون کی نسبت فرمایا ہی " و لقد اریناہ ایاتنا کلہا فکذب و ابی " یعنی ہم نے فرعون کو سب نشانیاں دکھلائیں پھر اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا — یہہ دونوں آیتیں ایک سی ہیں اور ان دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہی کہ الذي سے فرعون کی طرف اشارہ ہی جس کا قصہ اس قابل تھا کہ لوگوں کو عبرت دلانے کے لیئے اُس کے بیان کرنے کو کہا جاوے جیساکہ متعدد جگہہ قرآن مجید میں اُس کا بیان آیا ہی — تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہی کہ " و جاز ان یکون ہذالموصوف فرعون فانہ تعالی ارسل الیہ موسی و ہارون فاعرض و ابی و کان عادیا ضالا متبعا للشیطان " یعنی ہوسکتا ہی کہ الذي کا موصوف فرعون ہو کیونکہ اللہ تعالی نے اُس کے پاس موسی و ہارون کو بھیجا اور اُس نے نمانا اور وہ گمراہ تابع شیطان تھا *

بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها
اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغفلون ﴿١٧٨﴾
ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون في
اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون ﴿١٧٩﴾ وممن خلقنا امة يهدون
بالحق وبه يعدلون ﴿١٨٠﴾ والذين كذبوا بايتنا سنستدرجهم
من حيث لا يعلمون ﴿١٨١﴾ واملي لهم ان كيدي متين ﴿١٨٢﴾
اولم يتفكروا ما بصاحبهم من جنة ان هو الا نذير مبين ﴿١٨٣﴾
اولم ينظروا في ملكوت السموت والارض وما خلق الله
من شيء وان يكون قد اقترب اجلهم فباي حديث بعده
يؤمنون ﴿١٨٤﴾ من يضلل الله فلا هادي له ويذرهم في
طغيانهم يعمهون ﴿١٨٥﴾ يسئلونك عن الساعة ايان مرسها قل
انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو ثقلت في السموت
والارض لا تاتيكم الا بغتة ﴿١٨٦﴾ يسئلونك كانك حفي عنها
قل انما علمها عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون ﴿١٨٧﴾

اور اُن کے لیئے آنکھیں ھیں کہ اُن سے نہیں دیکھتے اور اُن کے لیئے کان ھیں کہ اُن سے نہیں سنتے — وہ ھیں چوپائے جانوروں کی مانند بلکہ اُنسے بھی زیادہ گمراہ یعنی بدتر اور وھی ھیں غفلت کرنے والے ۱۷۸ اور اللہ کے لیئے اچھے نام ھیں پھر وھی نام لیکر اُس کو پکارو — اور چھوڑدو اُن لوگوں کو جو اُسکے ناموں میں گمراھی کرتے ھیں (یعنی جو نام خدا کے لایق ھیں اُنسے دیوتاؤں وغیرہ کو پکارتے ھیں) قریب ھی کہ بدلا دیئے جاوینگے اُس کا جو وہ کرتے ھیں ۱۷۹ اور اُنمیں سے جنکو ھمنے پیدا کیا ایک گروہ ھی جو ھدایت کرتے ھیں سچ کی اور اُسکے ساتھہ عدل کرتے ھیں ۱۸۰ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ھماری نشانیوں کو قریب ھی کہ ھم اُنکو بہ تدریج لا ڈالینگے (یعنی گمراھی میں) اسطرح سے کہ وہ نہیں جانتے ۱۸۱ اور میں اُن کو مہلت دونگا بے شک میرا مکر مضبوط ھی ۱۸۲ کیا وہ سوچتے نہیں کہ اُنکے ساتھی کو کچھہ جنوں نہیں ھی — وہ تو اور کچھہ نہیں ھی مگر (بری باتوں سے) علانیہ ڈرانے والا ۱۸۳ کیا اُنھوں نے غور نہیں کی آسمانوں اور زمین کی بادشاھت میں اور اُن چیزوں میں جنکو اللہ نے پیدا کیا ھی — اور نہ اِسپر کہ شاید نزدیک پہونچ گئی ھو اُن کی اجل (یعنی مرنے کا وقت) پھر کس بات سے اُسکے بعد ایمان لاوینگے ۱۸۴ جسکو اللہ گمراہ کرے پھر اُسکو کوئی ھدایت کرنے والا نہیں اور وہ چھوڑتا ھی اُن کو اُن کی گمراھی میں بھٹکے ھوئے ۱۸۵ تجھہ سے پوچھتے ھیں قیامت کی نسبت کہ وہ کب آویگی — کہدے کہ اُسکا علم میرے پروردگار کو ھی — نہیں ظاھر کرسکتا (یعنی کوئی نہیں بتا سکتا) اُسکو اُسکے وقت کو مگر وھی یعنی خدا — بھاری ھی † (یعنی چھپی ھوئی ھی) آسمانوں اور زمین میں تمھارے پاس نہیں آنے کی مگر یکایک ۱۸۶ تجھہ سے پوچھتے ھیں گویا تو اُس سے بحث کرنے والا ھی — کہدے کہ اس کے سوا کچھہ نہیں کہ اُسکا علم اللہ کو ھی و لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۸۷

---

† قال السدي ثقلت اي خفيت في السموات والارض ولم يعلم احد من الملائكة المقربين والانبياء المرسلين متى يكون حدوثها و وقوعها تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۴۱ —

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ
اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

---

(۱۸۹) — (ھوالذي خلقکم من نفس واحدة) اکثر لوگ سمجھتے ھیں اور بعض مفسرین کي بھي یھي راے ھی که " نفس واحدة " سے حضرت آدم مراد ھیں اور " وجعل منھا زوجھا " سے حضرت حوا جو حضرت آدم کي پسلي سے پیدا ھوئي تھیں — اس امر کے قرار دینے کے بعد تفسیروں میں حضرت حوا اور شیطان کا قصه لکھا ھی جو قریب زمانه وضع حمل کے واقع ھوا اور اُسکے بھکانے سے حضرت حوا و حضرت آدم نے اپنے پھلونٹے بیٹے کا نام عبدالحرث یعني عبدالشیطان رکھا — یهه سمجھه اور یهه قصه بالکل لغو اور غلط ھی امام فخرالدین رازي نے بھي تفسیر کبیر میں اس سے انکار کیا ھی اور اُسکے باطل ھونے پر چھه دلیلیں قایم کي ھیں اور اخیر کو لکھا ھی که " فثبت بھذہ الوجوہ ان ھذالقول فاسد ویجب علی العاقل المسلم ان لایلتفت الیه " یعني یهه قصه غلط ھی اور مسلمان کو اُسپر التفات کرني نھیں چاھیئے *

اس آیت میں نه حضرت آدم کا ذکر ھی نه حضرت حوا نه من نفس واحدة سے کوئي شخص یا کوئي خاص شخص مراد ھی — اسي آیت کے بعد " عما یشرکون " کا لفظ بصیغه جمع آیا ھی جس سے بخوبي ثابت ھوتا ھی که " نفس واحدة " سے شخص واحد مراد نھیں ھی — آیت کے معني بھت صاف ھیں خدا فرماتا ھی که میں نے تمکو اور تمھاري عورتوں کو جان واحد سے پیدا کیا ھی یعني مرد و عورت سب میں ایک ھي جان ھی — دونوں خدا ھي کے پیدا کیئے ھوئے ھیں مگر مشرکوں کا یهه حال ھی که جب اُنکي عورتوں کو حمل رھتا ھی تو خدا سے دعا مانگتے ھیں که نیک یا بے نقص لڑکا پیدا ھو پھر جب پیدا ھوتا ھی تو خدا کے ساتھه اوروں کو شریک کرتے ھیں — کسي کا نام — عبدلات — اور کسيکا — عبدمنات — اور کسيکا — عبدالعزی — وغیرہ رکھتے ھیں اور خدا کے سوا بتوں اور لوگوں کے بندہ ھونے کے نام سے موسوم کرتے ھیں — پس اس میں مشرکین کي عام حالت شرک کا بیان

کہدے (اے پیغمبر) کہ مجھکو اپنے نفس کے لیئے بھی نفع یا نقصان پہونچانے کی قدرت نہیں ہے بجز اُسکے کہ جو خدا چاہے — اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں اکٹھی کرلیتا اور کبھی مجھکو برائی نچھونی — میں کچھہ نہیں ہوں بجز ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے کے اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لائے ہیں (۱۸۸) وہی ہے جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور پیدا کیا اُس سے اُسکا جوڑا

ہے — آدم یا حوا کے پیدا ہونے اور پہلونٹا بیٹا جننے سے اور شیطان کے جھوٹے قصہ اور اُسکے حضرت حوا کو بہکانے سے کچھہ تعلق نہیں ہے ❁

بعض مفسرین کی بھی یہی رائے ہے جو میں نے بیان کی ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں

قال القفال انه تعالى ذكر هذه القصة على تمثيل ضرب المثل وبيان ان هذه الحالة صورة حالة هؤلاء المشركين في جهلهم وقولهم بالشرك وتقرير هذا الكلام كانه تعالى يقول هو الذي خلق كل واحد منكم من نفس واحدة وجعل من جنسها زوجها انسانا يساويه في الانسانية فلما تغشى الزوج زوجته وظهر الحمل دعا الزوج والزوجة ربهما لئن آتيتنا ولدا صالحا سويا لنكونن من الشاكرين لآلائك ونعمائك فلما آتاهما الله ولدا صالحا سويا جعل الزوج والزوجة لله شركاء فيما آتاهما لانهم تارة ينسبون ذلك الولد الى الطبائع كما هو قول الطبائعيين وتارة الى الكواكب كما هو قول المنجمين وتارة الى الاصنام والاوثان كما هو قول

قفال کا یہہ قول لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے بطور ضرب المثل کے اِس قصہ کی تمثیل دی ہے کہ یہہ حالت مشرکوں کی جہل اور کفر اور شرک کی حالت ہے گویا خدا یہہ فرماتا ہے کہ وہی اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہر ایک شخص کو تم میں سے ایک جان سے اور اُسکی جنس انسان سے اُسکا جوڑا بنایا جو انسانیت میں اُسکے برابر ہے پھر جب وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں اور حمل ہوجاتا ہے تو خصم جورو اپنے پروردگار سے دعا مانگتے ہیں کہ دے ہمکو بیٹا اچھا صحیح و سالم تاکہ ہم تیری عنایتوں اور نعمتوں کے شکر کرنے والوں میں سے ہوں — جب اُنکو اللہ نے اچھا صحیح سالم بیٹا دیا تو خصم جورو اُس میں جو خدا نے اُنکو دیا خدا کا شریک کرتے ہیں کیونکہ کبھی تو اُس لڑکے کے پیدا ہونے کو طبیعت کے سبب سے کہتے ہیں جیسیکہ قول اُن لوگوں کا ہے جو طبیعت کو خالق حقیقی مانتے ہیں — اور کبھی اُسکے ہونے کو ستاروں کے اثر سے منسوب کرتے ہیں جیسیکہ نجومیوں کا قول ہے — اور کبھی دیوتاؤں اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ بتوں کے پوجنے

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ
فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّا اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰىهُمَا
فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا
وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ سَوَآءٌ
عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ
بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا
قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۴﴾ اِنَّ وَلِيِّ
اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

عبدة الاصنام ثم قال تعالى فتعالى الله عما يشركون اے تنزه الله عن ذلك الشرك وهذا جواب في غاية الصحة والسدد — تفسير كبير — جلد ۳ صفحه ۳۴۳ —

والوں کا طریقہ ہے — اسکے بعد خدا نے فرمایا کہ پاک ہے اللہ اس بات سے جس سے وہ شرک کرتے ہیں — پس اس سے ظاہر ہے کہ قفال بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اس آیت میں نفس واحدہ سے حضرت آدم مراد ہیں —

دل رهے اُس كے پاس — پھر جب ڈھانك ليا اُس نے اُس كو تو وہ بوجھل هو گئي تھوڑے
سے بوجھ سے پھر اُسي كے ساتھ (يعني اُسي بوجھ كے ساتھ) چلي گئي (يعني وہ بوجھ
اُس ميں رهتا رها) پھر جب وہ بھاري هوگيا تو دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگي كه
دے همكو (لڑكا) بھلا چنگا تاكه هم هوں شكر كرنے والوں ميں سے (١٨٩) پھر جب خدا نے
اُن كو بھلا چنگا (لڑكا) ديا تو اُنهوں نے اُس ميں جو اُن كو ديا گيا تھا خدا كے ليئے شريك
ٹھرائے — پھر الله اعلى تر هے اُس سے جس كو شريك كرتے هيں (١٩٠) كيا وہ (خدا كے
ساتھ) اُس كو شريك كرتے هيں جو كچھ نهيں پيدا كرسكتا اور خود پيدا كيئے جاتے
هيں — اور اپنے پوجنے والوں كے ليئے مدد نهيں كرسكتے اور نه اپني آپ مدد كرسكتے هيں (١٩١)
اور اگر تم اُن كو هدايت كي طرف بلاؤ تو تمهاري تابعداري نه كرينگے — تمهارے ليئے برابر هے
خواه تم اُن كو بلاؤ يا تم چپكے هو رهو (١٩٢) جو لوگ كه پكارتے هيں اوروں كو الله كے سوا
(وہ بھي) مثل تمهارے خدا كے بندے هيں پھر اُن كو پكارو پھر وہ تمكو جواب دينگے اگر
تم سچے هو (١٩٣) كيا اُن كے ليئے (يعني بتوں كے ليئے) پاؤں هيں اُن سے وہ چلتے هيں —
كيا اُن كے ليئے هاتھ هيں اُن سے وہ پكڑتے هيں — كيا اُن كے ليئے آنكھيں هيں اُن سے وہ
ديكھتے هيں — كيا اُن كے ليئے كان هيں اُن سے وہ سنتے هيں — كهدے اے پيغمبر كه بلاؤ اپنے
شريكوں كو (يعني جنكو خدا كے ساتھ شريك كرتے هو) پھر ميرے ساتھ مكر كرو اور
مجھكو مهلت مت دو (١٩٤) بيشك ميرا دوست الله هے جس نے اُتاري كتاب اور وہ
دوستي كرتا هے نيك كام كرنے والوں سے (١٩٥)

آخر كو امام فخرالدين رازي نے لكھا هے كه يهي بات صحيح اور مضبوط هے *
علماء متقدمين نے جو محقق هونے كا درجه ركھتے تھے هر ايك امر كو محقق طور پر
بيان كيا هے الا واعظين كے سبب سے لغو و بيهوده قصے زياده تر مشهور هوگئے هيں اور
محققين كي رائيں جو عام پسند نهيں هوتيں مشهور نهيں هوتيں — فتدبر *

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ
يَنْصُرُوْنَ ۱۹۶ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۱۹۷ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ
بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۱۹۸ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱۹۹

---

۱۹۹ — (و اما ینزغنک) اس آیت کی تفسیر میں مفسروں کو بڑی دقت پڑی هی — کیونکہ وہ شیطان کو ایک جداگانہ مخلوق خارج از انسان اور خدا تعالی کا مخالف اور لوگوں کو بدی و نافرمانی پر رغبت دینے والا اور بہکانے والا کفر و شرک میں ڈالنے والا قرار دیتے هیں — اور یہہ بات مسلم هی کہ انبیاء علیہم السلام کو شیطان بہکا نہیں سکتا اور اُس کا بد اثر ذرا سا بھی انبیاء پر نہیں هوتا۔ پھر کیونکر خدا نے آنحضرت صلعم کی نسبت کہا کہ " و اما ینزغنک من الشیطان نزغ " پھر مفسرین نے اس کے جواب میں بہت سی تقریریں اور تاویلیں کی هیں جو نہایت سرد و پژمردہ هیں لیکن اگر ٹھیک ٹھیک مطلب سمجھا جاوے تو آیت کی تفسیر میں کوئی مشکل و دقت نہیں هی ●

یہہ بات مذهب اسلام کے هر فرقہ میں مسلم هی کہ انبیاء علیہم السلام بھی انسانوں کی مانند بشر هیں جیسا کہ خدا نے آنحضرت صلعم کی زبان سے فرمایا هی کہ " انا بشر مثلکم یوحی الی " پس جو مقتضائے بشریت هی اُس سے انبیاء علیہم السلام بھی خالی نہیں هیں انبیاء میں اور عام انسانوں میں یہہ فرق هی کہ انبیاء اُس تقاضائے بشری کو روک لیتے هیں اور اُس پر غالب آجاتے هیں اور عام انسان اُس سے مغلوب هوجاتے هیں اور وہ اُن پر غالب هوجاتا هی — اس آیت سے اوپر کی آیت میں خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو فرمایا تھا کہ جاهلوں سے درگذر کر اور اُن سے اپنا منہہ پھیر لے یعنی کافر جو نالایق باتیں کرتے هیں اُن سے درگذر کرنا چاهیئے — مگر ایسی باتوں سے رنج هونا یا غصہ آنا ایک امر طبعی و مقتضائے بشری هی اس لیئے خدا نے فرمایا کہ اگر تجھکو ایسا امر پیش آوے تو خدا کو یاد کر اور خدا کی طرف متوجہہ هو تاکہ وہ رنج یا غصہ جو بمقتضائے بشریت آیا تھا

اور جو لوگ کہ پکارتے هیں اوروں کو الله کے سوا وہ اُنکي مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ اپنے آپ مدد کرتے هیں ١٩٦ اور اگر تو اُنکو بلاوے هدایت کي طرف تو وہ نہیں سنینگے اور تو اُنکو (یعني بتوں کو) دیکھتا هی کہ تیري طرف نظر کر رهے هیں اور وہ دیکھتے نہیں ١٩٧ درگذر کو اختیار کر اور اچھے کاموں کے کرنے کا حکم کر اور منهہ پھیر لے جاهلوں سے ١٩٨ اور اگر بھڑکاوے تجھکو شیطان کا بھڑکانا تو پناہ مانگ الله سے بے شک وہ سننے والا هی جاننے والا ١٩٩

تب جاوے اور غالب نہونے پاوے — اس آیت میں اور اس کے بعد کي آیت میں شیطان کے لفظ سے صاف اشارہ اُس قوت غضبیہ کي طرف هی جو انسانوں میں اور انبیاء میں بھي بمقتضاے خلقت بشري موجود هی — کون کہہ سکتا هی کہ آنحضرت صلعم کو کبھي رنج نہوتا تھا یا کبھي غصہ نہ آتا تھا مگر آنحضرت صلعم اپنے کمال نفس سے خدا کي طرف توجہ کرنے سے رنج دور فرماتے تھے اور غصہ کو دبا دیتے تھے اور قوت غضبیہ کو اپنے پر غالب نہونے دیتے تھے — یہہ آیت علانیہ ثابت کرتي هی کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ اُنھي قوا پر جو بمقابلہ قواے ملکوتیہ کے انسانوں میں بمقتضاے فطرت و خلقت انساني کے هیں اطلاق هوا هی نہ کسي ایسے وجود خارجي پر جو خدا کے مقابل اور اُس کا مد مخالف هو — پس آیت میں کوئي ایسي مشکل نہیں هی جس سے ذات پاک رسول مقبول پر کوئي منقصت آسکے *

شکر هی کہ بعض مفسرین نے بھي قریباً قریباً اسي مطلب کي طرف رجوع کي هی امام فخرالدین رازی صاحب تحریر فرماتے هیں کہ جب خدا نے آنحضرت صلعم کو اچھے کاموں کا حکم دیا تو کبھي یہہ هوتا هی کہ ایک بیوقوف اپني بیوقوفي ظاهر کرکے طبیعت کو بھڑکا دیتا هی ایسے وقت کے لیئے خدا نے اُسکے مقابلہ کرنے کے عوض سکوت اختیار کرنا فرمایا اور کہا کہ منهہ پھیر لے جاهلوں سے اور یہہ بات ظاهر هی کہ بیوقوف کا اس طرح پیش آنا غصہ اور غضب کو بھڑکا دیتا هی اور

وتقریر الکلام انه تعالی لما امره بالمعروف فعند ذلک ربما یهیج سفیه و یظهر السفاهة فعند ذلک امره تعالی بالسکوت عن مقابلته فقال و اعرض عن الجاهلین و لما کان من المعلوم ان اقدام السفیه قد یهیج

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُونَ (۲۰۰) وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ (۲۰۱) وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحٰى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّي هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ (۲۰۲) وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۲۰۳)

الغضب والغيظ ولا يبقى الانسان على حالة السلامة وعند تلك الحالة يجد الشيطان مجالا في حمل ذلك الانسان على ما لا ينبغي لاجرم بين تعالى ما يجري مجري العلاج لهذا المرض فقال فاستعذ بالله — تفسير كبير جلد سوم صفحه ۳۳۹

انسان درست حالت پر نہیں رہتا — ایسی حالت میں شیطان کو موقع ملتا ہی انسان کو نہ کرنے کی باتوں کے کر دیکھنے پر برانگیختہ کرنے کا — اس لئے خدا تعالی نے ایسی بات بتا دی جو اس مرض کے علاج کی جگہہ ہی اور کہا کہ پناہ مانگ اللہ سے — یہہ تمام تقریر امام صاحب کی وہی ہی جو ہمنے لکھی ہی صرف وہ فقرہ اس تقریر کا جس پر ہم نے لکیر کردی ہی مہمل ہی اگر وہ خارج کردیا جاوے تو امام صاحب کی تحریر اور ہماری تقریر میں کچھہ فرق نہیں ہی — تعجب یہہ ہی کہ جب خود امام صاحب نے لکھا ہی کہ غصہ کی حالت میں انسان درست حالت پر نہیں رہتا تو پھر شیطان کو بلانے کی کیا حاجت رہی تھی •

(۲۰۱) — (واخوانهم يمدونهم) اس آیت کی تفسیر میں صرف اسقدر بیان کرنا ہی کہ ہم کی ضمیر کسکی طرف راجع ہی — مفسرین ' ہم ' کی ضمیر کو جو ' اخوانهم ' میں ہی شیطان کیطرف راجع کرتے ہیں اور مفرد کیطرف ضمیر جمع کا راجع ہونا باعتبار جنس کے سمجھتے ہیں اور جو ضمیر ' ہم ' کی ' یمدونهم ' میں ہی اسکو ' الذین اتقوا ' کی طرف پھیرتے ہیں — اور ' یمدون ' کے معنی امداد کے لیتے ہیں •

تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ ' اخوانهم ' کے معنی ہیں اخوان الشیاطین — یعنی

بے شک جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں جبکہ اُنکو چھوتا ہے دغدغا شیطان کا تو (اللہ کو) یاد کرتے ہیں پھر وہ ہیں سوچنے والے ۲۰۰ اور اُنکے بھائی اُنکو کھینچتے ہیں نافرمانی میں پھر کچھہ کمی نہیں کرتے ۲۰۱ اور جب تو اُنکے پاس کوئی نشانی نہیں لاتا تو کہتے ہیں کہ کیوں نہیں تو اُسکو بنا لاتا — کہدے اے پیغمبر نہ اسکے سوا اَور کچھہ نہیں کہ میں تابعداری کرتا ہوں اُسکی جو وحی بھیجی گئی ہے میرے پاس میرے پروردگار سے — یہہ ہیں دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں ۲۰۲ اور جب قرآن پڑھا جاوے تو تم اُسکو سنو اور چپ رہو شاید کہ تم رحم کیئے جاؤ ۲۰۳

ان المعنى و اخوان الشياطين يمدون الشياطين فى الغى وذلك لان شياطين الانس اخوان لشياطين الجن فشياطين الانس يغوون الناس فيكون ذلك امدادا منهم لشياطين الجن على الاغواء و الاضلال — و القول الثانى ان اخوان الشياطين هم الناس الذين ليسوا بمتقين فان الشياطين يكونون مددالهم فيه والقولان مبنيان على ان لكل كافر اخا من الشياطين —

تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۵۱

شیاطین مدد کرتے ہیں شیاطین کی نافرمانی میں اور یہہ بات اسطرح پر ہے کہ شیطان آدمی بھائی ہیں شیاطین جن کے پھر شیطان آدمی لوگوں کو بہکاتے ہیں اور اس سے مدد ملتی ہے شیاطین جن کو بہکانے پر اور گمراہ کرنے پر — دوسرا قول یہہ ہے کہ شیطانوں کے بھائی وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار نہیں ہیں پس شیاطین اُن کے لیئے بطور مدد کے ہیں اور یہہ دونوں قول اس یقین پر مبنی ہیں کہ ہر ایک کافر کا ایک شیطان بھائی ہوتا ہے *

مگر یہہ تقریر وہمی و خیالی ہے — یہہ کہدینا تو آسان ہے کہ ہر ایک کافر کا ایک شیطان بھائی ہوتا ہے مگر جب اسکا ثبوت چاہو تو بجز خیال و وہم کے کچھہ نہیں — میرے نزدیک آیت کے معنی بہت صاف ہیں اور نہ " یمدون " کے معنی اسمقام پر امداد کے ہیں ' اخوانہم ' کی ضمیر اور یمدونہم ' کی ضمیر ' الذین اتقوا ' کیطرف راجع ہے آیت کے معنی نہایت صاف ہیں کہ پرہیزگار آدمیوں کے دلمیں جب کوئی دغدغا آتا ہے تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور اُن کے بھائی بند اُنکو گمراہی میں کھینچ لیجانے میں کچھہ تقصیر نہیں کرتے •

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (۲۰۴) إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ (۲۰۵)

ثم الجلد الثالث من تفسير القرآن

اور یاد کر اپنے پروردگار کو اپنے جي میں عاجزي اور خوف سے پکارکر بات کرنے کي به نسبت
دھیمي آواز سے صبح کو اور شام کو اور تو نہو غفلت کرنے والوں میں سے ۲۰۴ بے شک
جو لوگ تیرے پروردگار کے قریب ھیں وہ تکبر نہیں کرتے اُس کي عبادت سے اور اُس
کي تسبیح کرتے ھیں اور اُس کے لیئے سجدہ کرتے ھیں ۲۰۵

196941
Date 31.10.89

جلد سوم تفسیر قران تمام شد

ZAKIR H[illegible] LIBRARY